25
تفہیمُ السُنّۃ

إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ
مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

# مساجد کا بیان

محمد اقبال کیلانی

مکتبة
بیت السلام
الریاض

ح مكتبة بيت السلام، ١٤٣٠ هـ

*فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر*

الكيلاني ، محمد إقبال

كتاب المساجد ./ محمد إقبال كيلاني .- الرياض، ١٤٣٠ هـ

..ص ؛ ..سم

ردمك: ٩٧٨-٦٠٣-٠٠-٣٩٢٢-٧

( اللغة الاردية )

ديوي ٢١٥ ١٤٣٠/٨١١٦

رقم الإيداع: ١٤٣٠/٨١١٦

ردمك: ٩٧٨-٦٠٣-٠٠-٣٩٢٢-٧



**تقسیم کنندة**

**مكتبة بيت السلام**

**صندوق البريد: -16737 الرياض:-11474 سعودي عرب**

فون: 4381122 فاكس : 4385991
4381155

موبائل: 0542666646-0505440147

# فہرست

# اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَاءِ

## ’’میرا رب یقیناً دعا سننے والا ہے۔‘‘

حمد و ثناء صرف اس اللہ کے لئے جو تنہا اور لا شریک ہے ...... جو حی اور قیوم ہے...... جو کائنات کا رازق اور مالک ہے...... جو ستار اور غفار ہے...... جو رحمٰن اور رحیم ہے...... جو ہادی اور رشید ہے...... جو جبار اور قہار بھی ہے...... عزیز اور منتقم بھی ہے۔

حمد و ثناء صرف اس اللہ کے لئے جس نے انسانوں کی ہدایت کے لئے رسول مبعوث فرمائے...... اپنی عبادت اور بندگی کے لئے مساجد تعمیر کرنے کا حکم دیا۔

حمد و ثناء صرف اس اللہ کے لئے جس نے مساجد کو ’’بیت اللہ‘‘ کہلانے کا اعزاز بخشا اور حمد و ثناء صرف اس اللہ کے لئے

جس نے مساجد کو ''جنت کے باغ'' قرار دیا۔ حمد وثناء صرف اس اللہ کے لئے جس نے مساجد کو روئے زمین پر اپنی سب سے پسندیدہ جگہیں قرار دیا...... جہاں سے روزانہ پانچ بار اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور عظمت کا اعلان ہوتا ہے...... اللہ تعالیٰ کی توحید کا ترانہ بلند ہوتا ہے...... رسول رحمت ﷺ کی رسالت کی گواہی دی جاتی ہے...... اور تمام بنی نوع انسان کو فوز وفلاح کی طرف دعوت دی جاتی ہے۔

## پس ...... اے الہ العالمین!

- جو تیرے گھروں سے محبت کرے تو بھی اس سے محبت فرما اور جو تیرے گھروں سے دشمنی کرے تو بھی اس سے دشمنی فرما۔
- جو تیرے گھروں کو آباد کرے تو بھی اسے آباد فرما اور جو تیرے گھروں کی ویرانی اور بربادی کے درپے ہو تو بھی اسے ویران اور برباد فرما۔
- جو تیرے گھروں کی تعمیر پر خرچ کرے تو بھی اس پر خرچ فرما

اور جو تیرے گھروں کی تعمیر سے (اپنا مال) روک لے تو بھی اس سے (اپنا رزق) روک لے۔

- جو تیرے گھر میں آنے والوں کی سرپرستی کرے تو بھی اس کی سرپرستی فرما اور جو تیرے گھر میں آنے والوں پر عرصہ حیات تنگ کرے تو بھی اس پر عرصہ حیات تنگ فرما۔
- جو تیرے گھروں کی حفاظت کرے تو بھی اس کی حفاظت فرما اور جو تیرے گھروں کی حرمت پامال کرے تو بھی اس کی حرمت پامال فرما۔

حمد و ثناء صرف اس ذات پاک کے لئے جو اپنے کمزور، ناتواں اور مضطرب بندوں کی دعائیں سنتا اور شرف قبولیت عطا فرماتا ہے۔

وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِیِّنَا
مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ

☪ ☪ ☪

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

**اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِيۡنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الۡمُرۡسَلِيۡنَ وَالۡعَاقِبَةُ لِلۡمُتَّقِيۡنَ، اَمَّا بَعۡدُ !**

روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے سب سے پہلا گھر بیت اللہ شریف تعمیر کیا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ اِنَّ اَوَّلَ بَيۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىۡ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ۝ ﴾ (3:96) ترجمہ: ''بے شک سب سے پہلا عبادت گھر جو انسانوں کے لئے تعمیر کیا گیا وہ وہی ہے جو مکہ میں ہے اسے برکت دی گئی ہے اور سارے جہان والوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنایا گیا ہے۔'' (سورہ آل عمران، آیت 96)......لیکن جب کفار مکہ نے رسول اکرم ﷺ کو اس گھر میں اللہ تعالیٰ کی عبادت سے زبردستی روک دیا تو پھر وہاں قیام کرنا لا حاصل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وہ بستی چھوڑنے کا حکم دے دیا۔ آپ ﷺ نے مکہ مکرمہ چھوڑا اور مدینہ منورہ کا قصد فرمایا، آپ ﷺ کا پہلا پڑاؤ مدینہ منورہ سے پانچ کلومیٹر باہر ایک مضافاتی بستی میں ہوا جس کا نام قبا (دوسرا نام عالیہ) تھا۔ آپ ﷺ کی آمد سے قبل اس بستی کے کئی گھرانے مسلمان ہو چکے تھے۔ بستی کے سردار حضرت کلثوم بن ہدم رضی اللہ عنہ کے ہاں آپ ﷺ نے چودہ دن قیام فرمایا۔ دوران قیام میں آپ ﷺ نے جس بات کی طرف سب سے پہلے توجہ فرمائی وہ اللہ تعالیٰ کے گھر کی تعمیر ہی تھی۔ رسول اکرم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے نہ صرف مسجد کی بنیاد رکھی بلکہ دوسرے مسلمانوں کے ساتھ مل کر ایک مزدور کی طرح مسجد کی تعمیر میں حصہ بھی لیا۔ مسجد کی تعمیر میں حصہ لیتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دل خدمت اسلام کے جن اعلیٰ و ارفع جذبات سے معمور تھے اس کا اندازہ اس

بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے پرخلوص ایمانی جذبات کی تعریف ان الفاظ میں فرمائی:

﴿لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۝﴾(9:108)

وہ مسجد جس کی پہلے روز سے ہی تقویٰ پر بنیاد رکھی گئی ہے اس مقصد کے لئے زیادہ موزوں ہے کہ تم اس میں (عبادت کے لئے) کھڑے ہو۔ اس مسجد میں (آنے والے) لوگ ایسے ہیں جو پاک رہنا پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پاک رہنے والوں سے محبت کرتے ہیں۔'' (سورہ التوبہ، آیت 108)

مسجد کی تعمیر مکمل ہوگئی تو آپ ﷺ نے مدینہ منورہ کا قصد فرمایا۔ مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد جیسے ہی آپ ﷺ کی نشست و برخاست کے معاملات طے ہوئے آپ ﷺ نے سب سے پہلے مسجد کی تعمیر کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ مسجد کی تعمیر کے لئے رسول اکرم ﷺ نے وہی جگہ منتخب فرمائی جہاں مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد پہلی مرتبہ آپ ﷺ کی اونٹنی بیٹھی تھی۔ یہ خالی زمین دو یتیم بچوں کی تھی جن کا تعلق آپ ﷺ کے ننھیالی گھر بنونجار سے تھا۔ دونوں بچوں نے یہ زمین مسجد کے لئے بلا قیمت دینا چاہی، لیکن آپ ﷺ نے بلا قیمت زمین لینا پسند نہ فرمایا چنانچہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اس کی قیمت ادا فرمادی۔

اس زمین میں بعض مشرکین کی قبریں تھیں۔ کچھ جگہ پر درخت اور گھاس پھونس تھا۔ آپ ﷺ کے حکم پر مشرکین کی قبریں اکھاڑ دی گئیں، کھجور کے درخت کاٹ کر ساری جگہ صاف اور ہموار کردی گئی اور مسجد کی تعمیر شروع ہوگئی۔ آپ ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے مسجد کا سنگ بنیاد رکھا اور مسجد قبا کی طرح یہاں بھی سید الانبیاء، سرور عالم اور جہان نو کے معمار اعظم ﷺ مسجد کی تعمیر میں ایک عام مزدور کی طرح حصہ لیتے رہے۔ کیسا مبارک عمل تھا، کیسے مبارک لمحات تھے اور کیسے مبارک لوگ تھے وہ، جن کے ساتھ دنیا کا سب سے بڑا معلم اور مبلغ مزدوری بھی فرما رہا تھا اور ساتھ ساتھ رجز کے انداز میں فکرِ آخرت کی تعلیم بھی دے رہا تھا۔

لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشَ الْاٰخِرَة ۔۔۔ فَاغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَة

ترجمہ ''زندگی تو بس آخرت ہی کی زندگی ہے، یا اللہ! مہاجرین اور انصار کی مغفرت فرمادے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ مل کر جب یہ رجز بلند کرتے ہوں گے تو کیسا ایمان پرور

سماں پیدا ہوتا ہوگا۔ ساری فضا جھوم اٹھتی ہوگی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اینٹیں اور پتھر اٹھاتے دیکھتے تو عرض کرتے ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ زحمت نہ فرمائیں، غلام حاضر ہیں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم جواب میں صرف مسکرادیتے اور اپنے کام میں مشغول رہتے۔ اپنے محبوب قائد صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طرز عمل سے جانثاروں کا جذبہ عمل دہ چند ہو جاتا اور وہ پکار اٹھتے:

لَئِنْ قَعَدْنَا وَالنَّبِيُّ يَعْمَلُ لَذَاكَ مِنَّا الْعَمَلُ الْمُضَلَّلُ

ترجمہ ''ہم اگر بیٹھ جائیں اور اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کام کریں تو یہ سراسر گمراہی کی بات ہوگی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مسجد تعمیر فرمائی وہ قبلہ کی دیوار سے لے کر پچھلی دیوار تک 150 فٹ لمبی اور کم و بیش اتنی ہی چوڑی تھی مسجد کی بنیادیں 4 تا 5 فٹ گہری کھودی گئیں دیواریں کچی اینٹوں اور گارے سے بنائیں گئیں کھجور کے تنے بطور ستون استعمال کئے گئے اور چھت پر کھجور کی شاخیں اور پتے ڈالے گئے۔ زمین پر ریت اور کنکریاں ڈال کر جگہ ہموار کر دی گئی اور یوں عہد نبوی کی مسجد مکمل ہوگئی۔

مسجد نبوی کی تعمیر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بنفس نفیس شرکت میں امت کے لئے بہت سے سبق ہیں جن کی طرف توجہ دلانا ضروری ہے۔

اولاً : تعمیر مسجد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بنفس نفیس شرکت سے نہ صرف مسجد کی بہت زیادہ عظمت اور فضیلت ثابت ہوتی ہے بلکہ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ تعمیر مسجد میں عملاً حصہ لینے کا اجر وثواب اس قدر ہے کہ خود رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس سے محروم رہنا پسند نہیں فرمایا۔

ثانیاً : اللہ تعالیٰ کے بعد ہر طرح کی عزت اور عظمت، بزرگی اور بڑائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کے لائق ہے۔ آپ محبوب خدا اور سید الانبیاء ہیں، لیکن مسجد کی تعمیر میں اپنے مبارک ہاتھوں سے اینٹیں اور گارا اٹھا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو یہ تعلیم دی کہ محنت اور مزدوری میں انسان کی توہین یا تذلیل نہیں بلکہ عزت اور عظمت ہے۔ بے کار بیٹھنا قابل فخر نہیں بلکہ اپنے ہاتھوں سے کام کرنا قابل فخر ہے۔ دوسروں پر حکمرانی کرنا بزرگی اور بڑائی نہیں بلکہ دوسروں کے ساتھ مل کر کام کرنا بزرگی اور بڑائی ہے۔ تکبر اور غرور، انسانیت کی معراج نہیں بلکہ انکسار اور عاجزی معراج انسانیت ہے۔

ثالثاً : سیرت طیبہ کے اس پہلو سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں مساوات کا صحیح تصور کیا

ہے اور وہ یہ کہ مسلمانوں کا قائد اپنے عوام سے کچھ الگ نہیں بلکہ ان کے سارے معاملات میں برابر کا شریک ہے۔ عسر اور یسر، ہر حالت میں ان کے ساتھ ہے، دکھ سکھ میں ان کا ساجھی ہے، جو قانون اور ضابطہ دوسروں کے لئے ہے وہی ضابطہ اور قانون قائد کے لئے بھی ہے۔

رابعاً : آپ ﷺ کے طرز عمل سے چوتھی اور اہم ترین بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ ایک مسلمان دین کے کام میں مشغول ہو یا دنیا کے کام میں اسے فکر آخرت سے کسی صورت غافل نہیں ہونا چاہئے۔ کام کاج کرتے ہوئے بھی دل ودماغ پر آخرت کی یاد غالب رہنی چاہئے۔

## مسجد کی فضیلت:

مسجد صرف عبادت گھر ہی نہیں بلکہ قرآن وحدیث پڑھنے، پڑھانے، وعظ ونصیحت کرنے نیز اسلام کی نشر واشاعت کا مرکز بھی ہے اس لئے اس کی فضیلت کے بارے میں آپ ﷺ سے بکثرت احادیث مروی ہیں۔ چند ایک درج ذیل ہیں:

① اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے مسجد تعمیر کرنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ جنت میں گھر بناتے ہیں۔ (بخاری)

② مرنے کے بعد مومن کے نیک کاموں میں سے جن کاموں کا اسے اجر وثواب قیامت تک ملتا رہتا ہے وہ سات ہیں ان میں سے ایک مسجد کی تعمیر ہے۔ (ابن ماجہ)

③ روئے زمین پر مساجد اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ پسندیدہ جگہیں ہیں۔ (مسلم)

④ مسجد میں ادا کی گئی نماز تنہا نماز کے مقابلہ میں 25 تا 27 درجہ زیادہ اجر وثواب رکھتی ہے۔ (مسلم)

⑤ مساجد اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں۔ (مسلم)

⑥ مسجد ہر متقی کا گھر ہے۔ (ابن عساکر)

⑦ مسجد میں آنے والے نمازی اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں۔ (طبرانی)

⑧ قیامت کے روز حشر میں اللہ تعالیٰ کے عرش کے سائے تلے جگہ پانے والے سات آدمیوں میں سے ایک وہ ہے جس کا دل مسجد میں اٹکا رہے۔ (بخاری)

⑨ مسجد میں آکر نماز پڑھنے سے اللہ تعالیٰ اتنا خوش ہوتے ہیں جتنا کسی غائب شخص کے گھر واپس آنے پر اہل خانہ خوش ہوتے ہیں۔ (ابن ماجہ)

⑩ گھر سے وضو کر کے مسجد میں آ کر باجماعت فرض نماز ادا کرنے والے کو حج کے برابر ثواب ملتا ہے۔ (ابوداؤد)

⑪ جمعہ کے روز غسل جنابت کرنے والے اور خطبہ سے پہلے مسجد میں آنے والے اور امام کے قریب بیٹھنے والے اور خطبہ خاموشی سے سننے والے کو مسجد میں آنے اور جانے والے ہر قدم پر ایک سال کے روزوں اور ایک سال کے قیام کا ثواب ملتا ہے۔ (ترمذی)

⑫ گھر سے وضو کر کے نماز چاشت ادا کرنے کے لئے مسجد میں آنے والے کو عمرے کا ثواب ملتا ہے۔ (ابوداؤد)

⑬ زیادہ فاصلے سے مسجد آنے والے کے لئے زیادہ اجر وثواب ہے۔ (ابن ماجہ)

⑭ اپنا زیادہ وقت مسجد میں گزارنے والے کے لئے دنیا میں خوش وخرم رہنے اور آخرت میں پل صراط پر ثابت قدم رہنے کی ضمانت ہے۔ (طبرانی)

⑮ فرض نماز ادا کرنے کے بعد جب تک نمازی مسجد میں باوضو بیٹھا رہے فرشتے اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں۔ (مسلم)

⑯ زمین پر مساجد آسمان والوں (یعنی فرشتوں) کو اسی طرح روشن اور چمکدار نظر آتی ہیں جس طرح زمین والوں کو آسمان کے ستارے روشن اور چمکدار نظر آتے ہیں۔ (طبرانی)[1]

قارئین کرام! غور فرمایئے کہ مسجد کے حوالے سے رسول اکرم ﷺ نے چھوٹی چھوٹی جزئیات کے اجر وثواب کا ذکر کس تفصیل سے فرمایا ہے۔ مسجد کی تعمیر کرنے یا اس میں حصہ لینے کا اجر وثواب، مسجد کی طرف چل کر آنے کا اجر وثواب، مسجد میں باجماعت نمازوں کا اجر وثواب، مسجد میں باوضو بیٹھنے کا اجر وثواب، مسجد میں بیٹھ کر اگلی نماز کے انتظار کا اجر وثواب، مسجد میں قرآن مجید کی تلاوت کرنے، پڑھنے اور پڑھانے کا اجر وثواب، آپ ﷺ کے ان ارشادات سے مسجد کی اتنی زیادہ فضیلت، عظمت اور شان ثابت ہوتی ہے جسے الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں۔

ایک نظر آپ ﷺ کی حیات طیبہ پر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کا مسجد کے ساتھ

---

[1] مسجد کی فضیلت کے بارے میں مذکورہ بالا احادیث اور ان کے علاوہ مزید احادیث قارئین کرام کو آئندہ ابواب میں مل جائیں گی۔

بڑا گہرا تعلق تھا۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے کام میں مشغول ہوتے ،لیکن جیسے ہی اذان کی آواز سنتے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر فوراً مسجد تشریف لے جاتے ،سفر سے واپسی ہوتی تو پہلے مسجد تشریف لے جاتے ، دو رکعت نماز ادا فرماتے اور پھر گھر قدم رنجہ فرماتے ۔فقر و فاقہ کی نوبت آتی تو مسجد تشریف لے جاتے ،خوف گھبراہٹ یا پریشانی کا موقع ہوتا تو مسجد تشریف لے جاتے ، آندھی ،طوفان بادو باراں ہوتا تو مسجد تشریف لے جاتے ،خسوف یا کسوف ہوتا تو مسجد تشریف لے جاتے ،مرض الموت میں صرف چار پانچ یوم مسجد میں تشریف نہ لے جا سکے تو طبیعت مبارک بے چین ہوگئی ، دو آدمیوں کا سہارا لے کر اس حالت میں مسجد تشریف لائے کہ پاؤں مبارک زمین پر گھسٹ رہے تھے ۔اگلے روز اتنی ہمت بھی نہ تھی ، پردہ سرکایا اور مسجد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا با جماعت رونق افروز منظر دیکھا تو رُخ انور مسرت سے تمتما اٹھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مطہرہ سے یہ بات بالکل عیاں ہے کہ ایک مومن آدمی کے لئے مسجد اس کے ذاتی گھر کی نسبت کہیں زیادہ اہم اور افضل ہے ۔ذاتی گھر میں انسان صرف اپنے جسم و جان کا آرام اور سکون حاصل کرتا ہے جبکہ مسجد میں مومن کی روح کو آرام اور سکون ملتا ہے ۔مومن کا ایمان اور یقین جلا پاتے ہیں ،اللہ تعالیٰ کی رحمت اور رضا حاصل ہوتی ہے ،ملائکہ کی معیت اور دعائیں پانے کا شرف حاصل ہوتا ہے، مسجد کے ساتھ مستقل اور گہرا تعلق رکھنے والوں کے لئے اس سے بڑا اعزاز اور کیا ہوگا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کے ایمان کی گواہی دی ہے ۔ارشاد ربانی ہے:

﴿ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ﴾(18:9)

’’مساجد کو وہ لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لائیں ۔‘‘(سورہ التوبہ، آیت نمبر 18)

پس ہم میں سے ہر مسلمان کو شعوری طور پر یہ کوشش کرنی چاہئے کہ ہم دنیا کے جس خطے میں بھی قیام پذیر ہوں وہاں اگر مسجد نہ ہو تو مسجد کی تعمیر کا اہتمام کریں اگر کوئی مسجد پہلے سے زیر تعمیر ہو تو اس میں قولی ،فعلی یا مالی تعاون سے شرکت کا شرف حاصل کریں ۔اگر پہلے سے کوئی مسجد موجود ہو تو اس کی دیکھ بھال ،اس کی ضروریات کا اسی طرح خیال رکھیں جس طرح اپنے گھر کی دیکھ بھال اور ضروریات کا خیال رکھتے ہیں۔

محض پانچ نمازوں کے وقت مسجد میں حاضری کا تعلق تو ایک ایسا لازمی ولابدی امر ہے جس کے بغیر کسی مسلمان کا ایمان ہی مکمل نہیں ہوتا۔مسجد کے ساتھ قلبی تعلق تو اس کی تعمیر یا تعمیر کے بعد اس کی دیکھ بھال

اور خدمت سے ہی پیدا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائیں۔ اَللّٰهُ يَجْتَبِىٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ !

## مساجد......امن وسلامتی کے گہوارے:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن مجید میں بیت اللہ شریف کے فضائل بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

﴿ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ فِيْهِ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ وَ مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ط﴾

''بے شک سب سے پہلے (اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے) تعمیر کیا گیا گھر وہی ہے جو مکہ میں ہے جو برکت والا ہے اور سارے جہاں والوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ ہے اس گھر میں کھلی نشانیاں ہیں (مثلاً) مقام ابراہیم ہے اور جو اس میں داخل ہوا وہ امن میں آ گیا۔'' (سورہ آل عمران، آیت 96-97)

سورہ آلعمران کی ان دو آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ شریف کے درج ذیل پانچ فضائل بیان فرمائے ہیں:

① دنیا میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے سب سے پہلے بیت اللہ شریف تعمیر کیا گیا۔
② بیت اللہ شریف برکت والا گھر ہے۔
③ بیت اللہ شریف ساری دنیا کے لئے ہدایت کا ذریعہ ہے۔
④ اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بہت سی نشانیاں ہیں۔ مثلاً مقام ابراہیم، زمزم، ابرہہ کی ہلاکت وغیرہ۔
⑤ بیت اللہ شریف ہر جاندار کے لئے امن وسلامتی کی جگہ ہے۔

مذکورہ بالا فضائل میں سے پہلی اور چوتھی فضیلت تو صرف بیت اللہ شریف کے لئے خاص ہے جبکہ باقی تین فضیلتیں اپنے اپنے درجہ میں دنیا کی ہر مسجد کو حاصل ہیں۔ ہر مسجد خیر و برکت کی جگہ ہے، ہر مسجد ہدایت کا ذریعہ ہے اور ہر مسجد امن وسلامتی کا گہوارہ ہے۔ مسجد میں آنے والے مسلمانوں کی جان کے تحفظ اور سلامتی کو یقینی بنانے کے لئے آپ ﷺ نے یہاں تک حکم دیا کہ جو شخص مسجد میں تیر لے کر آئے وہ اس کی نوک اپنے ہاتھ میں پکڑ کر رکھے تاکہ کوئی دوسرا مسلمان اس سے زخمی نہ ہو۔ (بخاری) ایک دفعہ آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے ایک آدمی نے لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر آگے آنے کی کوشش کی تو آپ

ﷺ نے فرمایا ''بیٹھ جاؤ، تم لوگوں کو تکلیف پہنچا رہے ہو۔'' (ابوداؤد) آپ ﷺ نے مسجد میں آنے والے نمازیوں کے لئے نہ صرف جسم و جاں کی سلامتی کو یقینی بنایا بلکہ نمازیوں کے جذبات اور احساسات تک کی سلامتی کا اہتمام بھی فرمایا۔ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ کوئی شخص کچا لہسن یا پیاز کھا کر مسجد میں نہ آئے تاکہ دوسرے نمازیوں کو اس کی ناخوشگوار بو سے تکلیف نہ پہنچے۔ (بخاری) مسجد میں اونچی آواز سے بات کرنے سے بھی اسی لئے منع فرمایا تاکہ دوسرے نمازیوں کی توجہ اور یکسوئی میں خلل نہ پڑے۔ مسجد میں دنیاوی گفتگو کرنے سے اس حد تک سختی سے منع فرمادیا کہ اگر کوئی شخص مسجد میں اپنی گم شدہ چیز کا اعلان کرے تو اسے جواب میں یہ کہنے کا حکم دیا ''اللہ کرے تمہیں یہ چیز نہ ملے۔'' (بخاری) مسجد کے ادب و احترام کا اس قدر خیال رکھا گیا ہے کہ مسجد میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھنے کا حکم ہے اس کے ساتھ ساتھ مساجد کو صاف ستھرا اور خوشبودار رکھنے کا حکم دے کر ہر نمازی کے دل و دماغ میں اس کے ادب اور احترام کو دہ چند فرمادیا گیا ہے۔

مساجد کے بارے میں رسول اکرم ﷺ کی مذکورہ بالا تعلیمات کا ہی یہ نتیجہ ہے کہ مساجد گزشتہ چودہ صدیوں سے نہ صرف خیر و برکت اور ہدایت کا ذریعہ ہیں بلکہ امن و سلامتی کے بے مثال مراکز ہیں۔ لوگ باوضو ہو کر ذکر اذکار کرتے مسجد کی طرف آتے ہیں، مسجد سے باہر جوتے اتار کر خاموشی اور وقار کے ساتھ مسجد میں داخل ہوتے ہیں، ہر آدمی اپنے آپ کو محفوظ اور مامون سمجھتا ہے، انتہائی پرسکون اور روح پرور ماحول میں جہاں کہیں جگہ میسر آئے وہیں اپنی عبادت میں مشغول ہو جاتا ہے، مسجد میں داخل ہونے کے بعد محمود و ایاز ایک ہی صف میں ساتھ ساتھ کھڑے ہو جاتے ہیں، کوئی بڑا رہتا ہے نہ چھوٹا، کوئی کسی کو آگے کر سکتا ہے نہ پیچھے، چھوٹے، بڑے، امیر، غریب، شاہ و گدا، سب مل کر ایک نظم کے تحت اپنے خالق اور مالک کے حضور سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ نماز مکمل ہونے کے بعد تمام مسلمان جس خاموشی اور وقار کے ساتھ مسجد میں آتے ہیں اسی خاموشی اور وقار کے ساتھ اپنے اپنے گھروں کو واپس لوٹ جاتے ہیں۔

ہفتہ بھر کے وقفہ سے نماز جمعہ کا منظر تو ایسا ایمان پرور اور دلکش ہوتا ہے کہ دل و دماغ کو مسحور کر دیتا ہے۔ بعض مساجد میں سینکڑوں، بعض میں ہزاروں اور مسجد نبوی و مسجد حرام میں بلا مبالغہ لاکھوں کی تعداد میں اہل ایمان شریک ہوتے ہیں، لیکن کہیں کوئی لڑائی جھگڑا یا دنگا فساد نہیں ہوتا، کسی کو خراش تک نہیں آتی جس پیار و محبت، ذوق و شوق اور باہمی ادب و احترام کے جذبہ سے سرشار ہو کر نمازی آتے ہیں اس سے کہیں

زیادہ ایمان کی تازگی ، روح کی پاکیزگی ، باہمی خلوص اور پیار و محبت کے جذبہ سے سرشار شاداں و فرحاں اپنے اپنے گھروں کو واپس لوٹتے ہیں۔

رمضان المبارک میں تو حرمین شریفین کی ایمان افروز ، روح پرور اور پرسکون فضا دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔افطاری کے وقت حرم مکی یا حرم مدنی میں کم از کم دس بارہ لاکھ افراد ہوتے ہیں اذان سے چند منٹ قبل دسترخوان بچھنے شروع ہو جاتے ہیں ہر روزہ دار کے سامنے وافر مقدار میں کھجوریں اور زمزم کے گلاس رکھ دیئے جاتے ہیں لاکھوں انسانوں میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہوتا جسے افطاری کے لئے چیز مانگنی پڑے بلکہ ہر شخص دوسرے کو کوئی نہ کوئی چیز دینے کی کوشش کرتا ہے اذان ہوتے ہی تمام روزہ دار پورے اطمینان اور سکون سے روزے افطار کرتے ہیں کہیں چھینا جھپٹی نہیں ہوتی کہیں لڑائی جھگڑا نہیں ہوتا کہیں گلہ شکوہ نہں ہوتا اذان اور اقامت کے درمیان صرف دس منٹ کا وقفہ ہوتا ہے چار یا پانچ منٹ میں دس بارہ لاکھ افراد روزہ افطار کرتے ہیں اور اس کے فوراً بعد کھجوریں اور پانی مہیا کرنے والے میزبان دسترخوان سمیٹنے کیلئے پہنچ جاتے ہیں اور چار پانچ منٹ میں دسترخوان سمیٹ کر سارے حرم شریف کو نماز کے لئے صاف ستھرا کر دیتے ہیں۔صرف دس منٹ کے وقفہ میں دس بارہ لاکھ مہمانوں کو نہایت اطمینان اور پرامن طریقے سے افطاری مہیا کرنے اور افطاری کے فوراً بعد نماز کیلئے انہیں صاف ستھری جگہ مہیا کرنے کی ساری دنیا میں ہے کوئی دوسری مثال؟

مسلم معاشرے میں مساجد کا یہ ارفع و اعلیٰ کردار مسلمانوں کے لئے تو نعمت عظمیٰ ہے ہی ،لیکن غیر مسلم بھی مسجد کے اس پرامن اور روح پرور کردار سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔چند مثالیں ملاحظہ ہوں :

① پروفیسر نبیل ہیوٹ کا شمار اہم امریکی دانشوروں میں ہوتا ہے۔ان کے ایمان لانے کا سبب جہاں اسلامی تعلیمات کا مطالعہ بنا وہاں مسجد کا باوقار ، سادہ اور روح پرور ماحول بھی اس کا باعث بنا۔ پروفیسر نبیل ، جو ایمان لانے کے بعد عبداللہ نبیل کہلائے ، مساجد کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں ''کسی کلیسا میں چلے جایئے وہاں نقش ونگار ،تصویروں اور مورتیوں کے سوا آپ کو کچھ نہیں ملے گا۔وہاں موجود پادریوں کے زرق برق لباس پر نظر ڈالئے ، پھر ان بطریقوں ،راہبوں اور ننوں کے ہجوم کو دیکھئے تو ان کا روحانیت سے دور کا بھی تعلق دکھائی نہیں دیتا۔ایسا معلوم

❶ ہم کیوں مسلمان ہوئے ،از ڈاکٹر عبدالغنی فاروق ص153

ہوتا ہے کہ ہم کسی عبادت خانے میں نہیں بلکہ ایک ایسے بت خانے میں کھڑے ہیں جو صرف بتوں کی پوجا کے لئے بنایا گیا ہے۔اس کے بعد مساجد پر نظر ڈالئے۔ ہزاروں چھوٹے بڑے انسان شانہ سے شانہ ملائے کھڑے نظر آئیں گے۔امام صاحب کو دیکھئے تو ان کا لباس سادہ نظر آئے گا، مسجد کی پوری فضا اور اس کی تمام چیزیں روحانیت کی جانب انسان کی راہنمائی کرتی ہیں ، نہ وہاں تصنع ہے ، نہ بناوٹ۔ سچ تو یہ ہے کہ مسجد میں مسلمانوں کے رکوع وسجود کا منظر اس قدر جاذبِ قلب ونظر ہوتا ہے کہ کوئی بھی انسان اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔''❶

② پولینڈ کے یہودی گھرانے میں پیدا ہونے والے قانون دان ''لیو پولڈ ویس'' کو مسجد کے ایمان پرور مناظر نے ہی اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کرنے پر مجبور کیا جس کے بعد وہ ایمان لا کر ''علامہ محمد اسد'' کہلائے۔ محمد اسد ایمان لانے سے قبل دمشق میں اپنے قیام کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''جمعہ کے روز دمشق میں زندگی کا نقشہ بدلا ہوا نظر آیا۔خوشی ،مسرت ، رعب اور وقار کی ایک ملی جلی فضا شہر پر طاری رہتی ۔ اس روز مجھے یورپ کا اتوار یاد آجاتا ۔ خالی دکانیں ، گھٹن اور انقباض کی اداس کن فضائیں۔ میں نے غور کیا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ یورپ میں روز مرہ کی زندگی لوگوں کے لئے ایک بھاری بوجھ بن چکی ہے جس سے وہ اتوار کو چھٹکارا حاصل کرتے ہیں جبکہ مسلمانوں کے لئے جمعہ کا دن کاموں سے فرار کا دن نہیں ۔ وہ چند گھنٹوں کے لئے دکانیں کھولتے ہیں، مسجد میں نماز ادا کرتے ہیں ،قہوہ خانوں میں خوش گپیاں کرتے ہیں اور دوبارہ کاروبار زندگی میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ ایک روز میں اپنے میزبان کے ساتھ جامع اموی میں گیا۔ قیام اور رکوع وسجود میں یہ لوگ جس طرح خشوع وخضوع کا مظاہرہ کرتے اور اپنے امام کی اقتدا کرتے اس سے مجھے ان لوگوں کے خدا کے قرب کا اندازہ ہوا۔ ان کی مسجد کی زندگی روز مرہ کی زندگی سے الگ نظر نہیں آتی بلکہ اسی کا ایک حصہ نظر آتی تھی۔ مسجد سے نکلتے ہوئے میں نے اپنے میزبان سے کہا ''تعجب ہے کہ آپ لوگ خدا کو اس حد تک اپنے قریب سمجھتے ہیں میری تمنا ہے کہ میں بھی خدا کو اسی طرح سمجھ سکوں۔'' میزبان نے جواب دیا ''ہاں کیوں نہیں ، خدا خود کہتا ہے کہ میں تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں۔'' اس نئے احساس اور فکری دریافت کے بعد میں نے اپنا بیشتر وقت اسلامی کتابوں کے مطالعہ میں صرف کرنا

❶ ہم کیوں مسلمان ہوئے ، از ڈاکٹر عبدالغنی فاروق ص 208

شروع کردیا۔ ❶

③ اٹلی کی مشہور فلمسٹار مارشیلا انجلو دوسری جنگ عظیم پر بننے والی فلم میں ہیروئن کا کردار ادا کرنے کے لئے مصر کے ایک معروف شہر ''مرسی مطروح'' گئی تو شہر سے گزرتے ہوئے ایک مقام پر اسے رکنا پڑا۔ مارشیلا کہتی ہے کہ میں نے دیکھا کچھ لوگ ایک چھوٹی سے عمارت کی طرف بڑھ رہے ہیں اندر پہنچ کر وہ اپنے جوتے اتارتے ہیں، ہاتھ منہ دھوتے اور پھر نشست و برخاست کا سا عمل کرتے ہیں پہلے تو مجھے یہ بے معنی سا عمل محسوس ہوا، لیکن پھر میری دلچسپی بڑھی اور میں گاڑی میں بیٹھے بیٹھے دیکھنے کے بجائے عمارت کے اندر چلی گئی میں نے نوٹ کیا کہ وہاں کسی نے میری طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ لوگ بڑی سادگی اور عاجزی سے صحن میں پہنچتے اور پہلے سے صف در صف کھڑے لوگوں میں شامل ہو جاتے۔ یہ سب لوگ ایک ساتھ جھکتے ایک ساتھ زمین پر ماتھا ٹیکتے اور ایک ساتھ کھڑے ہوتے۔ میں کھڑی سوچنے لگی کہ ان کے یہ لمحات کتنے پرسکون ہیں، یہ لمحات مجھے اپنی پوری زندگی میں کبھی میسر نہیں آئے تھے۔ میں نے باہر آکر لوگوں سے عمارت اور ان لوگوں کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ یہ عمارت مسجد کہلاتی ہے اور یہ لوگ مسلمان ہیں، جو اپنے خدا کی عبادت کر رہے ہیں۔ یہ میری زندگی کا پہلا موقع تھا جب میں نے کسی مسجد کو دیکھا جس میں مختلف عمروں، مختلف لباسوں اور سماجی اعتبار سے مختلف سطح کے لوگوں کو ایک ساتھ کھڑے ہو کر عبادت کرتے دیکھا۔ ان کے سکون، برابری اور پاکبازی پر مجھے رشک آیا اور ساتھ ہی مجھے جگر پگھلا دینے والی وہ راتیں یاد آنے لگیں جن میں، میں کسی منزل کی تلاش میں سرگرداں رہتی تھی۔ دوسرے روز میں پھر مسجد گئی...... وہی مسجد...... کچھ دیر اس کے دروازے پر کھڑی رہی اور نمازیوں کو نماز پڑھتے دیکھتی رہی۔ نماز ختم ہونے کے بعد میں نے ان میں سے ایک دو کے ساتھ بات چیت کی۔ وہ مجھے ''بہن'' اور ''بیٹی'' کہہ کر ہمکلام ہوتے۔ مجھے ان کی گفتگو سے تحفظ کا احساس ہوا کیونکہ آج تک میں نے اپنی زندگی میں مفاد بھری اور جھوٹی محبت کا ہی مشاہدہ کیا تھا۔ فلم کی شوٹنگ ختم ہوگئی اور میں واپس اٹلی آ گئی، لیکن اب میں اپنے گھر کے کسی حصہ میں تنہا بیٹھ کر گھنٹوں سوچتی رہتی، گھوم پھر کر مصر کے محلے کی ایک چھوٹی سی مسجد کی تصویر بار بار میری آنکھوں کے سامنے آ جاتی۔ ایک روز شہر میں گاڑی چلاتے چلاتے میری

❶ ماہنامہ ''اللہ کی پکار'' نئی دہلی، اپریل 2008ء

نظر ’’مرکز اسلامی روم‘‘ پر پڑی ۔ میں نے بلا تامل گاڑی روکی ، اندر جا کر اطالوی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ طلب کیا اور اس کا مطالعہ کرنے لگی ۔قرآن مجید نے میرے لئے ہدایت کا دروازہ کھول دیا اور میں ازخود مرکز اسلامی پہنچ گئی اور کلمہ شہادت کا اقرار کر لیا۔اس روز مجھے جو قلبی سکون اور راحت نصیب ہوئی میں الفاظ میں بیان نہیں کر سکتی ۔ ❶ یوں ایک مسجد کے ایمان افروز منظر کا مشاہدہ کرنے والی فلم سٹار مارشیلا سے فاطمہ بن گئی ۔

④ ہندوستان کی مرکزی قانون ساز اسمبلی کے رکن کنہیالال گابا کسی کام سے مصر گئے اور وہاں اسلامی طرز معاشرت کا قریب سے مشاہدہ کیا۔ کنہیالال کو جس چیز نے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ مسجد میں مسلمانوں کی باہمی اخوت و محبت ، احترام انسانیت اور مساوات کا طرز عمل تھا۔ کنہیالال گابا کہتے ہیں ’’مصر سے واپس آنے کے بعد جب کبھی میں کسی مسجد کے قریب سے گزرتا میرا سر اس کی عظمت و جبروت کے سامنے جھک جاتا ۔ مجھے یوں محسوس ہوتا کہ مسجد کے مینار، انگلیوں کے اشارے سے مجھے اپنی طرف بلا رہے ہیں اور مؤذن مجھی کو پکار پکار کر کہہ رہا ہے آؤ مسجد میں نماز کے لئے ۔جس کے دروازے ہر مسلمان کے لئے یکساں کھلے ہیں ،خواہ کسی رنگ کا ہو، کسی نسل کا ہو، جہاں ہر نومسلم کلمہ پڑھنے کے ساتھ ہی بادشاہ وقت کے پہلو میں کھڑا ہو سکتا ہے ۔مؤذن کی اذان سن کر میرا دل سینے سے نکل نکل کر ایمان والوں کی صف میں شریک ہونے کے لئے بے چین ہو جاتا تاکہ میں بھی خدائے رحمٰن و رحیم کے اطاعت گزار بندوں میں شامل ہو جاؤں ، چنانچہ یہ احساس پیدا ہونے کے بعد میں اپنے آپ کو زیادہ دیر تک روک نہ سکا اور کلمہ شہادت کا اقرار کر کے دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا ۔ ❷

⑤ امریکی نومسلم سلیمان شاہد اسلام قبول کرنے سے پہلے مسجد کے بارے میں اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں ’’وہ جمعہ کا دن بڑا ہی مبارک تھا جب میں نے پہلے پہل مسجد میں حاضری دی ۔ میں سکون اور عظمت کے اس امتزاج کو لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا جو اس مقدس اور پاکیزہ مقام پر چھایا ہوا تھا۔ میں جلال و جمال کے اس حسین پارۂ تعمیر سے بھی مرعوب ہوا اور قرآن مجید کا دلنواز لحن بھی

---

❶ ہم کیوں مسلمان ہوئے ،از ڈاکٹر عبدالغنی فاروق ص99

❷ ہم کیوں مسلمان ہوئے ،از ڈاکٹر عبدالغنی فاروق ص129

میرے دل میں اترتا چلا گیا مگر جس چیز نے مجھے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ عبادت کا مسحور کن اور نظم و ضبط کا شاندار مظاہرہ تھا جو آنکھوں کے راستے دل میں اتر گیا۔ میں اکثر سوچا کرتا تھا کہ مساوات کی بنیاد پر کوئی معاشرہ وجود میں آ ہی نہیں سکتا، مگر میرا یہ خیال وہم بن کر اڑ گیا، آنکھوں کے پردوں میں نفرت کا جو احساس رچ گیا تھا وہ یکسر مٹ گیا۔ میں نے سیاہ و سفید، چینی، افریقی اور امریکی لوگوں کو بھائیوں کی طرح ایک خدا کے حضور ایک ہی جگہ بیٹھے ہوئے دیکھا تو اللہ تعالیٰ اور انسانیت پر میرا اعتماد بحال ہو گیا اور میں نے اسلام قبول کر لیا۔ ❷

بلاشبہ مساجد کا یہ پرامن، پروقار، پرسکون ماحول اور ایمان پرور منظر ان گنت سعادت مندوں کی ہدایت کا ذریعہ بنا۔ حمد و ثنا اس ذات ذوالجلال والاکرام کے لئے جس نے مساجد کو نہ صرف ہدایت اور عبادت کا ذریعہ بنایا بلکہ اپنے پیغمبر ﷺ کے ذریعے ایسی اعلیٰ وارفع تعلیمات دیں کہ مساجد کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے امن وسلامتی کے قابلِ رشک گہوارے بنا دیا۔

## مسجد میں حاضری کے آداب:

مساجد اللہ تعالیٰ سبحانہ وتعالیٰ کے گھر ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عظمت، کبریائی اور جلال کے شایان شان مسجد میں حاضری کے آداب بجالانا کسی انسان کے بس کی بات نہیں، البتہ ہم میں سے ہر ایک کو اس بات کی کوشش ضروری کرنی چاہئے کہ اپنی استطاعت کی حد تک مسجد میں حاضری کے آداب بجالانے میں کسی قسم کی کسر نہ اٹھا رکھیں۔

مسجد میں حاضری کے آداب کی تفصیل آپ کو کتاب ہذا کے باب ''مسجد میں آنے جانے کے آداب'' میں مل جائے گی۔ یہاں ہم دو باتوں کی طرف قارئین کرام کی توجہ دلانا چاہتے ہیں جن کے بارے میں نمازیوں کی اکثریت، غفلت اور لاپرواہی کا شکار ہے۔

① **لباس** : نہ صرف شرعی اعتبار سے بلکہ اخلاقی اعتبار سے بھی لباس کا اولین مقصد ستر ڈھانپنا ہے۔ فقہا نے ستر کو نماز کے لئے شرط قرار دیا ہے اس کے بغیر نماز صحیح نہیں ہوتی۔ مرد کے لئے ناف سے لے کر گھٹنے تک کا حصہ چھپانا فرض ہے اور عورت کے لئے چہرے اور ہتھیلیوں کے علاوہ سر سے لے کر پاؤں تک سارا جسم چھپانا فرض ہے۔ لباس کے معاملہ میں یہ کم سے کم مطالبہ ہے جو نمازی سے نماز کی ادائیگی

کے وقت کیا گیا ہے ورنہ اصل حکم تو یہ ہے کہ ﴿ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ ﴾ ترجمہ: ''ہر نماز کے وقت زینت اختیار کرو۔'' (سورہ الاعراف، آیت 31) اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا ﴿ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ ﴾ ترجمہ: ''تقویٰ والا لباس بہترین لباس ہے۔'' (سورۃ الاعراف، آیت 26) زینت اور تقویٰ والا لباس وہ ہے جو مکمل طور پر ساتر ہو، نجاست سے پاک ہو، داغ دھبوں سے پاک ہو، صاف ستھرا ہو، خوشبودار ہو، باوقار اور سنجیدہ ہو، سادہ ہو، شوخ اور بھڑکیلا نہ ہو، اس سے ریا، فخر، غرور اور تکبر نہ ٹپکتا ہو۔ عورتوں کے لباس سے مشابہت نہ رکھتا ہو۔ (مردوں کے لئے) ٹخنوں سے اونچا ہو اور اگر نصف پنڈلی تک ہو تو یہ افضل ہے۔ یہ ہیں ایک مومن اور متقی نمازی کے لباس کی نمایاں علامات، لیکن افسوس کہ تہذیب مغرب کی نقالی اور یہود و ہنود کی اتباع میں ہماری تہذیب کو آج جس چیز نے سب سے زیادہ اور نہایت تیزی کے ساتھ متاثر کیا ہے وہ لباس ہی ہے۔ پہلے تو صرف عورتوں کے لباس کا رونا تھا کہ وہ شرم وحیا سے عاری عریاں، نیم عریاں، تنگ اور بھڑکیلے لباس پہن کر مردوں کے صنفی جذبات میں ہیجان پیدا کرتی ہیں۔ یوں معاشرے میں فحاشی، بے حیائی پھیلانے کا باعث بنتی ہیں۔ لیکن اب مردوں کا معاملہ عورتوں سے بھی دو ہاتھ آگے نکل چکا ہے۔ بچے اور بڑے پتلون کے اوپر مختصر سی شرٹ پہنتے ہیں۔ نماز ادا کرتے وقت رکوع اور سجدے کی حالت میں خاص شرمگاہ کی جگہ عریاں ہوتی ہے۔ ایسی شرمناک عریانی کا چند سال قبل تک تصور ہی نہیں تھا۔ واقعی رسول اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک سچ ہے کہ ''جب شرم وحیا رخصت ہو جائے تو پھر انسان جو چاہے کرے۔'' (بخاری) ایسی نماز جو واضح طور پر غیر ساتر لباس میں ادا کی جائے گی۔ غور فرمایئے کتنا اس کا اجر وثواب ہوگا کتنے اس سے گناہ معاف ہوں گے اور کتنی اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوگی؟

لباس کے فتنوں میں سے صرف یہی ایک فتنہ نہیں بلکہ اب تو عورتوں کی طرح مرد بھی رنگدار، پھولدار، منقش، کڑھائی والے اور ریشمی لباس پہننے لگے ہیں۔ ریشمی لباس تو مردوں کے لئے نماز کے علاوہ بھی پہننا منع ہے کجا یہ کہ ریشمی لباس پہن کر نماز کے لئے مسجد میں حاضری دی جائے۔ پھولدار اور منقش لباس پہن کر نماز پڑھنا تو دور کی بات، آپ ﷺ نے دوران نماز ایسا کپڑا سامنے رکھنا بھی پسند نہیں فرمایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک ایسا پردہ تھا جس پر تصویریں بنی ہوئی تھیں آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حکم دیا کہ ''اسے ہٹا دو، یہ دوران نماز میں مسلسل میرے سامنے آتی رہی ہیں۔'' (بخاری) بعض کپڑوں پر نقش ونگار کے بجائے کمپنیوں کی ایڈورٹائزمنٹ کی تحریریں یا ان کے لوگو بنے ہوتے ہیں وہ بھی

نماز سے توجہ ہٹانے کا باعث بنتے ہیں ۔بعض کپڑوں پر جاندار اشیاء (مثلاً سانپ ، بچھو، چھپکلی ،مگر مچھ وغیرہ) کی شکلیں بنی ہوتی ہیں ۔بعض پر غیر جاندار اشیاء (مثلاً بائک، کار، جھکڑ او غیرہ) کی تصاویر بنی ہوتی ہیں وہ بھی نماز سے توجہ ہٹانے کا باعث بنتی ہیں ۔ایسے تمام لباس جو نماز میں توجہ ہٹانے کا باعث بنتے ہوں اور جن کی وجہ سے نماز میں یکسوئی ختم ہوتی ہو، پہن کر مسجد میں آنا بلاشبہ مکروہ ہے۔

المیہ یہ ہے کہ لباس کے فتنے اس تیزی سے پھیلتے جا رہے ہیں کہ ان کے آگے بند باندھنا اب ممکن نظر نہیں آتا تاہم اسلامی اقدار سے محبت رکھنے والے والدین کو چاہئے کہ جس حد تک ممکن ہو وہ اپنی اولاد کو لباس کے فتنوں سے بچانے کی کوشش کریں ۔کم از کم نماز کے لئے اس احتیاط کو ملحوظ رکھنا تو ہر نمازی پر واجب ہے ۔ایک وہ وقت تھا جب نماز کے لئے ٹوپی سر پر رکھنے اور نہ رکھنے پر مختلف موقف رکھنے والوں کے درمیان زبردست کھینچا تانی پائی جاتی تھی ، حالانکہ اس مسئلے کا نماز سے کوئی تعلق ہی نہیں [1] اور کہاں یہ وقت آ چکا ہے کہ لوگ مکروہ اور ممنوع کپڑے پہن کر مسجد میں آتے ہیں اور کوئی کسی کو روکنے ٹوکنے والا نہیں ۔ ساری قوم ایک ہی رنگ میں رنگتی چلی جا رہی ہے ۔وَ اِلَی اللّٰہِ الْمُشْتَکٰی

② **موبائل کا فتنہ** : مسجد میں حاضری کے حوالے سے موبائل کا فتنہ لباس کے فتنے سے بھی چند قدم آگے ہے ۔لباس کی طرح موبائل بھی آج ہر آدمی کی ضرورت بن چکا ہے ۔الامن شاء اللہ! موبائل کے تمام فتنوں کا احاطہ کرنا اس وقت زیر بحث نہیں صرف مسجد کے حوالے سے ہم اپنے قارئین کرام کی توجہ اس طرف دلانا چاہتے ہیں کہ نماز میں خضوع وخشوع اور مکمل یکسوئی نماز کی اصل روح ہے ۔ اسے ختم کرنے والا سب سے بڑا فتنہ موبائل ہے ۔موبائل آج کی مصروف ترین زندگی کا ایسا لازمی جز بن چکا ہے کہ نماز کے دس یا پندرہ منٹ کے لئے بھی اسے الگ کرنا ممکن نہیں رہا...... بہت زیادہ محتاط نمازی زیادہ سے زیادہ یہ کرتے ہیں کہ مسجد میں جانے سے قبل اس کی آواز بند (Silent) کر دیتے ہیں اور غیر محتاط نمازی جن کی ہر جگہ کثرت ہوتی ہے اس کی بھی ضرورت محسوس نہیں کرتے اس لئے کم وبیش ہر مسجد کی ہر

---

[1] یاد رہے ٹوپی یا پگڑی رسول اکرم ﷺ کے لباس مبارک کا مستقل حصہ تھی جو شخص نبی اکرم ﷺ کی اتباع کرنا چاہتا ہے اسے نماز یا غیر نماز دونوں حالتوں میں ٹوپی یا پگڑی استعمال کرنی چاہئے محض نماز کے وقت ٹوپی پہننا اور نماز کے بعد اتار دینا تو بالکل ایک ایسا ہی بناوٹی فعل ہے جیسا کہ بعض حضرات نماز کے وقت اپنی پتلون کے پائنچے ٹخنوں سے اوپر کر لیتے ہیں اور نماز کے بعد پھر نیچے کر لیتے ہیں حالانکہ کپڑا ٹخنوں سے اوپر رکھنا ایک مستقل حکم ہے جس کا تعلق صرف نماز سے نہیں بلکہ نماز اور غیر نماز دونوں حالتوں سے ہے ایسا ہی معاملہ ٹوپی یا پگڑی کا ہے، لیکن دونوں طرف کے جھگڑالو حضرات نے دوران نماز ٹوپی پہننے یا نہ پہننے کو باقاعدہ ایک دینی مسئلہ بنا رکھا ہے۔

نماز میں کم از کم ایک مرتبہ تو ضرور ہی موبائل کی آواز سے لوگوں کی نماز میں خلل پڑتا ہے جس سے نہ نماز میں خضوع وخشوع رہتا ہے نہ لذت اور سرور رہتا ہے بس ایک رسم ہے جسے آنکھیں بند کر کے ادا کیا جا رہا ہے۔ حکیم الامت علامہ اقبال رحمۃ اللہ کے زمانے میں یقیناً ایسی صورتِ حال تو نہیں تھی، لیکن اس کے باوجود آج کے مقابلہ میں کہیں زیادہ خضوع وخشوع والی نمازوں پر تبصرہ کرتے ہوئے حکیم الامت رحمۃ اللہ نے لکھا تھا۔ (لفظی ترمیم کے ساتھ)۔

میں جو سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی یہ صدا
ترا دل تو ہے ''موبائل'' آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

علامہ اقبال رحمۃ اللہ زندہ ہوتے تو آج کے حالات پر معلوم نہیں کیا تبصرہ فرماتے؟ کہاں وہ وقت کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا مدینہ منورہ میں کھجوروں اور انگوروں کا سب سے بڑا باغ تھا ایک روز اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک خوب صورت پرندہ باغ کی ٹہنی پر آ کر بیٹھ گیا اور چہچہانے لگا۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی تمام تر توجہ پرندے کی سہانی آواز کی طرف مبذول ہو گئی اور انہیں یاد ہی نہ رہا کہ کتنی رکعت ادا کی ہیں۔ نماز سے فارغ ہوئے تو سیدھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سارا واقعہ کہہ سنایا اور ساتھ ہی عرض کی کہ جس چیز نے مجھے میری نماز سے غافل کر دیا ہے میں اسے اپنے پاس رکھنا پسند نہیں کرتا، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم گواہ رہیں کہ میں نے یہ باغ اللہ کی راہ میں صدقہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جہاں چاہیں اسے استعمال فرمائیں۔[1] نماز میں معمولی سا خلل خواہ زندگی میں ایک بار ہی کیوں نہ ہو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گوارا نہ تھا۔ اب کہاں یہ وقت کہ کسی ایک مسجد میں نہیں ہر مسجد میں، کسی ایک نماز میں نہیں، ہر نماز میں، صرف ایک بار نہیں، کئی کئی بار موبائل کی آوازوں سے نماز میں خلل پڑتا ہے، لیکن کہیں سے صدائے احتجاج بلند نہیں ہوتی، احساس زیاں کا اظہار نہیں ہوتا۔ ''رسم اذاں ہے روح بلالی نہ رہی'' والی بات ہے۔ المیہ صرف موبائل کی آوازوں کا نہیں بلکہ موبائلوں میں گرجوں کی گھنٹیوں کی آوازیں بھری ہوتی ہیں، بعض میں موسیقی اور گانے بھرے ہوتے ہیں بعض میں جانوروں کی آوازیں یا بچوں کے قہقہے بھرے ہوتے ہیں کم ہی ایسے خوش نصیب ہوتے ہیں جنہوں نے اذان یا تلاوت کی آواز بھری ہوتی ہے۔ تقسیم ہند سے پہلے اگر کسی مسجد کے سامنے سے ہندو گانا بجانا کرتے گزرتے تو غیرت مند مسلمان مزاحمت کرتے،

[1] صور من حیاۃ الصحابہ، از دکتور عبدالرحمٰن رافت پاشا، صفحہ 306

بعض اوقات فسادات تک نوبت پہنچ جاتی ،لیکن اب مسجد کے اندر آلہ موسیقی لے جانے والے خود مسلمان نمازی ہوتے ہیں جن میں مقتدی بھی شامل ہیں اور ائمہ کرام بھی ......الامن شاء اللہ......کون لڑائی کرے اور کس سے کرے؟ علامہ اقبال رحمۃ اللہ نے تو یہ شعر کسی اور غرض سے لکھا تھا،لیکن آج موبائل کے حوالے سے اس کی تعبیر بالکل ہی دوسری بن گئی ہے۔ ؎

بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

بعض حضرات موبائل کال سننے کے لئے اس قدر مضطرب اور بے چین ہوتے ہیں کہ وہ عمداً موبائل بند نہیں کرتے اور دوران نماز موبائل کی گھنٹی بجے تو پورے اطمینان سے کال نمبر دیکھنے کے بعد گھنٹی بند کرتے ہیں۔ذرا تصور کیجئے رمضان المبارک کا مہینہ ہو، آخری عشرے کی طاق رات ہو،ختم قرآن کا موقع ہو،نماز کے بعد حافظ صاحب پوری رقت اور خشوع وخضوع کے ساتھ دعا مانگ رہے ہوں،اسی دوران میں موبائل کی گھنٹی بج اٹھے اور حافظ صاحب دعا کا سلسلہ منقطع کرکے موبائل پہ کال نمبر دیکھنا شروع کردیں تو اس سے بڑا المیہ اور کیا ہوگا؟ مسجد میں یہ بے حضور حاضری، بے حضور قیام، بے حضور رکوع وسجود اور بے حضور دعائیں، ہماری کیا تقدیریں بدلیں گی اور آخرت میں کس کام آئیں گی،اللہ ہی بہتر جانتے ہیں؟

کاش گردش ایام واپس لوٹ جائے جب موبائل نہیں تھے، زندگی میں سکون اور قرار تھا نمازی مسجد میں وقار اور اطمینان کے ساتھ آتے تھے،اطمینان اور سکون سے نماز ادا کرتے ،نماز کے بعد اطمینان اور سکون سے چند گھڑیاں بیٹھ کر تلاوت کرتے ، ادعیہ واذکار میں مشغول رہتے اور بھرپور سکون قلب اور طمانیت کے ساتھ گھروں کو واپس لوٹتے۔......لیکن بہتا ہوا پانی، زبان سے نکلی ہوئی بات اور گزرا ہوا وقت واپس کب آتے ہیں؟

## مسجد اور مدرسہ......لازم وملزوم:

مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر کے ساتھ ہی رسول اکرم ﷺ نے ایک کونے میں چبوترہ اور اس کے اوپر سائبان لگوادیا جسے ''صُفّہ'' کہا جاتا تھا۔صفہ ان سعادت مند اور جانثاروں کے لئے اقامت گاہ بھی تھی جو مکہ مکرمہ یا دنیا کے کسی بھی کونے سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت میں اپنا وطن، گھربار اور مال ومنال

چھوڑ کر مدینہ منورہ پہنچتے نیز اقامت گاہ کے علاوہ اُمت محمدیہ ﷺ کی سب سے پہلی درس گاہ بھی تھی جس کے بغیر مسجد کے مقاصد کی تکمیل ممکن نہ تھی۔

غور فرمایئے! نماز پڑھنے کے لئے طہارت کے مسائل، وضواور تیمّم کے مسائل نیز ادائے نماز کے بے شمار احکام و مسائل تھے جو ''معلم اعظم ﷺ'' نے اپنی امت کو سکھلانے تھے۔ نماز کے علاوہ دیگر عبادات روزہ، زکاۃ، حج اور اس کے بعد حلال وحرام، لین دین، صلہ رحمی، مہمان نوازی، مساوات، مواخات، عدل وانصاف، والدین، اولاد، اعزہ واقارب، دوست احباب اور ہمسایوں کے حقوق۔ پورا ایک نظام زندگی تھا جس کی تعلیم آپ ﷺ نے اپنی امت کو دینی تھی۔ تعلیم وتدریس کا یہ سارا کام مسجد نبوی اور جامعہ صفہ میں ہی سرانجام پاتا۔ جامعہ صفہ میں رہائش پذیر مہاجر طلباء کے طعام کا انتظام خود رسول اللہ ﷺ فرماتے یا پھر مدینہ منورہ کے خوشحال گھرانے کرتے۔ جامعہ صفہ کے طلباء خود بھی باری باری دن کے اوقات میں لکڑیاں وغیرہ اکٹھی کرکے لاتے، بیچتے اوران سے اپنی ضروریات زندگی پوری فرماتے۔

جامعہ صفہ کے اولین فارغ التحصیل خوش نصیب تلامذہ، جنہوں نے براہ راست معلم اعظم ﷺ سے قرآن مجید حفظ کیا اور آپ ﷺ کو سنایا۔ ان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت سعد رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ، حضرت سالم رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ، عبادلہ اربعہ (یعنی عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عمرو بن عاص، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ، حضرت معاذ ابوحلیمہ رضی اللہ عنہ، حضرت مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ، حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ، حضرت مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہ اور خواتین میں سے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا۔ جن سعادت مند تلامذہ نے آپ ﷺ سے براہ راست قرآن مجید یاد کیا، لیکن آپ ﷺ کو سنا نہ سکے، ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

رسول اکرم ﷺ سے قرآن مجید پڑھنے کے بعد جن اساتذہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن مجید کی تعلیم و تدریس میں نمایاں مقام حاصل کیا ان میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ

اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے اسماء گرامی شامل ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد اسی جامعہ صفہ میں لاتعداد تابعین نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے قرآن مجید پڑھا۔ یوں عہد رسالت میں ہی مسجد نبوی کے اندر جامعہ صفہ کی شکل میں ایک مکمل درس گاہ وجود میں آ گئی۔ جب کوئی شخص ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچتا تو اُسے قرآن مجید پڑھنے کے لئے جامعہ صفہ میں داخل کر دیا جاتا جہاں قرآن مجید کی درس وتدریس کا یہ عالم ہوتا کہ طلباء کی پڑھائی کے باعث مسجد گونج اٹھتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ذرا آہستہ پڑھنے کی تاکید فرماتے۔ [1] حضرت عبداللہ بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ خوش خط تھے اور زمانہ جاہلیت میں بھی کاتب کی حیثیت سے مشہور تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جامعہ صفہ میں طلباء کو خوش خطی سکھانے پر مامور فرمایا [2] جبکہ قرآن وحدیث کی تعلیم کے لئے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر اساتذہ کرام کے اسماء گرامی شامل ہیں۔

مدینہ منورہ میں مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ کے ساتھ ساتھ مساجد کی تعداد میں بھی اضافہ ہوگیا۔ عہد نبوی میں مدینہ منورہ میں نو مساجد تعمیر ہو چکی تھیں اور ان مساجد میں قرآن مجید کی تعلیم اور تدریس کا سلسلہ بھی اسی طرح شروع ہوگیا تھا جس طرح مسجد نبوی میں تھا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چھوٹے بچوں کو اپنے اپنے محلّہ کی مسجد میں جا کر سبق پڑھنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ [3]

مساجد میں طلباء کی موجودگی کی وجہ سے جب نمازیوں کی عبادت میں خلل پڑنے لگا اور نمازیوں کی آمد ورفت سے طلباء اور اساتذہ کی توجہ بٹنے لگی تو درس وتدریس کے لئے الگ مدارس کے قیام کی ضرورت محسوس کی گئی اور یہ سلسلہ بھی عہد نبوی میں ہی شروع ہوگیا، چنانچہ دوسری ہجری میں ہی ''دارالقراء'' کے نام سے مدینہ منورہ میں باقاعدہ ایک الگ اقامتی درسگاہ وجود میں آ گئی۔ [4]

مسجد اور مدرسہ چونکہ اپنے مقاصد کے اعتبار سے لازم وملزوم ہیں اس لئے مدینہ سے باہر بھی جہاں کہیں لوگ مسلمان ہوتے مساجد کے ساتھ مدارس کا اہتمام بھی کرتے۔ 11 ہجری میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

[1] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو علوم القرآن، از ڈاکٹر صبحی صالح، ص 97-99

[2] دیباچہ صحیفہ ہمام بن منبہ، از ڈاکٹر حمید اللہ، ص 10

[3] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو علوم الحدیث، از ڈاکٹر صبحی صالح، ص 33

[4] دیباچہ صحیفہ ہمام بن منبہ، از ڈاکٹر حمید اللہ، ص 11

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو ناظم تعلیمات بنا کر یمن بھیجا تو ان کی ذمہ داری میں یہ بات بھی شامل تھی کہ مختلف اضلاع میں مدارس کھولنے کا انتظام بھی کریں اور پہلے سے موجود مدارس کی نگرانی بھی کریں۔ ❶

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں جہاں جہاں اسلامی حکومت قائم ہوئی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہاں پہنچے اور کتاب وسنت کی تعلیم وتدریس کے لئے مدارس کے قیام پر خصوصی توجہ دی۔ مدینہ منورہ میں تو اصحاب صفہ کی تعلیم وتربیت پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی مامور تھے جبکہ دمشق میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ، کوفہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، بصرہ میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ اور حمص میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر اساتذہ کرام دینی مدارس میں کتاب وسنت کی نشر واشاعت فرماتے رہے۔

خواتین کی تعلیم وتربیت کے لئے مسجد میں انتظام کرنا ممکن نہیں تھا، لہٰذا ان کی تعلیم وتربیت کے لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر میں انتظام فرمایا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا لکھنا پڑھنا جانتی تھیں، لہٰذا گھر پر صحابیات کو قرآن وحدیث کے مسائل او راحکام سکھاتیں۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے اپنی رشتہ دار خاتون شفا بنت عبداللہ سے لکھنا پڑھنا سیکھا اور پھر صحابیات کو اسلام کے احکام سکھائے۔ گویا ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر ہی خواتین کے لئے مدرسہ کا درجہ رکھتے تھے۔ جیسے جیسے دوسرے شہروں میں مردوں کے مدارس معرض وجود میں آئے ویسے ویسے خواتین کے مدارس بھی معرض وجود میں آنے لگے۔ دمشق میں ام الفضل کریمہ بنت ابی الفراس نجم الدین القرشیہ الزبیریہ اور بغداد میں فخر النساء شہیدۃ کے مدارس دوسری ہجری میں قائم ہوگئے تھے۔ ❷

تیسری صدی ہجری میں فاطمہ بنت عبدالرحمٰن، فاطمہ بنت ابن داؤد، امۃ الواحد بنت المحاملی اور جمعہ بنت احمد کے مدارس نے بہت شہرت حاصل کی بعد کے ادوار میں کریمہ بنت احمد، فاطمہ زوجہ ابوالقاسم القشیری، فاطمہ بنت محمد، شہدہ بنت احمد بنت الوزراء بنت عمر، ام الخیر امۃ الخالق، عائشہ بنت عبدالہادی، فاطمہ بنت علی، فاطمہ الشہر زوریہ، فاطمہ جوزدانیہ، زینب حرانیہ، جویریہ بنت احمد الکردی، زینب بنت احمد بن عمر، عجیبہ بنت ابی بکر، زینت بنت رحمٰن اور ہاجرہ بنت محمد جیسی عظیم معلمات اور محدثات نے کتاب وسنت کی تعلیم اور تدریس میں بڑا نام پیدا کیا مذکورہ بالا معلمات میں سے بعض معلمات سے معروف ائمہ حدیث نے بھی استفادہ کیا۔ مثلاً علامہ سیوطیؒ نے امام شافعی کی کتاب ''الرسالۃ'' ہاجرہ بنت محمد سے پڑھی کہا جاتا ہے کہ

❶ دیباچہ صحیفہ ہمام بن منبہ، از ڈاکٹر حمید اللہ، ص 13
❷ دیباچہ صحیفہ ہمام بن منبہ، از ڈاکٹر حمید اللہ، ص 14

امام ابن عساکر رحمہ اللہ کے بارہ سو اساتذہ میں سے 80 خواتین معلمات تھیں[1]

قرآن و حدیث پڑھنے پڑھانے کے بے پناہ فضائل اور اجر و ثواب کی وجہ سے مسلم حکمرانوں اور فرمانرواؤں نے بھی مساجد اور مدارس قائم کرنے میں خصوصی دلچسپی لی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مفتوحہ علاقوں میں مساجد تعمیر کرنے کا باقاعدہ حکم جاری فرمایا۔ اموی اور عباسی دور کے بعض خلفاء کی دلچسپی اور توجہ سے عالم اسلام میں بڑی بڑی مساجد اور بڑے بڑے تعلیمی ادارے قائم ہوئے۔ ان تعلیمی اداروں میں صرف قرآن و حدیث، فقہ اور فلسفہ ہی نہیں بلکہ فلکیات، ریاضیات، تاریخ، طب اور جغرافیہ جیسے مضامین بھی پڑھائے جاتے۔ اجنبی زبانیں مثلاً یونانی، لاطینی اور فارسی وغیرہ سیکھنے کے لئے الگ شعبہ قائم ہوتا۔ ساری دنیا سے تشنگان علم ان مدارس میں آتے اور اپنے علم کی پیاس بجھاتے۔ انہی دینی مدارس اور علمی مراکز سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ، امام محمد رحمہ اللہ، امام ابو یوسف رحمہ اللہ، امام طحاوی رحمہ اللہ، امام بخاری رحمہ اللہ، امام مسلم رحمہ اللہ، امام ترمذی رحمہ اللہ، امام ابوداؤد رحمہ اللہ، امام نسائی رحمہ اللہ، امام ابن ماجہ رحمہ اللہ، امام رازی رحمہ اللہ، امام النووی رحمہ اللہ، امام بغوی رحمہ اللہ، امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ، امام ابن حجر رحمہ اللہ، امام ابن قیم رحمہ اللہ، امام ابن کثیر رحمہ اللہ، امام قرطبی رحمہ اللہ، امام غزالی رحمہ اللہ، امام طبری رحمہ اللہ، امام ذہبی رحمہ اللہ، ابن خزیمہ رحمہ اللہ، ابن حبان رحمہ اللہ، ابن عساکر رحمہ اللہ، ابن الجوزی رحمہ اللہ، خطیب بغدادی رحمہ اللہ، الہیثمی رحمہ اللہ اور المنذری رحمہ اللہ جیسے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں ممتاز اور عظیم نابغہ روزگار علماء و فضلاء پیدا ہوئے جنہوں نے بعد میں اپنے اپنے مدارس اور علمی مراکز میں لاکھوں نہیں کروڑوں کی تعداد میں ایسے قابل فخر تلامذہ پیدا کئے جنہوں نے اسلام کی خاطر اپنی ساری ساری زندگیاں وقف کر دیں۔ امت مسلمہ کی یہی وہ متاع گراں بہا تھی جس نے جہالت کی تاریکی میں ڈوبی ہوئی دنیا کو علم کی روشنی سے منور کیا۔

عہد مامون (813-833ء) میں بغداد کی آبادی دس لاکھ تھی جس میں تیس ہزار مساجد اور مدارس قائم تھے۔ عبدالرحمٰن سوم (912-961ء) نے قرطبہ کی پانچ لاکھ کی آبادی میں سات سو مساجد اور مدارس تعمیر کروائے۔ جن میں سے ''جامعہ قرطبہ'' سب سے بڑا علمی مرکز تھا جس میں یورپ، افریقہ اور ایشیاء تک سے طلباء آ کر علم کی پیاس بجھاتے۔ مسلمان جہاں کہیں بھی فاتح بن کر گئے وہاں مساجد اور مدارس پر اتنی توجہ دی کہ مساجد اور مدارس اسلامی فتوحات کی پہچان بن گئے۔ یہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلے

[1] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تاریخ تدوین حدیث از ڈاکٹر محمد زبیر صدیقی ص 112-108

ہوئے الفاظ ''اَلاَ فَلْیُبَلِّغُ الشَّاھِدِ الْغَائِبِ'' [1] کا اعجاز ہے کہ آج کا گیا گزرا مسلمان بھی جب کسی غیر مسلم ملک میں جا کر رہائش پذیر ہوتا ہے تو سب سے پہلے اپنے ارد گرد مسجد یا مدرسہ کی جستجو کرتا ہے، اگر مسجد یا مدرسہ نہ ہو تو خود اس سعادت کے حصول میں لگ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج صرف اسلامی دنیا میں ہی نہیں غیر مسلم ممالک میں بھی مساجد اور مدارس کی تعداد روز افزوں ہے جہاں صبح و شام قال اللہ و قال الرسول کا مقدس فریضہ سرانجام دیا جا رہا ہے۔ بلاشبہ اسلام کی تعلیم و تدریس ہی مدارس کا اولین بنیادی مقصد ہے لیکن جس طرح عہد نبوی میں جامعہ صفہ نہ صرف اسلام کی تعلیم و تدریس کا مرکز تھا بلکہ مہاجرین، فقراء کا مسکن اور قیام گاہ بھی تھی بالکل اسی طرح دینی مدارس کا یہ دہرا کردار آج بھی الحمدللہ من وعن موجود ہے۔ ہمارے مدارس نہ صرف قرآن و حدیث کی تعلیم کے مراکز ہیں بلکہ معاشرے کے محتاج، غریب، بے سہارا، مسکین اور یتیم بچوں کے مکمل کفیل بھی ہیں۔ اس وقت پاکستان میں دینی مدارس کی تعداد 20 ہزار سے زائد ہے جن میں 20 لاکھ سے زائد طلباء و طالبات زیر تعلیم ہیں، جنہیں مفت تعلیم، کتابیں، رہائش، کھانا پینا اور طبی سہولت بھی دی جاتی ہے۔ بعض مدارس ضرورت مند طلباء کو وظیفہ بھی دیتے ہیں۔ [2] بلاشبہ دنیا کا کوئی رفاہی ادارہ یا تنظیم ایسی نہیں جو اتنی تعداد میں طلباء کو اتنی مفت سہولتیں مہیا کرتی ہو۔ اس اعتبار سے دینی مدارس معاشرے کے لئے دہری نعمت خداوندی ہیں جن کی حفاظت کرنا اور جن سے تعاون کرنا ہر مسلمان پر اپنی اپنی استطاعت کے مطابق واجب ہے۔

## کفار کی مساجد اور مدارس دشمنی:

رسول اکرم ﷺ کی بعثت مبارک سے ہی کفار اور مشرکین مساجد کی بے آبادی اور ویرانی کے درپے ہیں۔ مکی زندگی میں رسول اکرم ﷺ کو بڑی سختی سے حرم شریف میں نماز پڑھنے سے روکا گیا۔ ابو جہل نے پہلے روز جب نبی اکرم ﷺ کو حرم شریف میں نماز پڑھتے دیکھا تو اسی روز سے ہی آپ ﷺ کو نماز پڑھنے سے روکنا شروع کر دیا۔ ایک روز رسول اکرم ﷺ مقام ابراہیم کے پاس نماز پڑھ رہے تھے،

---

[1] حجۃ الوداع کے موقعہ پر رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کو خطاب کرتے ہوئے یہ الفاظ فرمائے تھے جس کا ترجمہ یہ ہے ''تم میں سے جو یہاں موجود ہیں وہ اس دین کو ان لوگوں تک پہنچائیں جو یہاں موجود نہیں۔''

[2] روزنامہ ''اردو نیوز......روشنی'' 25 اپریل 2008ء

ابو جہل کا ادھر سے گزر ہوا تو کہنے لگا ''محمد (ﷺ)! کیا میں نے تمہیں نماز پڑھنے سے منع نہیں کیا تھا؟'' ایک بار اس نے دوران سجدہ آپ ﷺ کی گردن پر پاؤں رکھ کر کچل دینے کا ارادہ کیا جیسے ہی آگے بڑھا فوراً ایڑیوں کے بل پلٹ آیا لوگوں نے پوچھا ''کیا ہوا؟'' کہنے لگا ''میرے اور محمد (ﷺ) کے درمیان آگ کی ایک خندق تھی۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اگر وہ میرے قریب آتا تو فرشتے اسکی تکہ بوٹی کر دیتے۔''

ایک مرتبہ آپ ﷺ حطیم کے اندر نماز ادا فرما رہے تھے قریشی سردار عقبہ بن ابی معیط نے دیکھا تو آپ ﷺ کی گردن میں کپڑا ڈال کر سختی سے گلا گھونٹا اتنے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آ پہنچے اور انہوں نے عقبہ کو دھکا دے کر ہٹایا اور فرمایا ''تم لوگ ایک آدمی کو محض اسلئے قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔''

جنگ بدر میں کفار اور مشرکین کو سزا دینے کی اللہ تعالیٰ نے ایک وجہ یہ بھی بتائی ہے کہ یہ لوگ مسجد حرام کی ویرانی کے درپے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ ترجمہ: آخر اللہ ان لوگوں کو سزا کیوں نہ دے گا جو مسلمانوں کو مسجد حرام میں آنے سے روکتے ہیں۔ (سورۃ الانفال آیت 34)۔

کفار اور مشرکین کی ہمیشہ سے یہی سوچ رہی ہے کہ اسلام یا مسلمانوں کو ختم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ان کی مساجد کو بے آباد اور ویران کیا جائے یا انہیں تالے لگا دیئے جائیں یا مسمار کر دی جائیں۔ چنانچہ جب کبھی کفار نے اسلامی علاقوں پر قبضہ کیا سب سے پہلے وہاں کی مساجد کو تالے لگائے یا انہیں مسمار کیا۔

897ھ (1492ء) میں عیسائیوں نے جب غرناطہ پر قبضہ کیا تو فریقین میں جو معاہدہ طے پایا اسکی ایک شرط یہ تھی کہ مسلمانوں کی مساجد اور اوقاف بدستور قائم رہیں گے۔ لیکن قبضہ کرنے کے بعد عیسائیوں نے معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے نہ صرف مسلمانوں کا قتل عام کیا بلکہ مسلمانوں کی سات سو مساجد اور مدارس کو بھی بند کر دیا گیا۔ عبدالرحمٰن اول کی تعمیر کردہ عظیم الشان مسجد ''مسجد قرطبہ'' کو گرجے میں تبدیل کر دیا گیا 1932ء میں علامہ اقبال گول میز کانفرنس کے لیے لندن گئے تو وہاں سے مسجد قرطبہ کی زیارت کا سفر بھی کیا اور وہیں مسجد قرطبہ پر ایک طویل نظم لکھی جس کا ایک شعر یہ ہے

تیرے درو بام پر وادی ایمن کا نور
تیرا منار بلند ، جلوہٴ گہ جبرئیل

1918ء میں سوویت یونین نے قازاقستان پر قبضہ کیا تو تمام مساجد اور مدارس منہدم کر دیئے۔ علماء اور اساتذہ کو فائرنگ اسکواڈ کے سامنے بھون دیا گیا۔ دس لاکھ مسلمان بھی شہید کر دیئے گئے۔ ❶

1920ء میں سوشلسٹ انقلاب کے بعد سوشلسٹوں نے جب اسلامی ریاستوں پر قبضہ کیا تو نہ صرف علماء کو بڑی بے دردی سے چن چن کر قتل کیا بلکہ تمام مساجد کو بھی تالے لگا دیئے۔ ترکمانستان میں سرکاری اعداد و شمار کے مطابق 3850 مساجد تھیں جنہیں تالے لگائے گئے۔ آذربائیجان میں 5 ہزار مساجد کو مقفل کیا گیا۔ ازبکستان میں 3 ہزار مساجد بند کی گئیں۔ ترکستان میں 14 ہزار مساجد کو مسمار کیا گیا یا انہیں گوداموں لینن کارنروں لینن کلبوں سرخ چائے خانوں اور عیش نشاط کے اڈوں میں تبدیل کر دیا گیا۔ ❷

کیمونسٹ انقلاب سے قبل بلغاریہ میں 1200 مساجد تھیں جن میں سے بیشتر کو گرجا گھروں، گوداموں اور عجائب گھروں میں تبدیل کر دیا گیا اور تمام مدارس پر پابندی عائد کر دی گئی۔ ❸

15 مئی 1932ء کو کیمونسٹ لیڈروں کی یونین نے اپنے پانچ سالہ ترقیاتی منصوبہ کا اعلان کیا جس میں یہ بات بھی شامل تھی کہ یکم مئی 1937ء تک سوویت یونین کی سرزمین پر ایک بھی مسجد باقی نہیں رہنی چاہیئے نیز بزرگ خدا کا عقیدہ بھی ختم ہونا چاہیے کہ یہ قرون وسطی کی یادگار ہے۔ ❹

1946ء میں یوگوسلاویہ میں کیمونسٹ انقلاب آیا تو کیمونسٹوں نے سترہ ہزار سے زائد مساجد اور مدارس مسمار کیں۔ مساجد کی جگہ ہوٹل اور سینماجات تعمیر کئے آج جس جگہ سربیا کے دارالحکومت بلغراد کا اسمبلی ہاؤس واقع ہے وہاں بلغراد کی سب سے زیادہ خوبصورت اور وسیع وعریض مسجد واقع تھی جو 1521ء میں تعمیر کی گئی تھی۔ ❺

1992ء میں بوسنیا پر سربوں کے مظالم کے دوران 1645 مساجد اور 950 مدارس تباہ کیے گئے۔ ❻

1967ء میں البانیہ کی سوشلسٹ حکومت نے دارالحکومت کی عظیم الشان مسجد ''جامع سلطان صلاح الدین'' سمیت ملک کی 9 ہزار مساجد کو مسمار کیا یا لائبریریوں اور عجائب گھروں میں تبدیل کر دیا۔ ❼

---

❶ اردو ڈائجسٹ لاہور جولائی 1995ء
❷ امت مسلمہ پر کفار کے مظالم از محمد انور بن اختر ص 401-370
❸ امت مسلمہ پر کفار کے مظالم ص 426
❹ ایضاً ص 340
❺ مجلّہ الدعوۃ لاہور فروری 1993
❻ امت مسلمہ پر کفار کے مظالم ص 306
❼ دنیا بھر میں مسلمانوں کا قتل عام از محمد انور بن اختر ص 314

کمبوڈیا کی مسلمان بستیوں میں 263 مساجد تھیں جن میں سے بدھ مت کی پیروکار حکومت نے 255 مساجد مسمار کردی گئیں اب ان بستیوں میں صرف 8 مساجد باقی ہیں جنہیں حکومت جنگلی جانوروں اور مویشیوں کے باڑوں کے طور پر استعمال کر رہی ہے۔ ❶

کمپوچیا کے مسلم علاقوں میں 59 مساجد ہیں لیکن مسلمانوں کو وہاں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں۔تمام مساجد مقفل ہیں۔ ❷

فلپائن میں مساجد اور مدارس کا تقدس کس طرح پامال کیا جارہا ہے اس کا اندازہ ''منیلا ٹائم'' کی اس خبر سے لگایا جاسکتا ہے۔''گزشتہ دنوں فلپائنی فوج نے منڈاناؤ صوبے میں مورو اسلامک فرنٹ کے زیر انتظام بعض علاقوں پر قبضہ کرلیا فتح کا جشن منانے کے لیے عیسائی فوجی مساجد میں شراب نوشی کرتے رہے، سور کا گوشت کھاتے رہے، موسیقی کی محفلیں سجاتے رہے اور ملک کی بے شمار مساجد کو نائٹ کلبوں میں بدل دیا گیا۔ صدر جوزف استرادر نے مقبوضہ معسکر ابوبکر کی مسجد میں موسیقی اور شراب کی محفل میں شرکت کی۔ ❸

برما میں بدھ مت کی پیروکار حکومت نے 1945ء سے لے کر 1991ء تک 1975 مساجد اور مدارس مسمار یا بند کیے۔ ❹

چین کے شہر بارن میں 1990ء میں 50 مساجد بند کی گئیں 153 زیر تعمیر مساجد کی تعمیر روک دی گئی اور نئی مساجد کی تعمیر پر پابندی لگا دی گئی 1997ء میں چین کے شہر سنکیانگ میں 100 مساجد کو شہید کیا گیا۔ ❺

ہندوستان میں 6 دسمبر 1992ء کو تین لاکھ ہندوؤں نے 1528ء میں تعمیر کی گئی ظہیر الدین بابر کی تعمیر کردہ عظیم الشان بابری مسجد شہید کردی۔ بھارت کے دارالحکومت دہلی میں اس وقت 92 مساجد ایسی ہیں جنہیں یا تو مویشیوں کے باڑے کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے یا انہیں رہائش گاہوں میں تبدیل کر دیا گیا ہے 52 مساجد ایسی ہیں جن میں مسلمانوں کو نماز ادا کرنے کی اجازت نہیں۔مختلف شہروں میں مساجد کو سرکاری تحویل میں لینے کے بہانے حکومت ہند نے 324 مساجد کو بند کر دیا اور 157 مساجد کو تالے لگا دیئے۔ ❻

---

❶ دنیا بھر میں مسلمانوں کا قتل عام ص346 ❷ ایضاً ص349 ❸ امت مسلمہ پر کفار کے مظالم ص481
❹ ایضاً ص535 ❺ ایضاً ص153, 540 ❻ امت مسلمہ پر کفار کے مظالم ص65 ,54-55

1857ء کی جنگ آزادی کے بعد جہاں انگریزوں نے برصغیر کے ہزاروں علماء کرام کو پھانسی دی وہاں ہزاروں مساجد اور مدارس بھی بند کردیئے۔

اسرائیلی حکومت 1948ء سے لے کر اب تک فلسطین میں 1200 مساجد شہید کر چکی ہے۔ باقی مساجد کی حرمت کس طرح پامال کی جارہی ہے اس کا اندازہ حیفا کے ایک عبرانی اخبار میں شائع ہونے والی اس خبر سے لگایا جاسکتا ہے ''شہر حیفا میں شاہراہ آزادی پر واقع جامع مسجد کو اسرائیلی طوائفوں نے گناہ کا اڈہ بنالیا ہے یہاں رات کے اندھیروں میں وہ گاہکوں کو خوش آمدید کہتی ہیں۔ ❶

مساجد اور مدارس سے کفار دشمنی کے یہ دل خراش واقعات نائن الیون سے پہلے کے ہیں۔

نائن الیون کے خود ساختہ ڈرامے کے بعد تو کفار کو مسلمانوں کے قتل عام اور مساجد و مدارس کے انہدام کا گویا سرٹیفکیٹ مل گیا ہے۔ نائن الیون کے بعد امریکی صدر بش نے اپنی پہلی تقریر میں جہاں یہ اعلان کیا کہ ہم طویل صلیبی جنگ شروع کررہے ہیں وہاں واضح الفاظ میں یہ بھی کہا کہ ''ہم مچھر (یعنی علماء کرام) پیدا کرنے والے جوہڑوں (یعنی مدارس) کو خشک کر کے چھوڑیں گے۔'' ❷

نائن الیون حادثہ کے صرف چند گھنٹے بعد امریکی صدر کا دینی مدارس کو تباہ کرنے کا عزم کسی عدالتی فیصلے کی بنیاد پر نہیں تھا بلکہ یہ درحقیقت دینی مدارس اور ان سے فارغ ہونے والے علماء کرام کے خلاف ائمہ کفر کے سینوں میں چھپے ہوئے صدیوں پرانے بغض اور حسد کا اظہار تھا جو ''طاغوت اکبر'' کی زبان پر فوراً آ گیا۔ ائمہ کفر خوب سمجھتے ہیں کہ ان کے عزائم کی راہ میں دینی مدارس اور ان دینی مدارس سے فارغ ہونے والے علماء کرام ہی سب سے بڑی رکاوٹ ہیں جو اسلامی اقدار اور اسلامی معاشرت کے تحفظ نیز مسلمانوں کے اندر ایمانی جذبہ بیدار رکھنے کا مقدس فریضہ بڑی قربانیوں اور ایثار کے ساتھ صدیوں سے ادا کرتے چلے آرہے ہیں، لہٰذا ان کے ایجنڈے میں علماء کرام اور دینی مدارس کو ختم کرنا سرفہرست ہے۔ ائمہ کفر کے عزائم ملاحظہ ہوں:

امریکی نائب وزیر دفاع نے کہا ہے کہ ''دینی مدارس لاکھوں مسلمان بچوں کو انتہا پسندانہ تعلیم پر ابھارتے ہیں ان کی سرگرمیوں کو روکنے کا طریقہ یہ ہے کہ ان کے بجٹ کی ترسیل پر پابندیاں لگائی جائیں اور اس سے بھی بہتر طریقہ یہ ہے کہ مقامی طور پر ان مدارس کے مخالف افراد اور اداروں کو تقویت دی جائے تاکہ وہ انتہاء پسندی کے سرچشموں کا مقابلہ کرسکیں۔'' ❸

---

❶ ایضاً ص 425 ❷ ہفت روزہ تکبیر، کراچی، 26 دسمبر 2001ء ص 45 ❸ ماہنامہ محدث، لاہور، مارچ 2005ء، صفحہ 4

امریکی سنٹر فار سٹرٹیجک اینڈ انٹرنیشنل افیئرز کے ڈائریکٹر انوردی برگ نے ایشین ٹائمز کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا ''امریکہ کو عراق سے نہیں پاکستان کے ان دینی مدارس سے خطرہ ہے جن میں سات لاکھ طلباء زیر تعلیم ہیں۔''❶

امریکی تھنک ٹینک تامس فرانڈ مین کے تجزیہ کے مطابق ''دینی مدارس اور جامعات ہی دہشت گردی کا گڑھ ہیں، یہیں سے دہشت گردوں کے لیڈر پیدا ہوتے ہیں، انہی سوتوں کو خشک کرنے کی ضرورت ہے۔''❷

''دی گارڈین'' کے تجزیہ نگار ٹموتھی ایش کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں ''امریکہ کا دولت مند دوست اور حلیف سعودی عرب ہے جس کے ''وہابی اسلام'' کے چشموں سے بہت سے دہشت گرد نکلے، جنہوں نے 9 ستمبر کو امریکہ پر حملہ کیا اگر آپ ''اسلامی مچھروں'' سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ان جوہڑوں کو خشک کرنا ہوگا، جہاں وہ پرورش پاتے ہیں۔''❸

آسٹریلیا نیشنل یونیورسٹی کے شعبہ دفاعی اسٹڈیز کے ڈائریکٹر ایل ڈیورٹ کے نزدیک ''مذہبی مدارس اور ہوسٹل مستقبل کے انتہا پسندوں کی پناہ گاہیں ہیں۔''❹

برطانوی وزیر اعظم نے پاکستان کو 910 ملین ڈالر کی امداد دیتے ہوئے صدر مشرف کو واضح الفاظ میں ہدایت دی ہے کہ پاکستان میں دینی مدارس کا اثر ورسوخ ختم کیا جائے۔ یاد رہے کہ 910 ملین ڈالر کی امداد کا بڑا حصہ دینی مدارس کی ''اصلاحات'' اور ''انتہاء پسندی'' کو روکنے پر خرچ کیا جائے گا۔❺ امریکہ نے بھی پاکستان کو دینی مدارس پر کڑی نظر رکھنے کی ہدایت کی ہے۔❻

امریکہ کے پالیسی ساز ادارے ''بروکنگ انسٹیٹیوٹ'' نے دینی مدارس میں اصلاحات کے لئے حکومت پاکستان کو درج ذیل سفارشات پیش کی ہیں:

① فوج اور عوام کی مزاحمت کے پیش نظر پاکستان میں دینی مدارس کو مکمل طور پر بند کرنے کے بجائے ان کا کردار تبدیل کیا جائے۔

---

❶ ماہنامہ محدث، لاہور، مارچ 2005ء صفحہ 7 ❷ نیویارک ٹائمز 12 دسمبر 2001ء بحوالہ ترجمان القرآن، اگست 2002ء

❸ دی گارڈین 12 دسمبر 2002ء بحوالہ ترجمان القرآن، جنوری 2003ء ❹ ترجمان القرآن، جنوری 2003ء

❺ نوائے وقت، لاہور، 23 نومبر 2006ء ❻ ہفت روزہ غزوہ 22 تا 28 جولائی 2005ء

② دینی مدارس کا مذہبی اور جہادی کردار بدلنے کے لئے ڈالرز اور این جی اوز کو استعمال کیا جائے۔

③ دینی مدارس کی طرح سکولوں میں بھی مفت تعلیم اور مفت خوراک کا انتظام کیا جائے تاکہ دینی مدارس کی اہمیت ختم ہو جائے

④ دینی مدارس کے فارغ طلباء کو بینکوں اور دیگر سرکاری اداروں میں پرکشش ملازمتیں دی جائیں تاکہ ان کا ذہن معتدل ہو جائے۔

⑤ دینی مدارس میں مذہبی اور جہادی تعلیم کے بجائے بتدریج جدید علوم داخل کئے جائیں۔

⑥ ایسے مدارس کو زیادہ سے زیادہ فنڈ مہیا کئے جائیں جو حکومت کے اس اصلاحی ایجنڈے پر عمل پیرا ہوں۔[1]

عالم بالا سے نزول وحی کے فوراً بعد پاکستانی کارکنان قضا و قدر حسب سابق انتہائی فرماں بردار اور اطاعت گزار غلاموں کی طرح بلا چوں و چرا تعمیل حکم کی بجا آوری پر کمر بستہ ہو گئے۔

دینی مدارس کا نصاب تعلیم بدلنے، دینی تعلیم کے ساتھ عصری تعلیم کا اہتمام کرنے، مدارس کے فنڈز کا آڈٹ کرنے، زکاۃ فنڈ سے چلنے والے مدارس کی گرانٹ ختم کرنے، مدارس کی رجسٹریشن کروانے، نئی مساجد اور مدارس کے لئے حکومت سے منظوری لینے کے احکامات مرحلہ بہ مرحلہ جاری ہونے شروع ہو گئے۔[2] دینی مدارس کے سند یافتہ علماء کرام پر انتخابات میں حصہ لینے پر پابندی عائد کرنے کا حکم جاری ہوا۔ پاکستان کے بعض دینی مدارس میں غیر ملکی طلباء زیر تعلیم تھے ''حکومت غلاماں'' نے نہ صرف آئندہ کے لئے غیر ملکی طلباء کے داخلوں پر پابندی عائد کر دی بلکہ تمام اخلاقی اور قانونی ضابطوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے امریکی خفیہ ایجنسی ایف بی آئی کے کارندوں کو مدارس پر چھاپے مارنے اور طلباء کو گرفتار کرنے کی اجازت بھی دے دی

---

❶ مجلّہ الدعوۃ، لاہور، ربیع الثانی 1426ھ

❷ وزارت داخلہ نے مدارس کی رجسٹریشن سے قبل مدارس سے درج ذیل کوائف طلب کئے ہیں۔ تمام ملکی طلباء کے نام، شناختی کارڈ نمبر، شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی، رہائشی پتہ، مستقل پتہ، مدارس کی آمدنی، آمدنی کے وسائل، بنک اکاؤنٹ نمبر، مدارس کی الاٹمنٹ، مدارس کے اساتذہ اور مہتمم کی تعلیمی قابلیت، اساتذہ کے نام، پتے، سیاسی وابستگی، مسلکی کوائف، غیر ملکی طلباء کے نام پتے، پاسپورٹ نمبر اور اس کی فوٹو کاپی، ملک کا نام، پاکستان آمد کی تاریخ اور ویزا کی مدت، مساجد کی رجسٹریشن کے لئے خطباء سے مساجد کی الاٹمنٹ، این او سی، مسلک، سیاسی وابستگی، امام اور خطیب کا نام، عارضی اور مستقل پتہ، تعلیمی قابلیت، تعلیمی اسناد، شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی، مالی وسائل، ذرائع آمدن، بینک اکاؤنٹ نمبر کی معلومات طلب کی ہیں۔ (ہفت روزہ تکبیر کراچی 10 اگست 2005ء)

حالانکہ تمام غیر ملکی طلباء حکومت کی اجازت سے ہی قانونی طور پر ان مدارس میں زیر تعلیم تھے۔ [1]

روشن خیال اور اعتدال پسند حکومت کی بے حمیتی اور بے غیرتی ملاحظہ ہو کہ القاعدہ یا طالبان سے تعلق کے بہانے طلباء کے مدارس پر چھاپے مارنے کے ساتھ ساتھ طالبات کے مدارس پر بھی چھاپے مارے گئے۔ طالبات کے مدارس پر چھاپے مارنے کا سب سے المناک اور شرمناک پہلو یہ تھا کہ ان چھاپوں میں طالبات اور معلمات پر تشدد بھی کیا گیا۔ [2] امریکی اور برطانوی افسران کی نگرانی میں مدارس پر چھاپے مارنے کے نتیجہ میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ''حکومت راشدہ'' نے نہ صرف ایک ماہ میں 127 افراد اٹھا لئے [3] بلکہ 70 دینی مدارس کو واچ لسٹ میں شامل کر کے مکمل طور پر بند کرنے کا منصوبہ بھی بنا لیا۔ [4]

دینی مدارس پر عرصہ حیات تنگ کرنے، مدارس کے طلباء، طالبات معلمین، مدرسین اور مدارس کے معاونین کو خوف زدہ کرنے اور مدارس کو دہشت گردی کے مراکز ثابت کرنے کے ایجنڈے پر ائمہ کفر بڑی مکاری اور عیاری سے قدم بقدم آگے بڑھتے رہے نوبت بہ ایں جا رسید کہ ''دہشت گردوں'' کو ختم کرنے کی آڑ میں قبائلی علاقوں میں موجود مدارس اور مساجد پر فضائی حملے بھی شروع کر دیئے۔

جنوری 2003ء میں امریکی فوجوں نے پاکستان کے قبائلی علاقے وانا پر حملہ کیا جس کے نتیجہ میں جامعہ احسن العلوم اور اس سے ملحق مسجد دونوں مکمل طور پر تباہ ہو گئے۔ جامعہ میں موسم سرما کی تعطیلات کی وجہ سے طلباء موجود نہیں تھے اس لئے کوئی جانی نقصان نہیں ہوا، لیکن 31 اکتوبر 2006ء میں امریکی فوج نے جب باجوڑ ایجنسی پر حملہ کیا تو ایک دینی مدرسہ مکمل طور پر ملبے کا ڈھیر بن گیا اور اس کے ساتھ 83 طلباء اور اساتذہ بھی شہید ہو گئے۔ حملہ کے بعد فوجی حکومت کے صدارتی ترجمان نے ارشاد فرمایا ''حملہ پاک فوج نے دہشت گردوں کے تربیتی کیمپ پر کیا ہے اور ثبوت کے طور پر یہ بھی فرمایا 'ہمارے پاس ویڈیو موجود ہیں جن میں نوجوان ٹریننگ لے رہے تھے۔'' اسلامی جمہوریہ پاکستان کے اعلیٰ ترین منصب پر فائز جنرل پرویز

---

[1] یاد رہے ستمبر 2003ء میں ایف بی آئی کے اہل کاروں نے جامعہ ابی بکر کراچی میں قانونی طور پر زیر تعلیم 6 انڈونیشی طلباء کو القاعدہ سے تعلق کے شک کی بناء پر گرفتار کیا دیگر لاپتہ افراد کی طرح ان بے گناہ اور معصوم طلباء کا بھی آج تک کوئی سراغ نہیں لگ سکا کہ وہ کہاں ہیں اور ان پر کیا بیتی؟

[2] ایک مدرسہ پر چھاپہ مارنے کے دوران معلمات پر تشدد کیا گیا جس کی وجہ سے ایک معلّمہ کا حمل ضائع ہو گیا۔ (نوائے وقت، لاہور 21 جون 2005)

[3] ہفت روزہ غزوہ، لاہور 27 اگست تا 3 ستمبر 2004ء [4] ہفت روزہ الاعتصام، 24 اکتوبر 2003ء

مشرف نے خود بھی یہ ارشاد فرمایا''باجوڑ آپریشن میں ہلاک ہونے والے دہشت گرد تھے، جو انہیں معصوم کہتے ہیں وہ جھوٹ بولتے ہیں، چھان بین کے بعد پاک فوج نے کارروائی کی۔''❶ لیکن اگلے ہی روز امریکہ نے یہ کہہ کر عزت مآب صدر پاکستان اور واجب الاحترام صدارتی ترجمان کے جھوٹ کا پول کھول دیا کہ''باجوڑ پر حملہ خود امریکہ نے کیا تھا۔''

نائن الیون کے بعد حقوق انسانی کے محافظ، حریت فکر اور حریت رائے کے علمبردار ترقی یافتہ، مہذب مغربی ممالک میں مساجد اور مدارس کے ساتھ جو سلوک ہو رہا ہے۔اس کی ایک جھلک بھی ملاحظہ فرمالیں۔

① امریکی ریاست ٹیکساس کے شہر لبک میں اسلام مخالف حملہ آوروں نے ایک اسلامی مرکز اور مسجد پر حملہ کر کے اس کے کئی حصے گرادیئے مسجد کی دیواروں پر اسلام مخالف نعرے اور توہین آمیز فقرات لکھے۔❷

② امریکہ کی سرپرستی میں اسرائیل فلسطین پر جو ہولناک مظالم ڈھا رہا ہے ان میں بے گناہ انسانوں کا قتل عام ہی شامل نہیں بلکہ مساجد کا انہدام بھی شامل ہے 27 دسمبر 2008 کو اسرائیل نے فلسطینی علاقوں پر انتہائی وحشیانہ بمباری کی جس کے نتیجہ میں 1300 سے زائد بے گناہ شہری شہید ہوئے اور 41 مساجد مسمار ہوئیں۔❸

③ لندن کے شمالی مضافات میں واقعہ فنس بری پارک کی مسجد پر پولیس نے چھاپہ مار کر 17 نمازیوں کو دہشت گردی کے قانون مجریہ 2000 کے تحت گرفتار کر لیا۔ پولیس کے مطابق مسجد کا احاطہ دہشت گردوں کی تربیت کے لئے استعمال ہو رہا تھا۔❹

④ فرانس کے شہر نوڈ میں مسجد کو آگ لگادی گئی مسجد کا ہال، منبر اور لائبریری جل کر خاکستر ہوگئے جس وجہ سے مسلمانوں میں شدید اشتعال پیدا ہوگیا۔❺

⑤ ہالینڈ میں دائیں بازو کی''عوامی پارٹی''نے ایسی مساجد کو بند کرنے کا مطالبہ کیا ہے جس سے ہالینڈ کے معاشرے کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔عوامی پارٹی کے اس مطالبے کو پارلیمنٹ میں بھی پذیرائی حاصل ہوئی ہے۔❻

❶ روزنامہ ایکسپریس، یکم نومبر 2006

❷ ہفت روزہ غزوہ، لاہور، 12 تا 18 مارچ 2004ء

❸ قومی روزنامے 29 دسمبر 2008ء

❹ ہفت روزہ تکبیر، کراچی 29 جنوری 2003ء

❺ ہفت روزہ غزوہ، لاہور 12 تا 18 مارچ 2004ء

❻ اردو نیوز، جدہ، 13 اکتوبر 2003ء

⑥ یورپ اور امریکہ میں مساجد پر جاسوس متعین کر دیئے گئے ہیں۔ اسلامی مراکز اور مدارس کی نگرانی بھی شروع کر دی گئی ہے۔ ❶

⑦ اٹلی میں دائیں بازو کی ایک انتہا پسند جماعت ''ناردرن لیگ'' کے شدید احتجاج پر بولنا اور جے نوا کے میئروں نے مساجد کی تعمیر کی اجازت دینے سے انکار کر دیا ہے جرمنی اور ہالینڈ میں بھی مساجد کو ایک زبردست خطرہ محسوس کیا جا رہا ہے۔ ❷

⑧ آسٹریلیا میں بعض نامعلوم افراد نے ایک زیر تعمیر مسجد کو سور کے گوشت، اوجھڑی اور دوسری غلاظت سے آلودہ کر دیا۔ ❸

⑨ کینیڈا کی حزب اختلاف میں دائیں بازو کی ایک انتہا پسند سیاسی پارٹی نے کینیڈا کے روز نامہ ''اوٹاوا سٹیزن'' میں پورے ایک صفحہ کا اشتہار چھپوایا ہے جس میں مسجد کے پس منظر میں چند نقاب پوش گن اٹھائے دکھائے گئے ہیں اور انہیں دہشت گرد قرار دے کر یہ تاثر دیا گیا ہے کہ مساجد دہشت گردی کے مراکز ہیں۔ ❹

⑩ سوئٹزرلینڈ کی سیاسی پارٹی سوئس پیپلز پارٹی کے رکن اور ممبر پارلیمنٹ الرخ شولر کا کہنا ہے کہ ہمیں ملک کے اندر مساجد سے کوئی تعرض نہیں، لیکن مینار ہرگز برداشت نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ ایک سیاسی قوت کی علامت ہے اور یورپ میں کوئی دوسری سیاسی قوت ابھرے اور اس کو عروج حاصل ہو یہ ناقابل برداشت ہے اس لئے انہوں نے عدالت میں ایک درخواست دائر کی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ سوئٹزرلینڈ میں دستور کی رو سے میناروں کی تعمیر کو ممنوع قرار دیا جائے۔ ❺

⑪ بروکلین کی زیر تعمیر جامع مسجد پر ایف بی آئی نے چھاپہ مار کر امام مسجد کو گرفتار کر لیا مسجد کی تعمیر روک دی اور آئندہ کے لئے مسجد میں نماز ادا کرنے پر پابندی لگا دی۔ ❻

یہ ہیں آج کے مہذب اور ترقی یافتہ مغربی ممالک کے عزائم مسلمانوں کے دینی مدارس اور عبادت گاہوں کے بارے میں جن کا اظہار وہ کھلے بندوں کر رہے ہیں اور جو آگ ان کے سینوں میں جل رہی ہے وہ اس سے کہیں سوا ہے﴿ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَ مَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ط ﴾ترجمہ:

❶ جہاد ٹائمز، لاہور، 2 تا 8 نومبر 2007ء
❷ ماہنامہ ترجمان القرآن، لاہور، دسمبر 2007ء صفحہ 77
❸ ہفت روزہ غزوہ، 2 تا 8 جولائی 2004ء
❹ ہفت روزہ تکبیر، کراچی، 15 جنوری 2003ء
❺ ماہنامہ ترجمان القرآن، لاہور، دسمبر 2007ء، صفحہ 76
❻ ہفت روزہ غزوہ، لاہور، 28 فروری تا 6 مارچ 2003ء

''ان کا بغض زبانوں سے نکلا پڑتا ہے اور جو کچھ ان کے سینوں میں (بغض) چھپا ہے وہ اس سے کہیں زیادہ ہے۔'' (سورہ آل عمران، آیت 118)

مذکورہ بالا زمینی حقائق کو تسلیم نہ کر کے ہم گزشتہ 8-10 سال سے مسلسل ذلیل و رسوا ہو رہے ہیں۔ ساری قوم جانکنی کے عالم میں شب و روز بسر کر رہی ہے۔ ملک کا مستقبل سوالیہ نشان بن چکا ہے، لیکن ملک کے حکمرانوں کو ائمہ کفر کی ناز برداریوں سے ہی فرصت نہیں کہ وہ ان زمینی حقائق پر غور کر سکیں۔ یہ بات طے ہے کہ جس راستے پر ہم آنکھیں بند کئے بھگٹٹ دوڑے چلے جا رہے ہیں یہ واضح طور پر ہلاکت اور بربادی کا راستہ ہے۔ اگر ہمیں اپنے ملک و قوم سے واقعی کچھ بھی ہمدردی ہے تو ہمیں فوراً اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد مبارک کی طرف پلٹ آنا چاہئے ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ط﴾ ترجمہ: ''اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! یہودیوں اور عیسائیوں کو اپنا دوست نہ بناؤ یہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔'' (سورہ المائدہ، آیت 51)

## المناک اور شرمناک:

اوائل 2007ء میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کی حکومت نے اپنی بے مثال ''روشن خیالی'' اور ''اعتدال پسندی'' کا ثبوت دیتے ہوئے دارالحکومت، اسلام آباد میں مختلف مقامات پر واقع سات مساجد یکے بعد دیگرے منہدم کر دیں اور جواز یہ پیش کیا کہ ان مساجد کی تعمیر غیر قانونی تھی یا جن زمینوں پر یہ مساجد تعمیر کی گئی تھیں وہ حکومت یا کسی اور کی ملکیت تھیں۔ [1] اس المناک سانحہ پر سارا ملک سراپا احتجاج بن گیا۔ علماء کرام میں اضطراب اور بے چینی پیدا ہونا ایک فطری امر تھا علماء کرام نے ''تحریک تحفظ مساجد'' کے نام پر ایک تنظیم بنائی اور مساجد کو دوبارہ تعمیر کرنے کا مطالبہ کیا۔

ملحد اور بے دین مشرف حکومت نے منہدم مساجد کی تعمیر کرانے کے بجائے مزید پانچ مساجد اور دو

---

[1] یاد رہے منہدم مساجد میں سے ایک مسجد ''مسجد امیر حمزہ'' کم از کم سو سالہ پرانی تھی یعنی قیام پاکستان سے قبل تعمیر کی گئی تھی وہ مسجد کیونکر غیر قانونی تھی؟ وہ زمین حکومت پاکستان یا کسی اور ادارے کی ملکیت کیسے بن گئی؟ ان سوالوں کا جواب حکومت کے کسی کارندے کے پاس نہیں ہے۔ دیگر مساجد کے بارے میں بھی حکومت کا موقف اس لئے قابل قبول نہیں ہے کہ پورے ملک میں ناجائز تعمیرات اور سرکاری اور غیر سرکاری زمینوں پر قبضوں کے مسائل موجود ہیں۔ بعض شہروں اور دیہاتوں میں یتیموں اور بیواؤں کی زمینوں یا مکانوں پر ظالم اور جابر لینڈ مافیا قابض ہے لیکن حکومت ان سے کوئی باز پرس نہیں کرتی یا بے بس ہے۔ کیا یہ قانون صرف مساجد کے انہدام کے لئے ہی رہ گیا ہے؟

مدارس (جامعہ حفصہ برائے طالبات اور جامعہ فریدیہ برائے طلباء) کو گرانے کے نوٹس بھی جاری کر دیئے جس سے عام مسلمانوں اور علماء کرام میں شدید ردعمل پیدا ہوا۔ جامعہ حفصہ کی طالبات نے اپنا ردعمل ظاہر کرتے ہوئے جامعہ سے ملحق دو کمروں پر مشتمل ایک چلڈرن لائبریری پر قبضہ کرلیا۔

جہاں دیگر علماء کرام نے منہدم مساجد کو دوبارہ تعمیر کرانے کا مطالبہ شد و مد سے کیا وہاں G-6 اسلام آباد میں واقع لال مسجد، جامعہ حفصہ اور جامعہ فریدیہ کے مہتمم مولانا عبدالعزیز نے نہ صرف مساجد کو دوبارہ تعمیر کرانے کا مطالبہ کیا بلکہ جامعہ حفصہ اور جامعہ فریدیہ کو گرانے کے نوٹس واپس لینے، منشیات کے اڈوں پر پابندی لگانے، فحاشی اور بدکاری کے اڈے بند کرنے، سڑکوں سے فحش اور غیر اخلاقی تصاویر پر مشتمل بورڈز ہٹانے نیز ملک میں مکمل اسلامی نظام نافذ کرنے کا مطالبہ بھی کیا۔ بلاشبہ مولانا موصوف کے ان مطالبات سے ملک بھر کے علماء کرام اور تمام اہل ایمان کو اتفاق تھا لیکن ان مطالبات کو منوانے کے لئے مولانا موصوف کے بعض اقدام مثلاً چلڈرن لائبریری پر قبضہ کرنا، بدکاری کا اڈہ چلانے والی خاتون کو جامعہ لانا، مساج سنٹر چلانے والی چینی خواتین کو جامعہ لانا، طلباء کو گرفتار کرنے والی پولیس کے افراد کو پکڑنا وغیرہ سے علماء کرام نے مکمل طور پر براءت کا اظہار کیا علماء کرام کا موقف واضح تھا کہ بدکاری کا اڈہ چلانے والی خاتون سے بڑی مجرم وہ حکومت ہے جس نے اسے بدکاری کے اڈے کا لائسنس دے رکھا ہے اسی طرح مساج سنٹر چلانے والی چینی خواتین سے بڑی مجرم وہ حکومت ہے جس نے انہیں مساج سنٹر کھولنے کی اجازت دی ہے۔ ایسا ہی معاملہ شراب خانوں، منشیات اور سڑکوں پر فحش تصاویر کے بورڈز کا تھا جنہیں ختم کرنے کے لئے آئین اور قانون کے مطابق جدوجہد کرنا ہی درست اور جائز طریقہ تھا۔ لیکن غازی برادران، جامعہ فریدیہ اور جامعہ حفصہ کے طلباء و طالبات نے جو غیر قانونی اقدامات اٹھائے وہ بلاشبہ درست نہیں تھے۔ معاملے کو سلجھانے کے لئے علماء کرام اور حکومت کے درمیان مذاکرات کے کئی دور ہوئے۔ مذاکرات کے دوران میں بہت سے نشیب و فراز بھی آئے، امیدیں بندھتی اور ٹوٹتی رہیں، بالآخر مفاہمت کی راہ تلاش کر لی گئی علماء کرام اور حکومت کے ذمہ داران (جن میں وزیر اعظم اور وفاقی وزراء شامل تھے) کے درمیان معاہدہ طے پایا گیا لیکن آخری وقت یہ کہا گیا کہ ہمیں ایوان صدر سے جو حکم نامہ موصول ہوا ہے وہ پہلے معاہدہ سے بالکل مختلف ہے ایسا کہ جس میں ؎

نہ بہار تھی نہ چمن تھا نہ آشیانہ تھا

کئی ہفتوں سے شدید گرمی کے موسم میں بھوکی پیاسی نیز بجلی گیس اور پانی جیسی سہولیات زندگی سے محروم اور محصور معلمات اور طالبات کو بغیر کسی عدالتی کارروائی کے دہشت گرد قرار دے کر ایوان صدر پر غیر قانونی طور پر قابض ننگ دیں، ننگ ملت، مساجد اور مدارس کے دشمن، پرویز مشرف نے قتل عام کا حکم نامہ جاری کر دیا، 3 جولائی، 2007ء بوقت سحر چار بجے آپریشن سائلنس شروع ہوا جو 13 جولائی تک جاری رہا ان دس دنوں میں لال مسجد اور جامعہ حفصہ پر آگ اور بارود کی بارش برستی رہی مسجد اور مدرسہ کے در و دیوار چھلنی ہوتے رہے۔ کلام اللہ اور حدیث نبوی ﷺ کے اوراق کا تقدس پامال ہوتا رہا۔ معلمات اور لاوارث یتیم بچیوں کے جسم فاسفورس کی آگ میں گلتے سڑتے رہے۔ تہجد گزار طالبات کی معصوم اور پاکیزہ جبینوں سے آشنا مصلے خون سے سرخ ہوتے رہے۔ قال اللہ و قال الرسول کی صدائے دل نواز سے معمور رہنے والی فضائیں دھوئیں اور بارود کی بدبو سے معمور ہوتی رہیں۔ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی بیٹیوں کا خون پانی کی طرح بہتا رہا۔ قرآنی قاعدوں اور دیگر اسلامی کتب کے اوراق کی بے حرمتی ہوتی رہی۔ خواتین کے کٹے پھٹے اعضاء، مہندی رنگے ہاتھ، خون سے آلودہ دوپٹے، لباس، برقعے اور بچوں کی ٹوپیاں، جلی ہوئی چارپائیاں، چپلیں، کھانے کے برتن درندگی، سفاکی اور بے رحمی کا اندوہناک منظر پیش کرتے رہے، لیکن بے رحم سفاک اور سنگدل قاتلوں کے دلوں میں لحہ بھر کے لئے اللہ کا خوف نہیں آیا کہ انہیں بھی ایک روز اللہ تعالیٰ کی عدالت میں کھڑے ہو کر حساب دینا ہے۔ طاغوت اکبر امریکہ اور اس کے دست راست برطانیہ نے اپنے منظور نظر ایجنٹ کو مسجد اور مدرسہ کے انہدام اور نظام اسلام کا مطالبہ کرنے والوں کے قتل عام پر مبارکباد پیش کی، ہندوستانی وزیر اعظم نے بھی کامیابی کا مژدہ سنایا۔ ملک کے اندر روشن خیالی کی علمبردار جماعت، پیپلز پارٹی کی چیئر پرسن اور حقوق انسانی کی دعویدار جماعت ایم کیو ایم کے قائد نے بھی اس ظلم عظیم پر حکومت پاکستان کو داد تحسین پیش کی۔ [1] پاک فوج کے بہادر نوجوانوں نے ''دہشت گرد'' طالبات پر فتح عظیم حاصل کرنے پر وکٹری کا نشان بنا کر اظہار مسرت کیا۔

سپہ سالار افواجِ پاکستان نے ''دشمن'' کو تہس نہس کرنے کے بعد ٹی وی پر خطاب کرتے ہوئے لال مسجد، جامعہ حفصہ اور چلڈرن لائبریری کو دہشت گردوں سے آزاد کرانے کی خوشخبری سنائی آپریشن میں 10 شہید اور 33 زخمی ہونے والے فوجیوں کو سلیوٹ پیش کیا۔ [2] اور یوں مسلمان ملک کے اندر مسلمان فوج

---

[1] لال مسجد کا لہو، از محمد اصغر عبداللہ، صفحہ نمبر 11 [2] ایضاً، صفحہ نمبر 139

کے ہاتھوں مسلمان طالبات کے قتل عام کا شرمناک اور المناک خونی ڈرامہ انجام پذیر ہوا۔

اس قتل عام میں کتنی معصوم اور بے گناہ طالبات اور معلمات شہید ہوئیں اس کا صحیح علم تو اللہ تعالیٰ کو ہی ہے مختلف اندازے درج ذیل ہیں:

① 400 سے 1000 افراد شہید ہوئے۔(مجلس عمل)[1]

② 300 سے 400 بچیاں شہید ہوئیں۔(سرکاری اعلان)[2]

③ ہم لوگ اندر 1800 کے لگ بھگ موجود ہیں۔(آپریشن سے پہلے غازی عبدالرشید کی میڈیا سے گفتگو)[3]

④ 175 انتہا پسند مارے گئے۔(آپریشن کے اختتام پر قوم سے خطاب میں مشرف کا اعتراف)[4]

⑤ آپریشن کے وقت تقریباً 1500 طالبات جامعہ میں موجود تھیں۔(جنرل مرزا اسلم بیگ)[5]

⑥ جامعہ حفصہ میں صرف 93 جانیں ہلاک ہوئیں۔(صدارت سے معزولی کے بعد مشرف کا بیان)[6]

اس پراسرار خونی ڈرامے میں شریک ظالم اور سفاک کرداروں کی ''زبردست فنی مہارت'' اور ''قابل رشک حکمت عملی'' کی وجہ سے جس طرح ہلاک ہونے والوں کی صحیح تعداد کا تعین کبھی نہیں کیا جاسکے گا اسی طرح بہت سے دیگر سوالوں کا جواب بھی شاید قیامت تک نہ مل سکے۔ مثلاً:

① حکومتی وفد (جس میں وزیراعظم اور وفاقی وزراء شامل تھے) اور علماء کے درمیان معاہدہ طے ہونے کے بعد اسے ویٹو کس نے کیا اور کیوں کیا؟

② آپریشن سے قبل میڈیا کے ارکان کو لال مسجد اور جامعہ حفصہ میں جانے سے کیوں روکا گیا؟

③ تمام علماء کرام کا متفقہ مطالبہ صرف ایک ہی تھا کہ منہدم کی گئی مساجد دوبارہ تعمیر کی جائیں، مساجد دوبارہ تعمیر کر کے اس قتل عام جیسے بھیانک جرم سے یقیناً بچا جاسکتا تھا تو پھر وعدہ کے باوجود حکومت نے دوبارہ مساجد تعمیر کرنے میں تامل کیوں کیا؟

④ معاہدہ طے پانے کے بعد حکومتی ارکان اور علماء کرام پر مشتمل وفد نے یرغمال بننے یا قتل ہونے کی تمام تر

---

[1] اردو نیوز، جدہ، 13 جولائی 2007ء [2] قومی روزنامے، 13 جولائی 2007ء

[3] لال مسجد کا لہو، صفحہ نمبر 131 [4] ایضاً، صفحہ نمبر 141 [5] ایضاً، صفحہ نمبر 11

[6] روزنامہ جسارت، کراچی 30 مارچ 2009ء

ذمہ داریاں قبول کرتے ہوئے لال مسجد میں جانا چاہا اس کے باوجود انہیں کیوں نہیں جانے دیا گیا؟

⑤ آپریشن کے بعد بھاری مقدار میں دہشت گردوں سے برآمد ہونے والے اسلحہ کی نمائش کی گئی دارالحکومت کے عین مرکز میں واقع لال مسجد جس میں گزشتہ چالیس برس سے روزانہ پانچ وقت نمازی آجارہے تھے اور مسجد کے کونے کونے سے واقف تھے وہاں اتنا اسلحہ کیسے جمع ہوگیا؟ اس دوران حکومت کی خفیہ ایجنسیاں کہاں سوئی رہیں؟ اس سے بھی اہم سوال یہ ہے کہ یہ کیسے بے ضرر دہشت گرد تھے جنہوں نے اپنی موت کو سامنے دیکھتے ہوئے بھی راکٹ لانچر جیسے اسلحہ کو استعمال کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی؟

⑥ آپریشن کے بعد صحافیوں اور اخبار نویسوں کو لال مسجد یا جامعہ حفصہ میں داخل ہونے سے کیوں روکا گیا؟ راتوں رات فاسفورس زدہ شہداء کی خاموشی سے تدفین کیوں کر دی گئی؟

⑦ آپریشن کے دوران زخمی ہونے والے افراد کو جس ہسپتال میں منتقل کیا گیا اس ہسپتال میں صحافیوں اور اخبار نویسوں کا داخلہ ممنوع کیوں قرار دیا گیا؟

⑧ ملک کے اندر دہشت گردی کا نیٹ ورک ختم کرنے کے لئے ضروری تھا کہ دہشت گردوں کو زندہ گرفتار کرکے ان سے تفتیش کی جاتی ملک کے اندر اور باہر دہشت گردی کے منصوبوں کا راز حاصل کیا جاتا لیکن یہ کیسی ''فنی مہارت'' اور ''حکمت عملی'' تھی جس میں کسی کی گرفتاری تو کجا کسی ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑنے کی ''حکمت عملی'' اختیار کی گئی۔ ''دہشت گردوں'' کے کسی قیمت پر زندہ نہ بچنے کا مکمل اطمینان کرنے کے لئے فاسفورس بم تک استعمال کئے گئے۔ ❶

⑨ ہمارے ملک کی گزشتہ تاریخ میں قاتلوں، باغیوں اور مجرموں کو معاف کرکے نہ صرف رہا کیا گیا بلکہ اعلیٰ مناصب پر فائز کیا گیا۔ آخر ان علماء کرام کا ایسا کون سا جرم تھا جو ناقابل معافی تھا اور جس کے لئے انہیں معافی دینے کے بجائے دشمنوں کی طرح قتل کرنا ضروری سمجھا گیا؟

⑩ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ غازی برادران نے تشدد اور لاقانونیت کا راستہ اختیار کیا انہیں گرفتار کرنا، ان پر

---

❶ یاد رہے اقوام متحدہ کے قانون کے مطابق فاسفورس بم صرف فضا میں دھواں پیدا کرکے فوج کو دشمن سے کیموفلاج کرنے کے لئے استعمال کیا جانا چاہئے نہ کہ انسانوں کی آبادی پر بمباری کرنے کے لئے۔ فاسفورس کی خاصیت یہ ہے کہ جب تک اس کا ایک ذرہ بھی باقی رہتا ہے وہ گوشت پوست اور ہڈیوں کو مسلسل آگ کی طرح جلاتا رہتا ہے۔

مقدمہ چلانا اور عدالتی فیصلے کے مطابق انہیں سزا دینا حکومت کا فرض تھا لیکن ان کے ساتھ ایک ہزار سے زائد بے گناہ افراد اور معصوم طالبات کے قتل عام کا کیا جواز تھا؟

کیا درندہ صفت اور سفاک قاتلوں کا مجرم ٹولہ یہ سمجھتا ہے کہ اس دنیا میں اُن سے کوئی حساب لینے والا نہیں تو آخرت میں بھی وہ اللہ کی پکڑ سے بچ جائیں گے جہاں حساب کتاب کا آغاز ہی قتل کے مقدمات سے ہوگا۔ ام المومنین حضرت حفصہ بنت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہا جب اللہ تعالیٰ کی عدالت میں اپنی بے گناہ اور معصوم بیٹیوں کے قتل کا مقدمہ پیش کریں گی تو مجرموں کا یہ ٹولہ کہاں بھاگ کر جائے گا؟ کیا ان کے مناصب یا ان کے نیلے پیلے تمغے یا ان کے سرپرست ائمہ کفر انہیں اللہ کی پکڑ سے بچا لیں گے؟ وہ عزیز، جبار، قہار اور منتقم ذات، جس نے پہلے سے ہی یہ اعلان کر رکھا ہے ﴿اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِیْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ۝﴾ ترجمہ: ''ہم مجرموں سے یقیناً انتقام لے کے رہیں گے۔'' (سورہ السجدہ، آیت 22) اور یہ کہ ﴿ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ ذُوانْتِقَامٍ ۝﴾ ترجمہ: ''بے شک اللہ غالب اور انتقام لینے والا ہے۔'' (سورہ ابراہیم، آیت 47) اور یہ کہ ﴿یٰۤاَیُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّکَ بِرَبِّکَ الْکَرِیْمِ ۝﴾ ترجمہ ''اے انسان! تجھے کس چیز نے رب کریم کے بارے میں دھوکے میں ڈالے رکھا۔'' (کہ وہ گناہوں کی سزا نہیں دے گا) (سورہ الانفطار، آیت 6) جو قیامت کے روز اعلان فرمائے گا: اَنَا الدَّیَّانُ اَنَا الْمَلِکُ (یعنی میں ہوں قیامت کے روز مظلوموں سے بدلہ دلوانے والا اور میں ہوں حقیقی بادشاہ) کیا وہ اللہ اپنے وعدے کی خلاف ورزی کرے گا؟ وہ احکم الحاکمین اللہ جو قیامت کے روز جانوروں کو محض اس لئے پیدا فرمائے گا کہ مظلوم جانوروں کو ظالم جانوروں سے بدلہ دلوائے اور پھر انہیں مٹی کر دے گا کیا وہ اللہ اپنے بے گناہ بندوں کو ظالموں سے بدلہ نہیں دلوائے گا؟

کیا رات کی تاریکی میں مقتولین کی لاشوں کو ٹھکانے لگا دینے سے یہ اجتماعی قتل اللہ کی نگاہوں سے اوجھل ہو جائے گا؟ وہی اللہ جس نے ریت کے ذروں، بارش کے قطروں، درختوں کے پتوں، روشنی کی کرنوں اور اگلی پچھلی ساری مخلوق کو شمار کر رکھا ہے ﴿ وَاَحْصٰی کُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا ۝ ﴾ ترجمہ: ''اور اس نے ہر چیز کو گن رکھا ہے۔'' (سورہ جن، آیت نمبر 28) اور یہ کہ ﴿ لَقَدْ اَحْصٰهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ۝ ﴾ ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نے سب کو گھیر رکھا ہے اور اس طرح گن رکھا ہے جس طرح گننے کا حق ہے۔'' (سورہ مریم، آیت نمبر 94) اور جس کی صفات میں سے یہ بھی ہے: ﴿لَا یَضِلُّ رَبِّیْ وَلَا یَنْسٰی ۝﴾ ترجمہ: ''میرا رب نہ چوکتا ہے نہ بھولتا ہے۔'' (سورہ طٰہٰ، آیت نمبر 52) جس نے خود فرمایا ہے ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا یَعْمَلُ

الظّٰلِمُوْنَ ○﴾ ترجمہ: ''اور ظالم جو کچھ کر رہے ہیں تم اللہ کو اس سے بے خبر نہ سمجھو۔'' (سورہ ابراہیم، آیت 42) سفاک اور سنگدل مجرموں کا یہ ٹولہ شاید نہیں جانتا کہ اللہ کے ہاں مقتولین کی تعداد تو کیا خون کے ایک ایک قطرے کا شمار موجود ہے جس کا حساب لینا اللہ کے ذمہ ہے۔

اللہ کے نزدیک ایک مومن کا قتل کتنا بڑا جرم ہے اس کا اندازہ اس حدیث شریف سے لگایا جا سکتا ہے جس میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اگر ایک مومن کے قتل میں زمین اور آسمان کی ساری مخلوق شامل ہو تو اللہ تعالیٰ ان سب کو منہ کے بل (یعنی ذلیل کر کے) جہنم میں ڈال دے گا۔'' (ترمذی) اللہ تعالیٰ کی عدالت میں قاتل اور مقتول کی پیشی کی وضاحت کرتے ہوئے رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''قاتل اور مقتول حشر میں اس طرح آئیں گے کہ مقتول کے ہاتھ میں قاتل کا سر اور پیشانی ہوگی مقتول کی رگوں سے تازہ خون بہہ رہا ہوگا اور وہ اللہ تعالیٰ سے عرض کرے گا ''اے میرے رب! اس نے مجھے قتل کیا تھا۔ حتی کہ مقتول قاتل کو گھسیٹتے ہوئے اللہ کے عرش کے قریب لے جائے گا۔'' (ترمذی)

ہمارا پختہ ایمان ہے کہ قیامت کے روز مجرم زنجیروں میں جکڑے ہوئے لائے جائیں گے ﴿وَ تَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ○﴾ ترجمہ: ''اور قیامت کے روز تو مجرموں کو دیکھے گا کہ وہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔'' (سورہ ابراہیم، آیت 49) اور جامعہ حفصہ کی تمام طالبات اور معلمات اپنے اسی جسم و جان کے ساتھ زندہ کی جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں حاضری ہوگی اور قاتلوں سے جواب طلبی ہوگی ﴿فَوَرَبِّكَ لَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ﴾ ترجمہ: ''اے نبی! تیرے رب کی قسم! ہم ان سب سے سوال کریں گے۔'' (سورہ الحجر، آیت 92) اور معصوم بچیوں سے بھی پوچھا جائے گا ﴿بِاَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ﴾ ترجمہ: ''تمہیں کس جرم میں قتل کیا گیا؟'' (سورہ التکویر، آیت 9) مجرموں کی زبانیں انکار کریں گی تو ان کی زبانوں پر مہر لگا دی جائے گی۔ تب قاتلوں کی چھڑیاں گواہی دیں گی، جامعہ حفصہ کے در و دیوار گواہی دیں گے۔ قرآن مجید کے جلے اوراق گواہی دیں گے، بچیوں کے کٹے پھٹے اعضا گواہی دیں گے، زمین کا ذرّہ ذرّہ گواہی دے گا۔ کوئی جائے فرار ہوگی نہ ہی کوئی ہز ایکسی لینسی یا ہز میجسٹی پناہ دے سکے گا۔ قاتلوں کو ایک ایک قتل کے ایک ایک قطرے کا حساب دینا پڑے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَعْدًا عَلَيْنَا اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ﴾ ترجمہ: ''یہ وعدہ پورا کرنا ہمارے ذمہ ہے اور اسے ہم پورا کر کے رہیں گے۔'' (سورہ الانبیاء، آیت 104)

درندگی، سفاکی، بے رحمی اور سنگدلی کا مظہر یہ قتل عام محض اس لئے کیا گیا کہ پوری دنیا کے ائمہ کفر کی خواہش کے عین مطابق اہل مسجد اور اہل مدرسہ کو دہشت گرد ثابت کیا جائے اور اس کے عوض اپنے اقتدار اور کرسی کا تحفظ حاصل کیا جائے، تاریخ کے اس سیاہ ترین وبدترین گھناؤنے جرم اور گناہ کا وبال تو اب ان مجرموں کا قیامت تک پیچھا نہیں چھوڑے گا،[1] لیکن کہاں گیا وہ اقتدار اور کرسی جس کے تحفظ کی خاطر یہ قتل عام کیا گیا؟ خَسِرَ الدُّنيَا وَالْأَخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ترجمہ: ''دنیا بھی گئی اور آخرت بھی، یہ ہے صریح خسارہ'' (سورۃ الحج آیت 11)۔ پھر ہے کوئی موجودہ حکمرانوں میں سے صاحب بصیرت جو اس عبرتناک انجام سے سبق حاصل کرے؟

## الٹی گنگا:

دینی مدارس میں جدید تعلیم رائج کرنے کے لئے اہل مدارس پر اس شدت سے دباؤ ڈالا جا رہا ہے جیسے کہ ملک کی ترقی میں سب سے بڑی رکاوٹ یہی دینی مدارس ہی ہیں اور جیسے ہی ان میں جدید تعلیم رائج ہو جائے گی، ملک ترقی کی منازل طے کرتا ہوا فوراً آسمان اول پر پہنچ جائے گا۔ آیئے جدید تعلیم سے بہرہ مند ہونے والے فرزندان وطن کے علم وفضل پر ایک نظر ڈالیں اور فیصلہ کریں کہ کیا حقیقت واقعی ویسی ہی ہے جیسی ہمارے حکمران تصور کرتے ہیں۔

گیارہویں جماعت کے طلباء کے امتحانی پرچوں کے بعض سوالات اور ان کے جوابات ملاحظہ فرمائیں:

سوال: دو غیر عرب صحابیوں کے نام لکھیں؟

جواب: ابوجہل، ابولہب۔

سوال: سونے کا نصاب کیا ہے؟

جواب: دائیں کروٹ لیٹ کر بایاں ہاتھ ران کے اوپر رکھ کر سونا چاہئے، سونے سے پہلے قرآن مجید کی

[1] جون 2008ء میں اللہ تعالیٰ نے اہل وعیال سمیت عمرہ کی سعادت نصیب فرمائی دوران طواف میں ایک پاکستانی کو بیت اللہ شریف کے دروازے پر کھڑے ہو کر ظالم مشرف کیلئے ایسی ایسی بددعائیں کرتے سنا جنہیں سن کر ہی کلیجہ کانپنے لگتا ہے۔ اسکی بددعائیں سن کر پاکستانیوں کا ایک ہجوم اس کے پیچھے اکٹھا ہو گیا جو اسکی ہر بددعاء پر اونچی آواز سے آمین کہتا۔ بیت اللہ شریف کی دہلیز پر کھڑے ہو کر مانگی ہوئی مظلوموں کی یہ بددعائیں رائیگاں کیسے جاسکتی ہیں؟

تلاوت بھی کرنی چاہیے۔

سوال: قرآن مجید کی کل سورتوں کی تعداد کتنی ہے؟

جواب: ایک لاکھ چوبیس ہزار۔

سوال: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی کتاب کا نام کیا ہے؟

جواب: کتاب اللہ!

سوال: منکرین جہاد کے خلاف، جہاد کس نے کیا؟

جواب: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ ❶

اب بارہویں جماعت کے سالانہ امتحان میں شامل ہونے والے ہونہار طلباء کے علم وفضل سے اپنی بصیرت اور بصارت میں اضافہ فرمائیں۔

محاورات کا فقروں میں استعمال:

① کلنک کا ٹیکہ: (ایک طالب علم) ڈاکٹر نے غلطی سے مریض کو کلنک کا ٹیکہ لگا دیا جس سے اس کی حالت مزید بگڑ گئی۔ (دوسرا طالب علم) کبھی کبھی کلنک کا ٹیکہ لگوانا چاہیے۔

② چھاتی پر مونگ دلنا: (ایک طالب علم) اسلم نے اکرم کو پکڑ کر زمین پر گرایا اور اس کی چھاتی پر خوب مونگ دلی۔ (دوسرا طالب علم) مونگ دلنے سے چوٹ لگنے کا خدشہ ہے۔

③ بغلیں جھانکنا: (ایک طالب علم) بغلیں جھانکنے سے بدبو اور بال نظر آتے ہیں۔ (دوسرا طالب علم) ہر کسی کی بغلیں جھانکنا اچھی بات نہیں۔

④ جس کی لاٹھی اس کی بھینس: (ایک طالب علم) ہاتھ میں لاٹھی ہو تو آپ کسی کی بھی بھینس لے جا سکتے ہیں۔ (دوسرا طالب علم) لاٹھی کے بغیر اتنی بڑی بھینس کو نہیں ہانکا جا سکتا۔ (تیسرا طالب علم) لاٹھی کے بغیر بھینس تمہاری نہیں ہو سکتی۔ ❷

مؤلف کو چند سال قبل پاکستان انٹرنیشنل سکول، ریاض (سعودی عرب) میں میٹرک اور انٹرمیڈیٹ کے پریکٹیکل (سپلیمنٹری) امتحانات لینے کا موقع ملا۔ طلباء و طالبات سے پوچھے گئے بعض سوالوں کے جواب ملاحظہ فرمائیں:

❶ روزنامہ نوائے وقت، لاہور، 23 جولائی 2004ء
❷ ماہنامہ اردو ڈائجسٹ، لاہور، مئی 2009ء، صفحہ 89

سوال: جنگ بدر کہاں ہوئی تھی؟

جواب: معلوم نہیں۔

سوال: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کون تھیں؟

جواب: حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی تھیں۔

سوال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مسلمانوں کے پہلے خلیفہ کون تھے؟

جواب: معلوم نہیں۔

سوال: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کون تھیں؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی تھیں۔

سوال: سورہ اخلاص کون سی سورہ کا نام ہے؟

جواب: معلوم نہیں۔

سوال: جنگ احد کن کے درمیان ہوئی تھی؟

جواب: معلوم نہیں۔

اب آیئے ایک قدم اور آگے بڑھیں۔عصری تعلیم کے عظیم الشان سرکاری اداروں سے سند فراغت حاصل کرنے کے بعد وطن عزیز کے اہم عہدوں پر جلوہ افروز ہونے کے لئے سندھ پبلک سروس کمیشن کے امتحان میں شریک ہونے والے فارغ التحصیل ''علماء وفضلاء'' ہونہاران وطن کے علم وفضل سے مستفید ہوں اور داد دیں عصری تعلیم کی، عصری تعلیم کے سرکاری اداروں کی اور عصری تعلیم کے گن گانے والے علمبرداروں کی۔

سوال: روح الامین (حضرت جبرائیل) کون ہیں؟

جواب: (ایک طالب علم) مراکش کے صدر ہیں۔ (دوسرا طالب علم) اسلامی کانفرنس تنظیم کے جنرل سیکرٹری ہیں۔

سوال: سیف اللہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: (ایک طالب علم) بلوچستان کی ایک جھیل کا نام ہے۔ (دوسرا طالب علم) ایک آلے کا نام ہے۔

سوال: بیت المعمور کسے کہتے ہیں؟

جواب: انڈونیشیا کی ایک بندرگاہ کا نام ہے۔

سوال: حطیم سے کیا مراد ہے؟

جواب: سندھ کے ایک حکمران کا نام تھا۔

سوال: نزول وحی کا سلسلہ کتنے سال جاری رہا؟

جواب: 610 سال۔

سوال: ریڈیم کس نے دریافت کیا؟

جواب: فیڈرل کاسترو نے۔

سوال: میسولینی کون تھا؟

جواب: ہٹلر کا فضول خرچ بیٹا تھا۔

سوال: روسی انقلاب کس نے برپا کیا؟

جواب: (ایک طالب علم) مادام کیوری نے۔ (دوسرا طالب علم) یاسر عرفات نے۔ (تیسرا طالب علم) نیلسن منڈیلا نے۔

سوال: ایڈیپس کمپلیکس (علم نفسیات کی ایک اصطلاح) سے کیا مراد ہے؟

جواب: (ایک طالب علم) ایڈیپس کمپلیکس دوا کا نام ہے۔ (دوسرا طالب علم) مشرق بعید میں واقع ایک تاریخی عمارت کا نام ہے۔ (تیسرا طالب علم) ماہر تعمیرات کو ایڈیپس کمپلیکس کہتے ہیں۔ (چوتھا طالب علم) ریاضی کی ایک پیچیدہ مساوات کا نام ہے۔

سوال: فشن (جوہری انشقاق) کسے کہتے ہیں؟

جواب: (ایک طالب علم) ایک مشہور سائنسدان کا نام ہے۔ (دوسرا طالب علم) اس سے مراد رقم خرچ کرنا ہے۔

سوال: فاشزم (آمریت) سے کیا مراد ہے؟

جواب: (ایک طالب علم) ایک مفید سائنسی آلہ ہے۔ (دوسرا طالب علم) جرمنی کی ایک سیاسی جماعت کا نام ہے جس کا سربراہ میسولینی تھا۔

سوال: سید احمد شہید نے کس کے خلاف جہاد کیا تھا؟

جواب: مغل بادشاہ اکبر کے خلاف۔

سوال: ''رضوان''(بیعت) سے کیا مراد ہے؟

جواب: یہ ایک ہندو معاہدہ ہے۔ ❶

اب آخر میں ایک نظر عصری تعلیم سے آراستہ پیراستہ ان قابل فخر افسران بالا پر بھی ڈالتے چلئے جو وطن عزیز کی تقدیر بدلنے پر مامور ہیں۔

① ریٹائرڈ میجر فتح محمد راوی ہیں''ہمارے ہاں وزیراعظم محمد خان جونیجو کی آمد متوقع تھی۔ان کے شیڈول میں نماز ظہر کی ادائیگی بھی شامل تھی۔متعلقہ افسر بالا نے عاجز کو طلب کر کے نماز ظہر کی ادائیگی کے انتظامات مکمل کرنے کا حکم دیا۔دوسرے دن میں نے افسر بالا کو انتظامات کے بارے میں آگاہ کیا تو فرمانے لگے''امام صاحب کو بتانا قرأت خوبصورت اور مختصر کرے۔''عاجز نے عرض کی''سر!نماز ظہر میں قرأت بلند آواز سے نہیں ہوتی۔''افسر صاحب فرمانے لگے''جمعہ کے دن تو قرأت بلند آواز سے ہوتی ہے۔''تب میں نے نماز ظہر اور نماز جمعہ کا فرق واضح کیا تو افسر بالا نے خطیب صاحب کو طلب فرما کر مزید اطمینان حاصل کیا۔ ❷

میجر صاحب کے بیان کردہ واقعہ کی تصدیق سابق چیف آف آرمی سٹاف جنرل (ر) مرزا محمد اسلم بیگ کے اس بیان سے بھی ہوتی ہے جس میں موصوف نے کہا ہے کہ ''فوج کے ستر (70) فیصد جوانوں اور 40 فیصد افسروں کو نماز کا طریقہ تک معلوم نہیں۔ ❸

② 17 دسمبر 1971ء کو پاکستانی ایسٹرن کمانڈ کے جنرل نیازی کے ہندوستانی جنرل جگجیت سنگھ اروڑہ کے سامنے ہتھیار ڈالنے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے مسعود مفتی لکھتے ہیں:

''ڈھاکہ کے ریس کورس میدان میں دنیا کی سب سے بڑی اسلامی طاقت سرنگوں ہوگئی اس وقت جب ذلت اور شکست کے غم میں لاکھوں پاکستانی رو رہے تھے،احساس غیرت سے خالی پاکستانی جرنیل،ہندوستانی جرنیل کا دل خوش کرنے کے لئے اسے گندے لطیفے سنا رہا تھا اور داد وصول کرنے کے لئے کہہ رہا تھا''بھلا میں کیسے لڑا؟''ڈھاکہ دشمن کے قدموں میں ڈال کر کہنا کہ''میں کیسے لڑا؟''

❶ ہفت روزہ تکبیر،کراچی،31 جولائی 2002ء
❷ ہفت روزہ صحیفہ اہل حدیث،کراچی 12 تا 28 جنوری 2005ء
❸ ہفت روزہ غزوہ،لاہور 30 مئی 2004ء

بے حسی کی انتہا تھی۔16 دسمبر 1971 کی سہ پہر وہ ڈھاکہ ہمیشہ کے لئے غروب ہوگیا۔ [1]

③ جنرل یحییٰ خان جو پورے پاکستان کی کمانڈ فرما رہے تھے، ظاہر ہے انہیں دو قدم آگے ہی ہونا چاہئے تھا، کہا جاتا ہے کہ ایک رات کراچی میں اپنی رہائش گاہ سے اچانک غائب ہوگئے، تلاش شروع ہوگئی۔ بالآخر کلفٹن کے ساحل پر اپنی کار میں اس حالت میں آرام فرما رہے تھے کہ بدن کپڑوں سے بے نیاز تھا۔ انہی صاحب نے جنہیں ''صدر پاکستان'' لکھتے ہوئے بھی شرم آتی ہے، ایران کی ایک سرکاری تقریب میں سر پر شراب کا پورا جگ الٹ لیا۔ [2]

④ ترکی سے جدید تعلیم حاصل کرنے پر فخر کرنے والے مشرف کا کالے کرتوتوں پر مشتمل آٹھ سالہ دور حکومت پوری ملت اسلامیہ کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کا استہزاء، مساجد اور مدارس سے دشمنی، علماء کرام کی توہین، مجاہدین کی ڈالروں کے عوض فروخت، جامعہ حفصہ کی معصوم اور بے گناہ بچیوں کا قتل عام، کفار سے دوستی پر فخر، کتوں سے محبت، اقتدار کی ہوس، پاکستان کے انتہائی لائق اور جذبہ ایمانی سے سرشار مرد و خواتین کا اغوا، افغانستان کی اسلامی حکومت کا انہدام، لاکھوں بے گناہ افغانوں کے قتل عام میں تعاون، اپنے ہی ملک کے بے گناہ غیور قبائلی پٹھانوں کا قتل عام اور ان سارے جرائم پر ضمیر کی ملامت نہ لمحہ بھر کے لئے احساس ندامت۔ دین سے بیزاری، اللہ کی شرم نہ رسول کی حیا، بے غیرتی، بے حسی، سنگدلی، سفاکی، بزدلی اور کفار کی دست بستہ غلامی کا یہ سبق موصوف نے کہاں سے حاصل کیا؟ ہمارے انہی جدید تعلیمی اداروں سے!

اب ایک خبر عصری اداروں سے فارغ ہونے والے قابل فخر سول افسران کے بارے میں بھی پڑھ لیجئے:

⑤ ''فیصل آباد میں بلہڑ یونیورسٹی گزشتہ 35 سال سے تعلیمی خدمات سرانجام دے رہی ہے جو پاکستان کے تمام ہائی سکولوں اور یونیورسٹیوں کے طلباء کو جعلی سرٹیفکیٹ اور ڈگریاں مہیا کرتی ہے۔ مذکورہ یونیورسٹی کا ''وائس چانسلر'' ایک سابق پرائمری سکول ٹیچر محمد اقبال بلہڑ ہے۔ وائس چانسلر اور اس کا ''معاون عملہ'' بورڈ اور یونیورسٹی کے شعبہ امتحانات کے تعاون سے بعض امتحانی مراکز پر اپنی پسند کا عملہ متعین کرواتا ہے اور پھر مطلوبہ امیدواروں کی رول نمبر سلپس انہی امتحانی مراکز کے لئے جاری

---

[1] اردو نیوز، جدہ، 19 دسمبر 2008ء [2] ہفت روزہ تکبیر، کراچی، 16 فروری 2005ء، صفحہ 50

کرواتا ہے جہاں اقبال بلہڑ کی پسند کا عملہ متعین ہوتا ہے۔ امیدوار دوران امتحان جوابی کاپیوں پر صرف اپنا نام اور رول نمبر لکھ کر اور حاضری لگوا کر واپس آ جاتے ہیں۔ امتحان ختم ہونے کے فوراً بعد ان جوابی کاپیوں کو طے شدہ جگہ پر پہنچا دیا جاتا ہے، جہاں انہیں مکمل کر کے دیگر حل شدہ کاپیوں کے ساتھ رکھ دیا جاتا ہے اور امیدواروں سے اس کا خاطر خواہ معاوضہ وصول کیا جاتا ہے۔ مذکورہ یونیورسٹی بی اے، بی ایس سی، بی ایڈ، ایم اے، ایم ایس سی، ایم ایڈ، ایم بی بی ایس، بی ایس سی انجینئرنگ، ڈسپنسر، فارمیسی اور ہومیوپیتھی کورس کی ڈگریاں اور سرٹیفکیٹ مہیا کرتی ہے۔ ملکی سطح پر ہونے والے اس ''عظیم الشان'' فراڈ کا سب سے دلچسپ پہلو یہ ہے کہ مذکورہ یونیورسٹی کے ''وائس چانسلر'' کئی بار جیل جانے کا اعزاز حاصل کر چکے ہیں، لیکن ہر بار انتظامیہ اور مختلف شعبہ ہائے زندگی میں بلہڑ یونیورسٹی کے فارغ التحصیل اور سند یافتہ بااثر افراد کی مہربانی سے سرخرو ہو جاتے ہیں۔ [1]

ہم پوچھتے ہیں کیا یہی ہے وہ قابل رشک جدید تعلیم جسے ہمارے حکمرانوں نے دینی مدارس میں رائج کرنے کی رٹ لگا رکھی ہے۔ غور فرمائیے اپنے دین کی ابجد سے بے خبر یہ ''ہونہاران وطن'' دینی مدارس کے فارغ ہیں یا دنیاوی مدارس کے؟ رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت سے نا آشنا ''مسلمان'' دینی مدارس کے فارغ ہیں یا دنیاوی مدارس کے؟ اپنے اسلاف کی تاریخ سے ناواقف قابل فخر سپوت دینی مدارس کے فارغ ہیں یا دنیاوی مدارس کے؟ جعلی ڈگریوں کا کاروبار کرنے والے معزز افسران دینی مدارس کے فارغ ہیں یا دنیاوی مدارس کے؟ حلال و حرام میں تمیز نہ کرنے والے کبائر کے مرتکب دینی مدارس کے فارغ ہیں یا دنیاوی مدارس کے؟ ڈالروں کے عوض ملک کی آزادی اور خود مختاری کا سودا کرنے والے حکمران دینی مدارس کے فارغ ہیں یا دنیاوی مدارس کے؟ مجاہدین کو کفار کے ہاتھوں بیچنے والے غدار دینی مدارس کے فارغ ہیں یا دنیاوی مدارس کے؟ اعلیٰ مناصب پر بیٹھ کر شراب کے جام لنڈھانے والے حکمران دینی مدارس کے فارغ ہیں یا دنیاوی مدارس کے؟ جرائم پیشہ لوگوں کی سرپرستی کرنے والے دینی مدارس کے فارغ ہیں یا دنیاوی مدارس کے؟ خوفِ خدا سے عاری لوگ دینی مدارس کے فارغ ہیں یا دنیاوی مدارس کے؟

ہمیں اعتراف ہے کہ ہمارے دنیاوی مدارس کے طلبہ اور ان سے فارغ ہو کر قومی اداروں میں کام

[1] مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ہفت روز تکبیر، کراچی، 16 فروری 2000ء

کرنے والے تمام حضرات ایک جیسے نہیں ہیں ان میں سے بعض خدا کا خوف رکھنے والے،شرعی احکام کی پابندی کرنے والے، امانتدار اور محبّ وطن لوگ بھی موجود ہیں لیکن ان کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے اسی طرح ہمیں یہ اعتراف کرنے میں بھی کوئی تامل نہیں کہ دینی مدارس کے طلبہ اور ان سے فارغ ہونے والے تمام علماء کرام بھی ایمان ،نیکی اور تقویٰ کے اعتبار سے ایک جیسے نہیں البتہ دونوں طرف کی اکثریت کا معاملہ یقیناً وہی ہے جس کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں۔

مذکورہ بالا حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے انصاف سے بتایئے کہ دینی مدارس میں دنیاوی تعلیم رائج کرنے کی ضرورت ہے یا دنیاوی مدارس میں دینی تعلیم رائج کرنے کی ضرورت ہے؟ آخر حکمران یہ الٹی گنگا کیوں بہانا چاہتے ہیں کہ جن تعلیمی اداروں میں خالص ایمان ،تقویٰ ،قناعت اور ایثار کی تعلیم دی جاتی ہے وہاں مادیت پرستی اور الحاد کی تعلیم بھی دی جائے؟ کیا حکمران یہ چاہتے ہیں کہ جن مدارس میں تعلیم کی ابتدا ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ سے ہوتی ہے، وہاں بھی تعلیم کی ابتداء کتے اور خنزیر سے محبت کا سبق سکھانے سے ہونی چاہئے۔[1] جن مدارس میں صبح وشام قال اللہ اور قال الرسول کی صدائیں گونجتی ہیں وہاں بھی نیوٹن اور گراہم کے ناموں کا چرچا ہونا چاہئے؟ جن مدارس میں اسلامی اقدار اور تہذیب کا غلبہ ہے وہاں بھی مغربی اقدار اور تہذیب کا غلبہ ہونا چاہئے؟[2]

---

[1] یاد رہے ایچی سن قسم کے سکولوں اور کالجوں میں ابتدا سے ہی ایسی کتب پڑھائی جاتی ہیں جن کے پہلے صفحہ پر ہی کتے کی تصویر سے بچوں کو ان الفاظ میں متعارف کروایا جاتا ہے:

"This is dog, this is my pet animal, I like it, it likes me, I feed it, Some time I kiss it, it like me."

(ترجمہ: یہ ایک کتا ہے، یہ میرا محبوب جانور ہے، میں اسے پسند کرتا ہوں اور یہ مجھے پسند کرتا ہے، میں اسے کھلاتا پلاتا ہوں۔بعض اوقات میں اسے چومتا ہوں یہ مجھے پسند کرتا ہے۔)

دوسرے صفحہ پر خنزیر کی تصویر سے بچوں کو ان الفاظ میں متعارف کرایا جاتا ہے:

"This is a pig, This is also my pet animal, I like it, it likes me, I play with it, it plays with me."

(ترجمہ: یہ ایک خنزیر ہے یہ بھی میرا محبوب جانور ہے میں اسے پسند کرتا ہوں یہ مجھے پسند کرتا ہے میں اس سے کھیلتا ہوں اور یہ مجھ سے کھیلتا ہے۔)......(ہفت روزہ تکبیر،26فروری2003ء،ص48)

[2] حال ہی میں کراچی کے ایک پرائیویٹ اسکول (داؤد پبلک سکول) کی طالبات کے والدین نے اسکول کی مالکہ کے خلاف توہین رسالت کا مقدمہ درج کر کے گرفتاری کا مطالبہ کیا ہے والدین کا کہنا ہے کہ اسکول میں یہودی مصنف جان تھامس (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ہمارے حکمرانوں کو ہوش کے ناخن لینے چاہئیں۔ اگر حکمران اسلام کے ساتھ واقعی مخلص ہیں تو زمینی حقائق کا تقاضا یہ ہے کہ ملک کے تمام کالجوں اور یونیورسٹیوں میں عصری تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم بھی پڑھائی جائے ،لیکن اگر حکمرانوں کے لئے ایسا کرنا ممکن نہیں تو پھر کم از کم یہ ہونا چاہئے کہ دینی مدارس کو آزادی کے ساتھ کام کرنے دیا جائے اور ان پر کسی قسم کا جبر نہ کیا جائے۔ اگر حکمران یہ بھی برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں تو پھر انہیں اپنے پیشرووں کی تاریخ سے عبرت حاصل کرنی چاہئے۔ ﴿وَ یَمْکُرُوْنَ وَ یَمْکُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ ○﴾ ترجمہ: ''انہوں نے سازشیں کیں اور (ان کے جواب میں) اللہ نے بھی چال چلی اور اللہ بہترین چال چلنے والے ہیں۔'' (سورہ الانفال: آیت30)

## دینی مدارس میں عصری تعلیم ——— ایک سازش

روشن خیال اور اعتدال پسند حکومت نے امریکی ایجنڈے پر عمل کرتے ہوئے ملک کے اسلامی تشخص کو ختم کرنے اور سیکولر بنانے کے لئے نظام تعلیم پر دہرا شب خون مارا۔ اولاً سرکاری تعلیمی اداروں کے نصاب میں سے اسلامی تعلیمات کا خاتمہ کیا۔ ثانیاً دینی مدارس میں دینی تعلیم کے ساتھ عصری تعلیم شامل کرنے کی منصوبہ بندی کی۔

بلاشبہ یہ دونوں اقدام ملک کے اسلامی تشخص کو برباد کرنے کے لئے ائمہ کفر کا دیا گیا ایجنڈا ہے جس پر مشرف پرویز اور اس کے مفاد پرست ٹولے نے فوراً سرِتسلیم خم کر دیا۔ اس منصوبہ کے پہلے حصہ پر عمل کرنے کے لئے امریکہ نے پاکستان کو ''تعلیمی نصاب پر تحقیق'' کے نام پر 100 ملین ڈالر فراہم کئے۔ حکومت نے ایک مطالعاتی گروپ تشکیل دیا جس نے ڈیڑھ سال کی ''عرق ریزی'' کے بعد حکومت کو اپنی رپورٹ پیش کی جس کے اہم نکات درج ذیل تھے:

---

--> کی لکھی ہوئی اسلامیات پڑھائی جا رہی ہے جس میں نبی اکرم ﷺ کا نام صرف ''محمد'' لکھا گیا ہے اور ان کی شبیہ بھی بنائی گئی ہے۔ سائنس کی کتابوں میں جانوروں اور انسانوں کے تولیدی عمل کو تصویروں کے ذریعہ دکھایا گیا ہے۔ لڑکیوں کو شلوار قمیص کے بجائے پینٹ پہنائی جاتی ہے۔ دوپٹہ اور اسکارف کا استعمال کرنا ممنوع ہے رمضان المبارک میں بھی ڈانس اور میوزک کے پروگرام ہو رہے ہیں غیر رمضان میں بھی میوزک کی کلاس لازمی کر دی گئی ہے۔ (اردو نیوز جدہ 28 اگست 2009) پاکستان کے بیشتر پرائیویٹ سکولوں میں یہی صورتحال ہے بلکہ بعض میں تو صورتحال اس سے بھی دو قدم آگے ہے۔

① آزادی کے 25 برس بعد پاکستان مخالف عناصر نے ''نظریہ پاکستان'' ایجاد کیا جسے زبردستی مسلم اور غیر مسلم بچوں کو پڑھایا جارہا ہے۔

② ہماری درسی کتب میں ہندوستان، اسرائیل اور برطانیہ کے خلاف نفرت بھری ہوئی ہے جو عالمی امن کے لئے بہت بڑا خطرہ ہے۔

③ ہماری نصابی کتب میں جنگ و جدل، جہاد اور شہادت کو بڑی اہمیت دی گئی ہے جس کے باعث دہشت گردی پروان چڑھی ہے اور مذاکرات کے ذریعہ مسائل حل کرنے کے رویئے جنم نہیں لے رہے۔

④ قرآن مجید کی تدریس غیر ضروری طور پر سب پر ٹھونسی جارہی ہے۔

⑤ اگرچہ قانونی طور پر اسلامیات کی تدریس غیر مسلموں کے لئے ضروری نہیں، لیکن انگریزی، اردو اور معاشرتی علوم جیسے لازمی مضامین میں بھی اسلامیات کے 25 فیصد اسباق نیز نماز اور وضو کے مسائل موجود ہیں جنہیں غیر مسلم پڑھنے کے پابند ہیں جو ان کے ساتھ بڑی زیادتی ہے۔

⑥ راجہ داہر کو لٹیرا، رہزن اور انتہائی ظالم جبکہ محمد بن قاسم رحمہ اللہ، محمود غزنوی رحمہ اللہ ہمارے ہیرو بنا کر پیش کئے گئے ہیں حالانکہ حقائق اس کے برعکس ہیں۔

⑦ محمود غزنوی اور محمد غوری کے ساتھ رحمہ اللہ لکھ کر ہندوؤں کو ذہنی تکلیف پہنچائی جاتی ہے۔

⑧ پاکستان کے نظام تعلیم کو اسلامی رنگ میں رنگنے اور اسلامیات کی تعلیم لازمی قرار دینے پر زور دیا جاتا ہے جس کا خالقِ پاکستان محمد علی جناح رحمہ اللہ کے نظریات اور پاکستان کے اصل تصورات سے کوئی تعلق نہیں۔

ماہرین تعلیم کی رپورٹ کی روشنی میں مرتب کیا گیا ''روشن خیال'' اور ''اعتدال پسند'' نصاب تعلیم 2004ء میں طبع ہو کر مارکیٹ میں آیا تو اس کا ناک نقشہ یہ تھا:

① بیشتر مقامات سے قرآن حکیم کے اسباق نکال دیئے گئے۔ درجہ نہم کی اسلامیات میں سے خاص طور پر سورہ التوبہ نکالی گئی جس میں اہل ایمان کو جہاد پر ابھارا گیا ہے اور جہاد سے جی چرانے والے منافقوں کی خوب تذلیل کی گئی ہے۔[1]

[1] یاد رہے کہ سورہ توبہ کا دوسرا نام ''الفاضحہ'' (منافقوں کو رسوا کرنے والی سورت) بھی ہے۔ (الاتقان فی علوم القرآن)

② صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت پر مشتمل اسباق میں ''شہادت'' کی جگہ قتل کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔

③ محمد بن قاسم رحمہ اللہ کو جارح اور راجہ داہر کو مظلوم بنا کر پیش کیا گیا۔

④ شہیدوں اور غازیوں کے تذکروں پر مشتمل اسباق خارج کر دیئے گئے۔

⑤ بلوچستان ٹیکسٹ بک بورڈ کی کتب سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، ابونصر فارابی رحمہ اللہ، علامہ اقبال رحمہ اللہ اور میجر طفیل نشان حیدر سے متعلق اسباق نکال دیئے گئے۔ اسی طرح سندھ ٹیکسٹ بورڈ کی کتب سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا، کیپٹن سرور نشان حیدر، محمد علی جناح کے اقوال اور علامہ اقبال کی نظمیں نکال دی گئیں۔

دین بیزار اور ملحد مشرف ٹولہ نے اس سے بھی بڑھ کر وطن عزیز کے نظام تعلیم پر یہ ظلم کیا کہ وفاقی تعلیمی بورڈ (جس کے تحت پاکستان بھر میں 23 تعلیمی بورڈ کام کر رہے ہیں) کو ایک آرڈیننس کے ذریعے آغا خان ایجوکیشن بورڈ کے تحت کر دیا۔

آغا خان ایجوکیشن بورڈ نئی نسل کو کس ڈھب پر لانا چاہتا ہے، اس کا اندازہ اس سوالنامے سے لگایا جا سکتا ہے جو اس نے میٹرک اور انٹر کے طلباء و اساتذہ میں تقسیم کیا ہے اس کے چند سوال ملاحظہ فرمائیں۔

① پاکستان میں ایڈز کا سب سے خطرناک ذریعہ کیا ہے؟ غیر محفوظ جنسی تعلقات یا ہم جنس پرستی؟

② کیا آپ دوستوں سے گرل فرینڈ/ بوائے فرینڈ رکھنے کی خواہش کا اظہار کر سکتے ہیں؟

③ کیا آپ نے جنسی تعلقات استوار کر رکھے ہیں؟ اگر ہاں تو پہلی بار جنسی تعلقات استوار کرتے وقت آپ کی عمر کتنی تھی؟

④ کیا آپ شراب پیتے ہیں؟

⑤ آپ کے خیال میں ایک لڑکی کا شادی سے پہلے جنسی تعلقات رکھنا جائز ہے؟

یہ ہے جہالت، بے حیائی اور فحاشی کا وہ کلچر جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن مشرف ٹولہ زبردستی اسلامی جمہوریہ پاکستان پر مسلط کرنا چاہتا ہے۔[1]

[1] چلتے چلتے ایک نظر آغا خانی مذہب کے عقائد پر بھی ڈالتے چلیے۔ یہ بات یاد رہے کہ حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ (بن محمد باقر بن زین العابدین بن حضرت حسین رضی اللہ عنہ) کی اولاد میں سے دو بیٹوں کے نام موسیٰ کاظم اور اسماعیل تھے۔ حضرت موسیٰ کاظم کو امام ماننے والے کاظمی شیعہ کہلائے اور حضرت اسماعیل کو امام ماننے والے اسماعیلی شیعہ کہلائے۔ 1233ھ میں اسماعیلی فرقہ کے 45ویں امام خلیل اللہ دوم ایران میں قتل ہو گئے تو ان کے جانشین ہندوستان (ممبئی) میں سکونت پذیر ہو گئے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

جہاں ایک طرف نام نہاد روشن خیالی اور اعتدال پسندی کے نام پر عصری تعلیمی اداروں کے نصاب پر ڈاکہ ڈالا گیا وہاں دوسری طرف دینی مدارس کے طلباء کے بہتر مستقبل اور معاشی خوشحالی جیسے دلکش اور خوب صورت الفاظ کے پردے میں دینی مدارس میں عصری تعلیم پڑھانے پر بھی زور دیا گیا ہے۔ ہمارے نزدیک یہ دونوں اقدام دینی اعتبار سے انتہائی خطرناک مضمرات کے حامل ہیں۔ دینی تعلیم کے ساتھ عصری تعلیم کو شامل کرنے کا منصوبہ، پہلے منصوبہ سے بھی کہیں زیادہ مہلک اور خطرناک ہے جس کے دلائل درج ذیل ہیں:

① ہر آدمی جانتا ہے کہ آج کا دور تخصص (Specilisation) کا دور ہے جس میں ہر شخص علم کی کسی نہ کسی ایک لائن میں درجہ کمال تک پہنچنا ضروری سمجھتا ہے۔ مثلاً ایک میڈیکل ڈاکٹر کی اس وقت تک کوئی اہمیت نہیں ہوتی جب تک وہ کسی ایک مضمون میں تخصص نہ کرلے۔ مثلاً امراض چشم یا امراض

---

--> اوران کے ناموں کے ساتھ ''آغا خان'' کا لقب استعمال ہونے لگا، چنانچہ سلسلہ اسماعیلیہ کا 46 واں امام سید حسن علی شاہ آغا خان اول، علی شاہ آغا خان دوم، سلطان محمد شاہ آغا خان سوم اور موجودہ 49 امام پرنس کریم آغا خان چہارم کہلائے۔ اسماعیلیہ ایسوسی ایشن برائے ہند (ممبئی) کی مطبوعہ کتب کے مطابق اسماعیلیہ (یا آغا خانی) مذہب کے اہم عقائد درج ذیل ہیں:

① ہمارا کلمہ یہ ہے اَشْھَدُ اَنَّ لاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ اَشْھَدُ اَنَّ عَلِیَّ اللّٰهِ ② ہمارے لئے وضو نہیں ہمارا دل کا وضو ہے ③ نماز کی جگہ ہر آغا خانی جماعت خانے میں تین مرتبہ حاضر ہو کر دعا کرے ہماری دعا میں قیام اور رکوع کی ضرورت نہیں نہ ہی قبلہ رخ ہونے کی ضرورت ہے۔ ④ روزہ۔ آنکھ، کان اور زبان کا ہوتا ہے۔ کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہمارا روزہ سوا پہر کا ہوتا ہے جو صبح دس بجے کھل جاتا ہے وہ بھی اس کے لئے جو رکھنا چاہتا ہے کیونکہ روزہ فرض نہیں۔ ⑤ ہم زکاۃ کے بجائے اپنی آمدنی کا بارہ فیصد جماعت خانے میں جمع کراتے ہیں جو فرض ہے۔ ⑥ ہمارا حج حاضر امام کا دیدار ہے ⑦ مرتضیٰ علی اپنی قدرت سے ہمارے گناہ معاف کر کے جنت میں بھیج سکتے ہیں۔ ⑧ قرآن کے چالیس پارے ہیں جن میں سے تیس پارے اس دنیا میں اور دس پارے ہمارے امام کے گھر میں ہیں۔ ⑨ حاضر امام ہمیں ایک بول (اسم اعظم) دیتے ہیں جس کے عوض ہم 75 روپے ادا کرتے ہیں جس کی عبادت ہم رات کے آخری حصہ میں کرتے ہیں۔ 5 سال کی عبادت معاف کرانے کے لئے ہم 500 روپے 12 سال کی عبادت معاف کرانے کے لئے 1200 روپے دیتے ہیں اور عمر بھر کی عبادت معاف کرانے کے لئے 5 ہزار روپے جماعت خانوں میں دیتے ہیں۔ مذہبی عقائد کے بعد ایک نظر آغا خانی مذہب کے سیاسی عقائد پر بھی ڈالتے چلیئے۔ آغا خان سوئم فرماتے ہیں ''ہمارے سارے روحانی بچوں کا مذہبی اور معاشرتی فرض اولین ہے کہ اپنی پوری وفاداری اور مکمل طاقت سے برٹش حکومت سے تعاون کریں۔ سلطنت (برطانیہ) ہمارے مذہب، مقصد اور آزادی کی محافظ ہے اس لئے اس وقت پورے خلوص اور وفاداری کے ساتھ اس کی لامتناہی خدمات انجام دینی چاہئیں۔''

اخباری اطلاعات کے مطابق آغا خان پاکستان کے شمالی علاقوں میں اسماعیلی ریاست قائم کرنا چاہتے ہیں۔ چترال میں اسماعیلی نوجوانوں پر مشتمل فوج بنالی گئی ہے اور اسماعیلی ریاست کا قومی نشان، قومی پرچم اور قومی ترانہ بھی تیار کیا جا چکا ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ہفت روزہ تکبیر، کراچی 25 فروری 1988ء

جلد یا امراض قلب یا امراض تنفس وغیرہ ......پھر آخر دینی مدارس کے طلباء پر ہی یہ الٹا جبر کیوں کہ وہ قرآن وحدیث کا علم بھی حاصل کریں اور اس کے ساتھ ساتھ سائنس اور ٹیکنالوجی کا علم بھی حاصل کریں جس طرح ایک ڈاکٹر سے یہ مطالبہ کرنے والا بے وقوف اور احمق ہی کہلائے گا کہ اس نے ڈاکٹری کے ساتھ ساتھ صرف ونحو کی تعلیم حاصل کیوں نہیں کی یا انجینئر نگ کی تعلیم حاصل کرنے والے انجینئر نے قانون کی تعلیم حاصل کیوں نہیں کی، اسی طرح دینی مدارس کے طلباء سے یہ مطالبہ کرنے والا بھی یقیناً بے وقوف اور احمق ہی کہلائے گا کہ دینی مدارس کے طلباء، قرآن وحدیث کی تعلیم کے ساتھ کمپیوٹر اور سائنس کی تعلیم حاصل کیوں نہیں کرتے۔اگر دنیاوی علوم میں تخصص کرنا ضروری ہے تو پھر دینی علوم میں تخصص کرنا کیوں ضروری نہیں؟

② آج اپنے بچوں کو دینی مدارس میں بھیجنے والے والدین اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ یہ راستہ خود ان کے لئے اور ان کی اولاد کے لئے قربانی، ایثار، فقر وفاقہ اور درویشی کا راستہ ہے جسے وہ خالص اللہ کی رضا کے لئے دل وجان سے قبول کرتے ہیں۔وہی طلباء جب قرآن وحدیث کے علوم سے بہرہ مند ہوکر عملی زندگی میں قدم رکھتے ہیں تو اپنی ساری ساری زندگیاں برضا ورغبت مساجد اور مدارس کی خدمت میں کھپا دینا ہی ان کا مقصد حیات ہوتا ہے،لیکن انہی طلباء کے سامنے جب دنیاوی تعلیم کی وجہ سے دنیا کمانے کا آپشن بھی موجود ہوگا تو پھر ان میں سے کتنے حوصلہ مند، ایثار پیشہ اور درویش منش ایسے ہوں گے جو پرکشش دنیاوی مفادات اور مراعات پر مشتمل زندگی کے مقابلہ میں روکھی سوکھی اور فقر وفاقہ کی زندگی کو ترجیح دیں گے؟

③ دینی مدارس کے ماہرین تعلیم اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں کہ اگر کسی مدرسہ میں ایک سو طلباء تعلیم حاصل کررہے ہیں تو ایسا کبھی نہیں ہوا کہ سو کے سو طلباء ہی عالم فاضل بن کر مدرسہ سے نکلیں۔بعض بچے عدم دلچسپی کی وجہ سے،بعض کند ذہنی کی وجہ سے،بعض اپنی گھریلو مجبوریوں کی وجہ سے،بعض دیگر وجوہات کی بناء پر راستہ میں ہی اپنی تعلیم کا سلسلہ ترک کردیتے ہیں۔کہہ لیجئے کہ 50 فیصد طلباء اپنی تعلیم مکمل کر پاتے ہیں ان طلباء میں سے بھی عملی زندگی میں ہر کوئی اپنے مزاج، استطاعت، علمی قابلیت اور رغبت کے مطابق اپنے اپنے راستے کا انتخاب کرتا ہے۔کہہ لیجئے کہ 20 فی صد طلباء صحیح معنوں میں اپنے علم کا حق ادا کرتے ہیں اور مسند دعوت وارشاد پر متمکن ہوکر عوام الناس کے لئے نفع

بخش ثابت ہوتے ہیں۔ دنیاوی علوم سے بہرہ مند ہونے کے بعد اس تعداد میں مزید کمی واقع ہوگی جو آہستہ آہستہ دعوت وارشاد کے میدان کو، جو پہلے ہی شدید قحط الرجال کا شکار ہے، مزید قحط الرجال سے دوچار کرنے کا باعث بنے گی۔

④ آج ہمارے دینی مدارس صرف دینی تعلیم کا اہتمام کررہے ہیں ان مدارس سے فارغ ہونے والے طلباء صرف، نحو، قرآن، حدیث اور فقہ وغیرہ پر مکمل عبور رکھتے ہیں اور قابل رشک حد تک دینی علوم میں راسخ ہوتے ہیں جو چند سال کی درس وتدریس اور تعلیم وتعلم کے بعد شیخ القرآن، شیخ الحدیث، مفتی، مجتہد وغیرہ کے اعلیٰ مناصب تک پہنچ کر ملت اسلامیہ کی راہنمائی فرماتے ہیں، لیکن انہی مدارس سے جب دینی تعلیم کے ساتھ دنیاوی تعلیم کے حامل طلباء فارغ ہوں گے تو مان لیجئے وہ دینی تعلیم کے ساتھ سائنسی علوم سے بھی آگاہ ہوں گے، کمپیوٹر سے بھی آگاہ ہوں گے، ٹیکنالوجی کی شدھ بدھ بھی آجائے گی، لیکن کیا وہ دینی علوم میں بھی اتنا ہی درک رکھنے والے ہوں گے یا اتنے ہی راسخ فی العلم ہوں گے جتنے ان سے پہلے علماء وفضلاء درک رکھتے تھے یا راسخ فی العلم تھے؟ کیا وہ علم، ایمان، تقویٰ، خلوص اور صالحیت کے اعتبار سے مسند اجتہاد اور فتویٰ پر فروکش ہونے کے اہل ثابت ہوں گے؟ کہیں ایسا تو نہیں ہوگا کہ ''آدھا تیتر آدھا بٹیر'' کا راستہ اختیار کرنے کے نتیجہ میں چالیس پچاس برس بعد ہمارے دینی مدارس اور جامعات (اللہ نہ کرے) شیخ القرآن، شیخ الحدیث، مفتی اور مجتہد پیدا کرنے سے بانجھ ہوجائیں؟

⑤ اگر حکومت کو واقعی دینی مدارس کے طلباء کے مستقبل اور روزگار کی فکر ہے تو وہ دینی مدارس میں طب نبوی کی تعلیم کی سرپرستی کیوں نہیں کرتی جس کا دینی علوم سے گہرا رشتہ بھی ہے؟ ماضی میں علم طب ہمارے دینی مدارس میں پڑھایا بھی جاتا تھا اور آج بھی دینی مدارس سے فارغ ہونے والے بیشتر طلباء کا رجحان طب نبوی کی طرف ہوتا ہے۔ کیا اچھا روزگار صرف کمپیوٹر یا جدید ٹیکنالوجی سے ہی وابستہ ہے؟

⑥ ہمارے نزدیک دینی مدارس میں دینی اور عصری تعلیم کو یکجا نہ کرنے کی سب سے اہم دلیل یہ ہے کہ یہ فارمولا ائمہ کفر کی طرف سے آیا ہے جو اسلام اور مسلمانوں کے ازلی دشمن ہیں اور بڑی عیاری اور مکاری کے ساتھ اپنی سازشوں کا آغاز انتہائی بے ضرر اور دلفریب تجاویز سے کرتے ہیں اور پھر قدم

بقدم اپنے اہداف کی طرف بڑھتے رہتے ہیں۔افغانستان کی جنگ کو انتہائی مکاری اور عیاری کے ساتھ آہستہ آہستہ مکمل طور پر پاکستان میں منتقل کرنے کی زندہ مثال ہمارے سامنے ہے۔مسلمانوں کی مساجد اور مدارس کفار کے عزائم میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔قرآن وسنت کی تعلیم اور تدریس کے اس نظام کو وہ ہر قیمت پر غتر بود کرنا چاہتے ہیں۔ظاہر ہے وہ براہ راست تو یہ مطالبہ نہیں کرسکتے کہ اپنے دینی مدارس بند کرو یا اپنے بچوں کو قرآن وحدیث کی تعلیم نہ دو،لیکن یہ مقصد حاصل کرنے کے لئے انہوں نے مسلمانوں کو ''شوگر کوٹڈ'' راستہ دکھایا ہے جسے بعض حضرات نے بلاسوچے سمجھے قبول کرلیا ہے حالانکہ یہ وہی راستہ ہے جس کا تجربہ اس سے پہلے سرسید احمد خان کرچکے ہیں۔ 1868ء میں سرسید احمد خان انگلستان گئے اور 1870ء میں واپس ہندوستان تشریف لائے جہاں سے وہ مسلمانوں کو دینی تعلیم کے ساتھ عصری تعلیم پڑھانے کا نسخہ کیمیا بھی اپنے ساتھ لائے۔ 1877ء میں ایم اے او کالج کی بنیاد رکھی جس کا مقصدِ قیام یہ بتایا گیا ''فلسفہ ہمارے دائیں ہاتھ میں،نیچرل سائنس بائیں ہاتھ میں اور سر پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا تاج ہوگا۔''اس خوبصورت اور دلکش سہ نقاطی منشور کا نتیجہ کیا نکلا؟ خود سید صاحب کے الفاظ ہی عبرت حاصل کرنے کے لئے کافی ہیں۔فرماتے ہیں:''جو لوگ جدید تعلیم سے آراستہ ہوجاتے ہیں ان سے قومی بھلائی کی امید تھی،لیکن وہ خود شیطان اور بدترین قوم بنتے جارہے ہیں۔''[1]

حاصل کلام یہ ہے کہ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم پڑھانے کی تجویز کو معمولی یا بے ضرر تجویز نہ سمجھا جائے،ہماری ناقص رائے میں مساجد اور مدارس کے پورے نظام کو تباہ کرنے کے لئے ائمہ کفر کا یہ پہلا قدم ہے۔مشرف حکومت میں بھی مدارس کی رجسٹریشن پر بہت زور دیا گیا جس کی علماء کرام نے بھرپور مزاحمت کی۔اب نئی حکومت کے صدر نے امریکی صدر سے ملاقات کے بعد واشنگٹن میں ہی یہ ''مژدہ'' سنا دیا ہے کہ دینی مدارس سے متعلق اصطلاحات کے تحت حکومت بتدریج تمام مدارس کا کنٹرول سنبھال لے گی اور طلباء کو انتہا پسندوں سے علیحدہ کرکے انہیں دینی تعلیم کے ساتھ جدید تعلیم سے بھی بہرہ مند کرے گی۔[2]

اس کے ساتھ ہی یہ خبر بھی پڑھ لیجئے کہ بروکنگ انسٹی ٹیوٹ رینڈ کارپوریشن اور کانگریس ریسرچ

---

[1] ملاحظہ ہو تاریخ جماعت اسلامی،حصہ اول،از آباد شاہ پوری،صفحہ 73
[2] ہفت روزہ تکبیر،کراچی،20 مئی 2008ء

سروس کی رپورٹ کے مطابق پاکستان کو واضح طور پر یہ ہدایت کی گئی ہے ''پاکستان کو دینی مدارس اور مساجد کو ہر قیمت پر اپنے کنٹرول میں لانا چاہئے تاکہ انتہاء پسند سیاسی اور عسکری نظریات کی ترویج میں ان کا کردار ختم کیا جاسکے۔[1]

قارئین کرام! غور فرمایئے امریکی ڈکٹیشن اور صدر پاکستان کے بیان میں کوئی ذرہ برابر فرق ہے؟

پس یہ جان لیجئے کہ دینی تعلیم کے ساتھ عصری تعلیم لازمی کرنا محض ایک تجویز نہیں، مکمل سازش ہے جس کا اگلا قدم رجسٹریشن، حسابات کا آڈٹ اور حکومت کا دینی مدارس پر مکمل کنٹرول حاصل کرنا ہوگا جس کے بعد ہر دینی مدرسہ پر کسی حکومتی کارندے (کالج یا یونیورسٹی کے حاضر سروس یا ریٹائرڈ پروفیسر یا پرنسپل وغیرہ) کا تقرر ہوگا اس کے بعد تمام مدارس میں حکومت کا تیار کردہ ''معتدل'' نصاب تعلیم جاری کرنا حکومت کے لئے قطعاً مشکل نہ ہوگا۔

آخر میں ہم یہ وضاحت کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ دینی مدارس کے قدیم نصاب کو جدید دور کے تقاضوں کے مطابق ڈھالنے میں قطعاً کوئی حرج کی بات نہیں۔ یہ کام ہونا چاہئے، لیکن یہ کام دینی مدارس کے علماء، فضلاء اور شیوخ کو خود اپنی آزاد مرضی سے کرنا چاہئے نہ کہ حکومتی جبر کے تحت!

ہمیں امید واثق ہے کہ علماء کرام ائمہ کفر کی ان سازشوں سے پوری طرح آگاہ ہیں اور مساجد و مدارس کے معاملات میں کوئی فیصلہ کرتے وقت ان شاء اللہ مکمل بصارت اور بصیرت کا ثبوت دیں گے۔ اللہ ان کا حامی و ناصر ہو۔ آمین!

## صد آفریں اہل مدرسہ:

مسجد نبوی کی تعمیر کے ساتھ ہی رسول اکرم ﷺ نے جامعہ صفہ کی بنیاد ڈال دی تھی جس میں معلم اعظم ﷺ نے مسلمانوں کی تعلیم و تدریس کا آغاز بھی فرمادیا۔ جامعہ صفہ میں علم حاصل کرنے والی مقدس جماعت کے سرخیل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تھے جو ذخیرہ احادیث کے سب سے بڑے راوی ہیں، لیکن انہیں یہ علم حاصل کرنے کے لئے کیسی کیسی قربانیاں دینی پڑیں اس کا تذکرہ خود حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی زبان سے سنئے، فرماتے ہیں: ''میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں خیبر کے مقام پر (یعنی 7ھ میں) حاضر ہوا اس

[1] ماہنامہ اردو ڈائجسٹ، لاہور، جنوری 2006ء

وقت میری عمر تیس سال تھی پھر میں نے اپنا مستقل قیام رسول اللہ ﷺ کے پاس ہی رکھا، یہاں تک کہ آپ ﷺ کی وفات ہوگئی۔ مہاجرین بازار میں تجارت کرتے، انصار اپنی کھیتی باڑی میں مصروف رہتے اور میں حصول علم کے لئے کاشانہ نبوت پر حاضر رہتا۔ بھوک سے میرا یہ حال ہوتا کہ مسجد میں چکرا کر گر پڑتا لوگ سمجھتے شاید میں پاگل ہوں حالانکہ مجھے جنون سے کیا تعلق وہ تو بھوک کا اثر ہوتا تھا۔ اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں (بعض اوقات) بھوک کی وجہ سے میں جگر تھام کر زمین پر ٹیک لگا لیتا اور اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بھی تمام دنیاوی مفادات کو قربان کیا اور ہر وقت رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر رہتے حتیٰ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں صَاحِبُ النَّعْلَیْنِ وَالسَّوَاکِ وَالْوِسَادَۃِ (رسول اللہ ﷺ کے جوتے، مسواک اور تکیہ اٹھانے والا) کے نام سے مشہور ہوگئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے اس محبت اور رغبت سے قرآن مجید کا علم حاصل کیا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ’’عبداللہ اسی لہجے میں قرآن تلاوت کرتا ہے جس لہجے میں وہ نازل ہوا ہے جن چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ ﷺ نے قرآن مجید پڑھانے کی اجازت عطا فرمائی۔ ان میں سرفہرست حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے۔ قرآن و حدیث کا علم سیکھنے اور سکھانے کے لئے پڑھنے اور پڑھانے کے لئے اہل مدرسہ نے جو قربانیاں دیں جو مشقتیں اور مصیبتیں برداشت کیں وہ مسلمانوں کی تاریخ کا ایسا زریں باب ہے جس کی کوئی مثال کسی دوسری قوم میں نہیں ملتی۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے محض ایک حدیث کا علم حاصل کرنے کے لئے اونٹ خریدا، مدینہ منورہ سے شام تک کا ایک ماہ میں سفر طے کیا، حدیث بیان کرنے والے صحابی کو تلاش کیا اس سے حدیث سنی اور سنتے ہی واپس مدینہ منورہ لوٹ آئے۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے ایک حدیث خود سن رکھی تھی، لیکن اس میں کچھ شک محسوس کرنے لگے، محض اپنا شک دور کرنے کے لئے مدینہ منورہ سے مصر کا سفر کیا جہاں اس حدیث کے راوی حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ رہائش پذیر تھے۔ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے حدیث سنی اور اسی وقت اونٹ کا کجاوہ کھولے بغیر واپس مدینہ منورہ لوٹ آئے۔

جن لوگوں نے پہلے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم پر اپنے گھر بار، مال و منال اور جائیدادیں

چھوڑیں اور مدینہ منورہ پہنچے۔ انہی لوگوں نے آپ ﷺ کی حیات طیبہ کے بعد قرآن و حدیث کی تعلیم و تدریس کی خاطر ایک بار پھر اپنے گھر بار، مال ومنال اور کاروبار ترک کئے اور مفتوحہ علاقوں میں پہنچ کر دینی مدارس قائم کئے اور لوگوں کو **قال الله** اور **قال الرسول** کی تعلیم سے آشنا کیا۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے دمشق میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بصرہ میں اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے حمص میں مدارس قائم کئے۔

امام مکحول رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں مصر میں آزاد کیا گیا (حضرت مکحول رحمہ اللہ پہلے غلام تھے) آزادی کے بعد مصر کے تمام جید علماء سے علم حاصل کیا۔ اس کے بعد عراق پہنچا اور علم حاصل کیا اس کے بعد مدینہ آیا اور علم حاصل کیا پھر شام پہنچا اور وہاں علم حاصل کیا۔ شام میں تو مَیں نے گویا علم کو چھلنی میں چھان کے چھوڑا۔

امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ حصول علم کے لئے اپنے اسفار کی روائیداد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''پہلی دفعہ جب گھر سے نکلا تو سات سال تک مسلسل سفر میں رہا۔ شروع میں سفر کی طوالت میلوں میں شمار کرتا رہا، لیکن 3 ہزار میلوں کے بعد میں نے گننا ترک کر دیا۔ میں نے بحرین سے مصر، مصر سے رملہ (فلسطین)، رملہ سے طرطوس (شام) تک کا پیدل سفر کیا اس وقت میری عمر صرف 20 سال تھی۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے سولہ برس کی عمر میں اپنے بھائی اور والدہ صاحبہ کے ساتھ حج کی نیت سے مکہ مکرمہ کا سفر اختیار کیا۔ بھائی اور والدہ تو واپس اپنے وطن چلے گئے لیکن امام بخاری رحمہ اللہ (محمد بن اسماعیل) حصول علم کے لئے مکہ میں ہی رک گئے اور مکہ کے مشہور اساتذہ کرام سے استفادہ کیا۔ 2 سال بعد مدینہ منورہ کا سفر اختیار کیا اور وہاں کے کبار علماء سے علم حاصل کیا۔ مدینہ منورہ کے بعد بصرہ، اس کے بعد کوفہ، اس کے بعد بغداد، پھر شام، پھر مصر کا سفر اختیار کیا۔ علوم دینیہ کے ان مراکز سے استفادہ کے بعد خراسان (مشرقی ایران اور شمال مغربی افغانستان کا پرانا علاقہ)، مرو (ترکمانستان کے ایک شہر کا پرانا نام ہے جس کا نیا نام ماری ہے)، بلخ (افغانستان میں مزار شریف سے متصل علاقہ)، ہرات، نیشاپور، رَے (تہران کے جنوب میں واقع شہر) اور جبال (اسے عراقِ عجم بھی کہا جاتا ہے آج اس کا نوے فیصد حصہ ایران میں ہے اور دس فیصد حصہ عراق میں ہے) میں مختلف علماء وفضلاء سے استفادہ کیا۔ بعض سیرت نگاروں نے امام موصوف کے اساتذہ کرام کی تعداد 289 بتائی ہے۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے نیشاپور (جائے پیدائش) کے علماء سے فیض حاصل کرنے کے بعد خراسان کے

دیگر علماء سے استفادہ کیا اس کے بعد مزید علم حاصل کرنے کے لئے کوفہ، بغداد، بصرہ، بلخ، حجاز ( مکہ اور مدینہ )اور مصر کے سفر اختیار کئے۔

امام ابو داوٗد سجستانی رحمہ اللہ نے اپنے گاؤں سجستان کے بعد بصرہ، بغداد، کوفہ، حجاز، مصر، شام، خراسان، جزیرہ ( دجلہ اور فرات کا درمیانی علاقہ......آج اس کا کچھ حصہ ترکی میں، کچھ عراق میں اور کچھ شام میں ہے )، مرو، اور اصفہان کے علماء سے استفادہ کیا۔

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے خراسان، کوفہ، بغداد، مکہ، مدینہ، مصر، شام، بصرہ اور رے کے سفر اختیار کئے۔

امام دارمی رحمہ اللہ نے حصول علم کے لئے اتنے طویل اور لمبے سفر کئے کہ کتب سیر میں انہیں ''صاحب رحلت اسفار'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

حافظ ابوزرعہ رحمہ اللہ نے حصول علم کے لئے مکہ، مدینہ، عراق، شام، جزیرہ، خراسان اور مصر کے مسلسل سفر اختیار کئے۔

یہ بات یاد رہے کہ یہ تمام سفر اکثر و بیشتر پیدل ہوتے نیز ان ممالک میں حصول علم کے طلاب کا قیام محض چند ہفتوں یا چند مہینوں پر مشتمل نہ ہوتا بلکہ کئی کئی سال قیام کرنا پڑتا۔ امام مالک بن انس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ طالب علم کو ایک ایک استاد کے پاس تیس تیس سال تک حاضری دینی پڑتی تب کہیں جا کر وہ علم سیکھتا۔ حضرت نافع بن عبداللہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں امام مالک رحمہ اللہ کے پاس چالیس یا پینتیس سال تک بیٹھا رہا۔ روزانہ صبح کو بھی حاضر ہوتا۔ دو پہر کو بھی پھر پچھلے پہر بھی۔ (حلیۃ الاولیاء، صفحہ 320)

امام زہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں میں نے اپنے استاد سعید بن المسیب رحمہ اللہ کے زانو سے زانو ملا کر آٹھ سال گزارے۔ (حلیۃ الاولیا، ج1، صفحہ 362)

حضرت عکرمہ مولی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ایک آیت کے شان نزول کی خاطر چودہ سال تک مارا مارا پھرتا رہا بالآخر اس کا پتہ لگا کے چھوڑا۔ (فتح القدیر، ج1، صفحہ 4)

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے گیارہ سو اساتذہ سے، امام مالک بن انس رحمہ اللہ نے نو سو اساتذہ سے، ابو نعیم اصفہانی رحمہ اللہ نے آٹھ سو اساتذہ سے، ابن عساکر رحمہ اللہ نے تیرہ سو اساتذہ سے علم حاصل کیا۔ وعلی ہذا القیاس!

اہل مدرسہ کے واقعات پڑھ کر کسی کو یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے کہ اس زمانے میں اہل مدرسہ مالی

اعتبار سے بڑے فارغ البال اور خوشحال تھے۔ تب انہوں نے اتنے طول طویل اور اکٹھن سفر اختیار کئے، نہیں، اللہ کی قسم ایسا ہرگز نہیں تھا یہ تو محض علم دین حاصل کرنے کا شوق اور جذبہ تھا جس نے انہیں ہر طرح کے مصائب و آلام، دکھ اور رنج، فاقے اور بیماریاں جھیلنے کی ہمت اور حوصلہ عطا کر رکھا تھا وہ سمجھتے تھے کہ دین کا علم حاصل کرنے میں یہ مراحل آنے ضروری ہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے ''علم میں کمال اسی وقت پیدا ہوتا ہے جب طالب علم فقر و فاقہ کا مزہ چکھے۔'' حضرت امام مالک رحمہ اللہ کے استاد حضرت ربیعہ نے علم حاصل کرنے کے لئے اپنے گھر کے چھت کی کڑیاں تک فروخت کر دیں اس کے بعد ان پر فقر و فاقہ کا ایک ایسا وقت بھی آیا کہ انہیں کوڑے کرکٹ کے ڈھیر سے کھجوریں اٹھا اٹھا کر کھانا پڑیں۔ حضرت یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (فن رجال کے امام) کے والد امیر آدمی تھے۔ ساڑھے دس لاکھ درہم کی وراثت اپنے بیٹے کے لئے چھوڑی، لیکن حضرت یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے یہ ساری رقم علم حدیث کے حصول میں صرف کر دی حتی کہ نوبت یہاں تک آ پہنچی کہ پاؤں میں پہننے کے لئے جوتے تک نہ رہے اور ننگے پاؤں چلتے رہے۔

بصرہ میں قیام کے دوران امام بخاری رحمہ اللہ پر فقر و فاقہ کا وہ وقت بھی آیا جب ان کے پاس کوئی ایسا لباس نہیں تھا جسے پہن کر باہر نکل سکیں۔ چند دن تک جب امام صاحب رحمہ اللہ مدرسہ سے غیر حاضر رہے تو طلباء نے گھر آ کر معلوم کرنا چاہا، دیکھا تو ایک اندھیری کوٹھڑی میں موجود ہیں، لیکن بدن پر ایسا لباس نہیں جسے پہن کر باہر نکل سکیں، چنانچہ طلباء نے مل کر رقم جمع کی اور امام صاحب رحمہ اللہ کو لباس خرید کر دیا تب مدرسہ میں آمد و رفت شروع کی۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ یمن میں حصول علم کے لئے گئے تو گزر بسر کرنے کے لئے ازار بند بُنتے اور فروخت کرتے رہے۔ یمن سے رخت سفر باندھنے لگے تو نانبائی کے مقروض تھے، قرض چکانے کے لئے پیسے نہیں تھے اس لئے جوتا دے کر قرض اتارا اور خود ننگے پاؤں روانہ ہو گئے۔ راستے میں اونٹوں پر بار لادنے اور اتارنے والے مزدوروں میں شریک ہو گئے جو مزدوری ملتی اس سے اپنی ضروریات پوری فرماتے۔'' (تاریخ دمشق، ج2)

اہل مدرسہ نے حصول علم کی خاطر صرف جانی اور مالی قربانیاں ہی نہیں دیں بلکہ اس مبارک سفر میں اپنے اپنے وقت کی جابر اور ظالم حکومتوں کے زہرہ گداز ظلم بھی برداشت کئے۔ حضرت سعید بن المسیب

رحمہ اللہ، حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ اور حضرت مسروق رحمہ اللہ کو اموی خلفاء نے اپنے جور وستم کا نشانہ بنایا۔

عباسی خلیفہ منصور نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو قاضی القضاۃ کا عہدہ پیش کیا، امام موصوف نے فرمایا ''اس عہدے کے لئے وہی آدمی موزوں ہوسکتا ہے جو آپ پر اور آپ کے شاہزادوں اور سپہ سالاروں پر قانون نافذ کر سکے مجھ میں یہ جان نہیں۔'' امام صاحب رحمہ اللہ کے بار بار انکار پر انہیں کوڑوں سے پٹوایا، جیل میں ڈال دیا، وہاں سے نکالا تو ایک مکان میں نظر بند کر دیا، نظر بندی کی حالت میں ہی امام صاحب رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔ امام مالک رحمہ اللہ نے جبری طلاق حرام ہونے کا فتویٰ دیا جس کا مطلب یہ تھا کہ شریعت میں جبری بیعت بھی باطل ہے۔ خلیفہ نے امام مالک رحمہ اللہ کو اس فتویٰ سے روکنا چاہا، لیکن آپ بدستور یہ فتویٰ دیتے رہے۔ خلیفہ نے آپ کے کپڑے اتروا کر ستر کوڑے مروائے جس سے امام صاحب رحمہ اللہ کی پشت لہولہان ہوگئی، دونوں کندھے اتر گئے۔ کوڑے مارنے کے بعد امام موصوف کو زخمی حالت میں اونٹ پر بٹھا کر شہر میں گھمایا گیا۔ امام مالک رحمہ اللہ اسی حالت میں یہ اعلان فرماتے رہے ''جو مجھے جانتا ہے وہ تو جانتا ہی ہے، جو نہیں جانتا وہ بھی جان لے میں مالک بن انس ہوں اور فتویٰ دیتا ہوں کہ جبری طلاق حرام ہے۔''

ہارون الرشید کے عہد میں امام شافعی رحمہ اللہ گرفتار کئے گئے اور پیدل دارالخلافہ تک لائے گئے۔ حکومتی کارندے راستے میں امام موصوف کی تحقیر اور تذلیل کرتے رہے، امام موصوف نے اِسی عہد میں قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔

212ھ میں مامون الرشید نے ''خلق قرآن'' کے مسئلہ پر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو درس و تدریس اور افتا سے روک دیا، لیکن آپ اپنے موقف پر قائم رہے تو مامون نے گرفتار کرنے کا حکم دیا۔ امام احمد رحمہ اللہ کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر خلیفہ کے پاس لے جایا جا رہا تھا کہ اسی دوران مامون الرشید کا انتقال ہوگیا۔ مامون کے بعد اس کے بھائی معتصم باللہ کا عہد شروع ہوا اس وقت امام موصوف کی عمر 56 سال تھی۔ بڑھاپے کی دہلیز پر پہنچ چکے تھے، خلیفہ کے حکم پر امام صاحب رحمہ اللہ کو پاؤں میں بیڑیاں پہنائی گئیں۔ رمضان کے مہینے میں دھوپ میں بٹھا کر کوڑے مارے گئے۔ ایک جلاد دو کوڑے مارتا تو دوسرا تازہ دم جلاد آ کر دو کوڑے مارتا۔ امام احمد رحمہ اللہ صبر و استقامت کا پہاڑ بن کر ڈٹے رہے۔ جب بے ہوش ہو جاتے تو انہیں تلوار کی نوک چبھو کر ہوش میں لانے کی کوشش کی جاتی لیکن امام رحمہ اللہ شدید تکلیف کی وجہ سے بے حس و حرکت پڑے رہتے۔ معتصم کے بعد واثق کا دور بھی ایسے ہی ظلم

برداشت کرتے گزرا۔ مسلسل چودہ سال تک یہ ظلم برداشت کیا۔متوکل کے عہد میں رہا کئے گئے۔رہائی کے بعد 21 سال زندہ رہے۔کوڑوں کی تکلیف آخرعمر تک باقی رہی اوراسی حال میں 241ھ میں جان ، جان آفریں کے سپرد کردی۔

عمر کے آخری حصہ میں امام بخاری کوبھی حاکم بخارا کے عتاب کا نشانہ بننا پڑا۔ بخارا سے جلاوطن کئے گئے اور سمرقند کی ایک چھوٹی سی بستی ''فرتنگ'' میں اپنے بعض اعزہ نے انہیں پناہ دی۔امام موصوف نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی ''الٰہی !وسعت کے باوجود زمین میرے لئے تنگ ہوگئی ہے اب مجھے اپنے پاس واپس بلا لے۔'' چند دنوں بعد ہی نماز عشاء کے بعد خالق حقیقی سے جا ملے۔

پہلی اور دوسری صدی ہجری میں اہل مدرسہ نے اسلام کے لئے جو بے لوث قربانیاں دیں سچی بات یہ ہے کہ آج ہم ان کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

پہلی اور دوسری صدی ہجری میں مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ، کوفہ، بغداد، بصرہ، مصر، شام، یمن، بحرین اور خراسان کے عظیم الشان دینی مدارس سے فارغ ہونے والے علماء وفضلاء درس وتدریس، تعلیم وتعلّم اور دعوت وتبلیغ کے لئے دنیا کے کونے کونے میں پھیل گئے۔ [1] نہ اپنے گھر بار کی پروا کی، نہ اپنی جائیدادوں اور کاروبار کی پروا کی، نہ سفر کی بے پناہ صعوبتوں کو خاطر میں لائے نہ اپنے آرام اور آسائش کا خیال رکھا۔تنگی ترشی، فاقہ کشی، بیماری جو کچھ اس دوران پیش آیا، اسے نہایت اطمینان، سکون، اعلیٰ ظرفی اور عالی ہمتی سے برداشت کیا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ سلاطین اور حکمرانوں کی سرپرستی اور نوازشوں سے ہمیشہ اپنے آپ کو بے نیاز رکھا۔سیاست کے نشیب وفراز اور کشمکش سے الگ تھلگ رہے، حکومتوں کے عہدوں اور مناصب کا کبھی لالچ اور طمع نہ کیا۔مسلمانوں کے باہمی جنگ وجدال اور لڑائی جھگڑوں سے کوسوں دور رہے۔ظالم اور جابر حکمران، ملکوں، شہروں اور بستیوں کو اجاڑتے اور برباد کرتے رہے، لیکن اللہ کے ان سپاہیوں نے ہر جگہ اور ہر حال میں مساجد اور مدارس کی دنیا آباد رکھی۔گالیاں کھائیں، طعنے سنے، توہین اور تحقیر آمیز سلوک

---

[1] ہمیں بعض مورخین کے اس موقف سے قطعاً اتفاق نہیں کہ عرب تاجر تجارت کی غرض سے جن جن ملکوں میں پہنچے وہاں انہوں نے اسلام کی دعوت پہنچائی اور دنیا میں اسلام پھیلا۔ یہ موقف تاریخی حقائق کو مسخ کرنے کے مترادف ہے۔ہمیں اس بات سے انکار نہیں کہ مسلمان تاجر جہاں کہیں گئے ہوں گے انہوں نے اپنی بساط کے مطابق اشاعت اسلام کی کوشش کی ہوگی، لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ دنیا میں اسلام کی اشاعت عرب تجار کی مرہون منت نہیں ہے بلکہ ان مخلص اور بے لوث مدرسین، مبلغین اور معلمین کی مرہون منت ہے جو محض اشاعت اسلام کے جذبے سے اپنے گھروں سے نکلے اور اپنی ساری ساری زندگیاں اسی مقدس فرض کی بجا آوری میں کھپا دیں۔

برداشت کیا، جیلوں میں گئے، کوڑے کھائے، حتیٰ کہ اپنی جانوں کے نذرانے تک پیش کئے، لیکن قال اللہ اور قال الرسول کا علَم ہر حال میں بلند کئے رکھا ؎

بہار ہو کہ خزاں لا الٰہ الا اللہ

93ھ میں جب محمد بن قاسم رحمہ اللہ سندھ میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے تو اس سے قبل 41 معلمین اسلام برصغیر ہندو پاک میں تشریف لا چکے تھے۔[1] محمد بن قاسم رحمہ اللہ نے مفتوحہ علاقوں میں بہت سی مساجد تعمیر کرائیں۔ یہی مساجد نومسلموں کے تعلیمی مراکز بھی تھے۔ فتح سندھ کے بعد تو گویا مبلغین، معلمین اور مدرسین اسلام کی آمدورفت کا تانتا بندھ گیا۔ پورے برصغیر میں جا بجا قرآن وحدیث کی تعلیم وتدریس کے مدارس بننے لگے، جہاں مدارس نہیں تھے وہاں مساجد میں ہی یہ مقدس فریضہ سرانجام دیا جانے لگا۔ برصغیر میں مساجد اور مدارس کی تاریخ بہت طویل ہے جس کا ذکر یہاں ممکن ہے نہ محل، ماضی قریب یعنی بارہویں تیرہویں صدی ہجری میں شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ، حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ اور ان کے فرزندان گرامی (شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ، شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ، شاہ رفیع الدین رحمہ اللہ، اور شاہ عبدالغنی رحمہ اللہ) شاہ محمد اسحٰق دہلوی رحمہ اللہ، سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ، ایسی سعادت مند ہستیاں تھیں جنہوں نے بتکدۂ ہند کو قال اللہ اور قال الرسول کی تعلیمات سے آشنا کیا۔ ان علماء وفضلاء کی بے لوث اور مخلصانہ جدوجہد، ایثار، قربانی اور شب وروز محنت کے نتیجہ میں الحمدللہ آج برصغیر ہندو پاک میں بلا مبالغہ لاکھوں کی تعداد میں مساجد اور مدارس کے ایسے خدمت گاروں کی مقدس جماعت موجود ہے جس نے اسلام کی خاطر اپنی زندگیاں وقف کر رکھی ہیں جنہوں نے اپنے سارے مادی اور معاشی مفادات کو اسلام کے لئے قربان کر رکھا ہے جن کی زندگیوں کا اوڑھنا اور بچھونا مساجد اور مدارس میں آنے والے مسلمانوں کو وعظ ونصیحت کرنا، باقاعدگی سے روزانہ پانچ وقت صدائے اللہ اکبر بلند کرنا، نماز باجماعت کا اہتمام کرنا، اسلامی تعلیمات کی روشنی میں مسلمانوں کی رہنمائی کرنا اور ان کے بچوں کو صبح وشام قرآن وحدیث پڑھانا اور یاد کرانا ہے۔

اہل مدرسہ کی صدیوں پرانی قابل تحسین خدمات کا تذکرہ ہم یہاں ایک اور پہلو سے بھی کرنا چاہتے ہیں۔

عام طور پر خواص وعوام میں یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ یہودی اور عیسائی بڑی لائق فائق اور ذہین وفطین

---

[1] ان معلمین اسلام کے اسمائے گرامی کے لئے ملاحظہ ہو ''برصغیر میں اہل حدیث کی آمد'' از مولانا محمد اسحٰق بھٹی۔

قومیں ہیں۔ہمیں اعتراف ہے کہ آج کے مادی دور میں ان قوموں نے بڑی ترقی کی ہے۔معاشی اعتبار سے پوری دنیا پنجہ یہود میں ہے۔ذرائع ابلاغ پرمکمل طور پر یہودیوں کا کنٹرول ہے،لیکن لمحہ بھر کے لئے غور فرمایئے کہ ان ذہین وفطین قوموں نے اپنے دین کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟

تین چار ہزار سال گزرنے کے باوجود بتایئے آج حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سیرت طیبہ پر مشتمل کتنی کتب دنیا میں پائی جاتی ہیں؟ شاید ایک بھی نہیں۔اس ذہین وفطین قوم نے اپنے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سنت مطہرہ پر مشتمل کوئی مجموعہ مرتب کیا ؟ ایک بھی نہیں۔پوری دنیا میں تورات شریف کا کوئی ایک ہی حافظ بتایئے۔ایک بھی نہیں۔

اور یہ تو مسلمہ امر ہے کہ پوری دنیا کو انگلیوں پر نچانے والی یہ ذہین وفطین قوم اپنی کتاب مقدس تک کی حفاظت نہیں کرسکی۔اسی ''لائق وفائق'' قوم نے اپنے نبی کے دس بیس تو کیا کسی ایک صحابی کا نام تک محفوظ نہیں کیا۔

دین کے معاملہ میں عیسائیوں کا حال بھی یہودیوں سے کچھ مختلف نہیں۔غور فرمایئے آج حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سیرت طیبہ پر مشتمل کتنی کتب دنیا والوں کو میسر ہیں؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سنت مطہرہ پر مشتمل کون سا مجموعہ عیسائیوں کے پاس ہے؟ تورات شریف کی طرح انجیل کا بھی دنیا میں کوئی ایک ہی حافظ موجود ہو؟ تورات شریف کی طرح انجیل کے بارے میں بھی یہ امر مسلمہ ہے کہ وہ محرف ہے۔یہودی علماء کی طرح عیسائی علماء بھی اپنی کتاب مقدس کی حفاظت نہیں کرسکے۔یہودیوں کی طرح عیسائی بھی اپنے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کسی ایک صحابی تک کے حالاتِ زندگی محفوظ نہیں کرسکے۔[1] تابعین اور تبع تابعین کی بات تو بہت دور کی ہے۔

یہودیت اور عیسائیت کے مقابلہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے تمام حالات مکمل تفصیل کے ساتھ کتب سیر میں موجود ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا ایک ایک لمحہ، ایک ایک دن مکمل حوالوں کے ساتھ موجود ہے۔بلا مبالغہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے موضوع پر مختلف زبانوں میں مرتب کی جانے والی کتب کی تعداد ہزاروں نہیں، لاکھوں سے متجاوز ہے۔اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم

[1] یاد رہے کہ اناجیل اربعہ کے چاروں مرتبین لوقا، متی، مرقس اور یوحنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عہد کے نہیں بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے کم از کم دو تین سو سال بعد کے ہیں۔

کی سنت مطہرہ پر مشتمل مجموعوں کی تعداد بھی سینکڑوں سے متجاوز ہے جن میں آپ ﷺ کی حیات طیبہ کا بڑے سے بڑا اور چھوٹے سے چھوٹا عمل مکمل سندوں کے ساتھ محفوظ ہے۔ سندوں کی صحت کا حکم لگانے کے لئے راویوں پر جرح اور تعدیل کا الگ علم وضع کیا گیا ہے۔ جس کے تحت کم و بیش پانچ لاکھ انسانوں کے حالات زندگی قلم بند کئے گئے ہیں۔ سب سے عظیم الشان کارنامہ مقدس کتاب ......قرآن مجید...... کی حفاظت کا ہے جس کا ایک ایک لفظ اور ایک ایک شوشہ چودہ سو سال بعد بھی اسی طرح من وعن موجود ہے جس طرح عہد نبوی میں تھا۔ کتاب مقدس کے لاکھوں نہیں کروڑوں حفاظ دنیا کے کونے کونے میں موجود ہیں جن کے سینوں میں قرآن مجید اسی صوتی انداز میں موجود ہے جس صوتی انداز میں حضرت جبریل امین علیہ السلام نے رسول اکرم ﷺ کے قلب مبارک پر نازل فرمایا تھا۔ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کے بعد آج الحمدللہ آپ ﷺ کے ایک لاکھ سے زائد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات زندگی محفوظ ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد ہزاروں تابعین اور تبع تابعین کے حالاتِ زندگی بھی محفوظ ہیں تو پھر بتایئے کہ دنیا کی سب سے عظیم (Super) قوم یہودی اور عیسائی ہیں یا مسلمان؟ دنیا کی سب سے زیادہ لائق فائق قوم یہودی اور عیسائی ہیں یا مسلمان؟ دنیا کی سب سے زیادہ ذہین وفطین قوم یہودی اور عیسائی ہیں یا مسلمان؟ یقیناً مسلمان قوم!

مسلمان قوم کو یہ اعزاز کس گروہ کے باعث حاصل ہوا؟ مسلمان حکمرانوں کے باعث یا مسلمان سیاستدانوں کے باعث یا مسلمان تاجروں کے باعث یا مسلمان سائنس دانوں کے باعث یا مسلمان ڈاکٹروں کے باعث یا مسلمان انجینئروں کے باعث یا جدید ٹیکنالوجی کے ماہرین کے باعث؟ ......نہیں، ہرگز نہیں!......صرف اور صرف اہل مساجد اور اہل مدارس کے باعث......پس صد آفریں اے اہل مساجد و مدارس! تم ہی دراصل ''خیر اُمت'' ہو، تم ہی ''امت وسط'' ہو، تم ہی پوری اُمتِ مسلمہ کے ماتھے کا جھومر ہو، تم ہی اُمت کے لئے باعث عز وافتخار ہو...... پوری اُمت آپ کی شکر گزار اور ممنونِ احسان ہے اور آپ کو خراج عقیدت پیش کرتی ہے۔

آخر میں ہم اپنے حکمرانوں سے یہ درخواست کریں گے کہ وہ بھی ان حقائق پر غور فرمائیں۔ دین کے ان محافظوں اور اُمت کے محسنوں پر بے جا پابندیاں عائد نہ کریں۔ ان بوریہ نشین اور درویش لوگوں کو اپنا کام کرنے دیں۔ گزشتہ چودہ سو سالہ تاریخ کی گواہی یہی ہے کہ جس نے ان اللہ والوں سے ٹکر لی وہ خود

خائب و خاسر اور نامراد ہوا اور اللہ والوں کا یہ قافلہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہا۔تاریخ سے سبق حاصل کرنا ہی عقلمندی ہے!

## جامعہ محمدیہ سے جامعہ صُفَّہ تک:

اللہ تعالیٰ نے چونکہ قیامت تک کے لئے اپنے دین کی حفاظت کا وعدہ فرما رکھا ہے اس لئے قرآن وحدیث پڑھنے پڑھانے والے خوش نصیب اور سعادت مند اساتذہ اور تلامذہ کی مقدس جماعت ہر زمانے میں دنیا کے ہر خطے میں الحمدللہ موجود رہی ہے اوران شاء اللہ قیامت تک موجود رہے گی۔

محترم والد حافظ محمد ادریس کیلانی رحمہ اللہ (1341 تا 1413ھ) نے اپنے تعلیمی سفر کا آغاز 1355ھ میں جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ (پاکستان) سے کیا ان کے اساتذہ کرام میں جلیل القدر محدث مولانا ابوالطیب محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ بھی شامل تھے۔[1] جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ کے اس نابغہ روزگار محدّث سے لے کر جامعہ صفہ مدینہ منورہ کے معلم اعظم ﷺ تک چودہ صدیوں کے مبارک تدریسی اور تعلیمی سفر کی ایک جھلک ملاحظہ ہو۔

① شیخ ابوالطیب محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ (1330ھ تا 1408ھ) نے روایت کیا اپنے شیخ

② حافظ محمد محدث گوندلوی رحمہ اللہ (1315ھ تا 1405ھ) سے اور انہوں نے روایت کیا اپنے شیخ

③ حافظ عبدالمنان محدث وزیرآبادی رحمہ اللہ (1267ھ تا 1334ھ) سے اور انہوں نے روایت کیا اپنے شیخ

④ سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ (1220ھ تا 1320ھ) سے اور انہوں نے روایت کیا اپنے شیخ

⑤ شاہ محمد اسحٰق محدث دہلوی رحمہ اللہ (1197ھ تا 1262ھ) سے اور انہوں نے روایت کیا اپنے شیخ

⑥ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ (1159ھ تا 1239ھ) سے اور انہوں نے روایت کیا اپنے شیخ

⑦ شاہ ولی اللہ احمد محدث دہلوی رحمہ اللہ (1114ھ تا 1176ھ) سے اور انہوں نے روایت کیا اپنے شیخ

⑧ ابوالطاہر عبدالسمیع المدنی رحمہ اللہ (1081ھ تا 1145ھ) سے اور انہوں نے روایت کیا اپنے شیخ

⑨ ابراہیم الکردی رحمہ اللہ (1025ھ تا 1101ھ) سے اور انہوں نے روایت کیا اپنے شیخ

---

[1] جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ میں والد مرحوم کے دیگر عالی مرتبت اساتذہ کرام یہ تھے:① شیخ الحدیث حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ ② حضرت مولانا عبداللہ بھوجیانوی رحمہ اللہ ③ حضرت مولانا فضل الرحمٰن کلیم رحمہ اللہ۔

⑩ احمد القشاشی رحمہ اللہ (991ھ تا 1071ھ) سے اور انہوں نے روایت کیا اپنے شیخ

⑪ احمد بن عبدالقدوس الشناوی رحمہ اللہ (975ھ تا 1028ھ) سے اور انہوں نے روایت کیا اپنے شیخ

⑫ محمد بن احمد المحدث الرملی رحمہ اللہ (919ھ تا 1004ھ) سے اور انہوں نے روایت کیا اپنے شیخ

⑬ ابو یحییٰ زکریا بن محمد انصاری رحمہ اللہ (823ھ تا 925ھ) سے اور انہوں نے روایت کیا اپنے شیخ

⑭ حافظ احمد بن حجر العسقلانی رحمہ اللہ (772ھ تا 852ھ) سے اور انہوں نے روایت کیا اپنے شیخ

⑮ ابراہیم بن محمد التنوخی رحمہ اللہ (709ھ تا 800ھ) سے اور انہوں نے روایت کیا اپنے شیخ

⑯ احمد بن ابی طالب الحجار رحمہ اللہ (وفات: 730ھ) سے اور انہوں نے روایت کیا اپنے شیخ

⑰ حسین بن مبارک الزبیدی رحمہ اللہ (546ھ تا 631ھ) سے اور انہوں نے روایت کیا اپنے شیخ

⑱ عبدالاول بن عیسیٰ الہدوی رحمہ اللہ (458ھ تا 553ھ) سے اور انہوں نے روایت کیا اپنے شیخ

⑲ عبدالرحمٰن بن مظفر الداوَدی رحمہ اللہ (374ھ تا 476ھ) سے اور انہوں نے روایت کیا اپنے شیخ

⑳ عبداللہ بن احمد السرخسی رحمہ اللہ (293ھ تا 381ھ) سے اور انہوں نے روایت کیا اپنے شیخ

㉑ محمد بن یوسف بن مطر الفربری رحمہ اللہ (231ھ تا 320ھ) سے اور انہوں نے روایت کیا اپنے شیخ

㉒ **محمد بن اسماعیل البخاری** رحمہ اللہ (194ھ تا 256ھ) سے اور انہوں نے روایت کیا اپنے شیخ

㉓ مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ (125ھ تا 215ھ) سے اور انہوں نے روایت کیا اپنے شیخ

㉔ یزید بن ابی عبید رحمہ اللہ (......وفات 46ھ) سے اور انہوں نے روایت کیا اپنے شیخ

㉕ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ (7 نبوت تا 74ھ) سے اور انہوں نے کہا میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے[1]: ((مَنْ يَقُلْ عَلَيَّ مَالَمْ اَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ))[2]

ترجمہ: ''جس شخص نے مجھ سے ایسی بات منسوب کی جو میں نے نہیں کہی، وہ اپنا ٹھکانہ آگ میں بنالے۔''

قارئین کرام! غور فرمایئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اہل مسجد اور اہل مدرسہ کے ذریعے ہمارے دین کو کس حیرت انگیز طریقے سے محفوظ فرما دیا ہے۔ آج چودہ سو سال بعد بھی اگر کوئی شخص قرآن مجید کی کسی آیت یا ذخیرۂ حدیث کی کسی حدیث کی صحت کے بارے میں تحقیق کرنا چاہے تو پورے اطمینان کے ساتھ

---

[1] ہفت روزہ الاعتصام، لاہور، اشاعت خاص بیاد مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ، مارچ 2005ء، صفحہ نمبر 260-261

[2] بخاری. كتاب العلم. باب إثم من كذب على النبيٍّ. رقم الحديث 109

بلا تامل کرسکتا ہے۔

بلا شبہ اہل مسجد اور اہل مدرسہ ہی وہ مقدس گروہ ہے جس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَأُولَـٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُم مَّشْكُورًا ○﴾ ترجمہ: ''یہی وہ لوگ ہیں جن کی محنت اور کوشش قابل قدر ہے۔'' (سورہ بنی اسرائیل، آیت 19) اور یہ کہ ﴿لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ○﴾ ترجمہ: ''قیامت کے روز وہ لوگ اپنی محنت اور کوشش پر شاداں وفرحاں ہوں گے۔'' (سورہ الغاشیہ، آیت 9) اور یہ کہ ﴿وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ○ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ○﴾ ترجمہ: ''بعض چہرے اس روز چمکتے ہوں گے، ہنستے مسکراتے اور خوش باش ہوں گے۔'' (سورہ عبس، آیت 38 تا 39)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کروڑ ہا کروڑ رحمتیں نازل ہوں اہل مسجد اور اہل مدرسہ کے اس مبارک اور عالی مرتبت گروہ پر جس نے ماضی میں حفاظتِ دین کا مقدس فریضہ سرانجام دیا اور اس گروہ پر بھی جو آج یہ مقدس فریضہ سرانجام دے رہا ہے اور اُس گروہ پر بھی جو مستقبل میں یہ مقدس فریضہ سرانجام دے گا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ امتِ مسلمہ کے ان محسنوں کو اپنوں اور غیروں کی سازشوں اور دسیسہ کاریوں سے محفوظ فرمائے۔ ظالموں اور جابروں کے ظلم اور جبر سے اپنی پناہ میں رکھے اور ہمیشہ اپنی نصرت اور تائید سے نوازتا رہے۔ آمین!

## عذابِ الٰہی کو ٹالنے کی صورت:

اسلامی جمہوریہ پاکستان آج سے کم وبیش 60 سال قبل دوقومی نظریہ کی بنیاد پر معرض وجود میں آیا اس کے لئے مسلمانوں کو کیسی کیسی قربانیاں دینی پڑیں اس کے تصور سے ہی رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ معصوم بچوں کو ذبح کیا گیا، نیزوں پر اچھالا گیا، زندہ جلایا گیا، نہ معلوم کتنی عفت مآب خواتین کی بے حرمتی کی گئی، چھاتیاں کاٹی گئیں، پیٹ پھاڑے گئے، نومولود بچوں کو خنجروں اور نیزوں میں پرویا گیا۔ کتنے مکان ،مکینوں سمیت جلا دیئے گئے ،مہاجرین کے قافلوں کو جابجا لوٹا گیا، بیشتر کو موت کے گھاٹ اتارا گیا، جابجا لاشوں کے ڈھیر، راستے خون سے رنگین، مکانات کھنڈر، بستیاں ویران، ہر طرف تباہی اور بربادی کے المناک مناظر جنہیں بیان کرتے ہوئے یا پڑھتے ہوئے کلیجہ پھٹنے لگتا ہے۔

برصغیر کے مسلمانوں نے یہ ساری قربانیاں اس امید پر دیں کہ ایک ایسا ملک معرض وجود میں آئے

گا جہاں اسلامی قانون نافذ ہوگا اور مدینہ منورہ کی طرز پر ایک اسلامی ریاست قائم ہوگی، لیکن افسوس اسلامی قوانین کا نفاذ تو رہی دور کی بات، 25 سال بعد ہمارے حکمران اُس وعدے سے ہی منحرف ہو گئے جس کی بنیاد پر پاکستان معرضِ وجود میں آیا تھا۔ بڑی ڈھٹائی اور بے حیائی سے حکمرانوں نے صاف صاف کہنا شروع کر دیا کہ پاکستان بنانے کا مقصد اسلامی ریاست ہرگز نہ تھا بلکہ معاشی اعتبار سے ایک خوشحال ملک بنانا مطلوب تھا۔اس خیانت اور بدعہدی کی ہمیں سزا یہ ملی کہ پاکستان دو ٹکڑے ہو گیا اور ایک بار پھر وہی قتل وغارت خون ریزی اور عصمت دری اور ظلم وستم کی داستانیں اپنے ہم وطن مسلمان بھائیوں کے ہاتھوں دہرائی گئیں جو پہلے غیروں کے ہاتھوں پیش آئی تھیں، لیکن ہم نے اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے کوئی سبق حاصل نہ کیا بلکہ اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے عہد کی بے وفائی میں پہلے سے زیادہ بے باک ہو گئے۔سودی نظامِ معیشت ،کرپشن، فحاشی، بے حیائی، الحاد، لادینیت، اسلامی احکام کا تمسخر واستہزاء تو پہلے سے ہی چلا آ رہا تھا۔نام نہاد روشن خیال اور اعتدال پسند حکومت نے ملک وملت سے غداری کے نئے ریکارڈ قائم کئے۔اپنے مسلمان افغان بھائیوں کا قتل عام کرنے کے لئے ائمہ کفر سے انتہائی بزدلانہ اور غلامانہ انداز میں تعاون کیا۔ڈالروں کے لالچ میں مجاہدین اور غیور محبِّ وطن پاکستانیوں کو امریکہ کے ہاتھوں فروخت کیا۔کفار کو خوش کرنے کے لئے نہ صرف مساجد اور مدارس کا تقدس پامال کیا بلکہ مساجد اور مدارس کے طلباء اور طالبات کا قتل عام کرنے سے بھی گریز نہ کیا۔مساجد اور اُن کی سرپرستی کرنے والے اہلِ خیر پر عرصہ حیات تنگ کر دیا۔مساجد اور مدارس چلانے والے علماء وفضلاء کو دن رات مسلسل خوف زدہ اور پریشان کیا۔بزدل، عیاش اور بے دین حکومت کے ان جرائم کی سزا آج پوری قوم بھگت رہی ہے۔زرخیز زمینوں سے مالا مال، اہم ترین صنعتوں کا حامل، انتہائی قیمتی معدنیات اور گیس کے ذخیروں سے بھرا ملک پتھر کے دور سے بھی بدتر نقشہ پیش کر رہا ہے۔پانی نہ بجلی، اشیائے خورد ونوش کی قیمتیں آسمانوں سے باتیں کر رہی ہیں۔لوگ بھوک اور فاقوں سے خودکشیاں کر رہے ہیں، بدامنی، دھماکے، خون ریزی، قتل وغارت، ڈاکے، اغوا، خودکش حملے، دشمن کا خوف، ایٹمی طاقت ہونے کے باوجود ڈرون حملوں کے مقابلہ میں بے بسی، اور سب سے بڑا عذاب یہ کہ اپنے ہی وطن میں اپنی ہی فوج اپنے ہی شہریوں پر بمباری کر رہی ہے۔فوجی آپریشن کے نتیجہ میں قبائلی علاقوں سے چالیس لاکھ انسانوں کا نقل مکانی پر مجبور ہو جانا، شدید گرمی کے موسم میں خیموں میں قیام کرنا، خیموں کا ناکافی ہونا، اشیائے خورد ونوش میسر نہ آنا، گرمی، پیاس اور بھوک سے بچوں کا بلبلانا، راشن کی تقسیم پر آپس میں لڑائی

جھگڑے ہونا، قحط کی صورت حال پیدا ہو جانا، پکی فصلوں کا ضائع ہو جانا، ناقص اشیاء خورد ونوش کی وجہ سے مختلف امراض کا پھوٹ پڑنا، تاجروں کا اشیائے خورد ونوش کی قیمتیں بڑھانا، عمارتوں کا کھنڈرات میں تبدیل ہو جانا، فیکٹریوں، کارخانوں اور صنعتوں کا برباد ہونا، مزدوروں کا بے روزگار ہونا، جرائم پیشہ لوگوں کا لوٹ مار کرنا، اغوا کے واقعات پیش آنا، بچوں کی خرید وفروخت کا کاروبار ہونا، سیاحتی مراکز کا تباہ ہونا، یہ سب ہماری بداعمالیوں اور گناہوں کی سزا نہیں تو اور کیا ہے؟

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے گزشتہ اقوام کے واقعات کا ذکر فرما کر اپنا یہ بے لاگ اور دوٹوک قانون بار بار بتایا ہے کہ جو قوم اللہ سے وعدہ خلافی کرتی ہے اور اس کی نعمتوں کی ناشکری کرتی ہے اللہ اسے ایسے ہی عذابوں میں مبتلا کر دیتے ہیں جیسے عذابوں میں آج ہم مبتلا ہیں۔

سورہ سبا میں اللہ تعالیٰ نے قوم سبا کا واقعہ بیان فرمایا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قوم سبا کو ہر طرح کی نعمتوں سے نوازا اور فرمایا﴿كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّ رَبٌّ غَفُوْرٌ ﴾ترجمہ: ''اپنے رب کا دیا ہوا رزق کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو، نعمتوں بھرا ملک (اللہ نے تمہیں دیا ہے اور خود) اللہ کی ذات بڑی بخشنہار ہے۔'' (یعنی چھوٹے چھوٹے گناہوں سے درگزر فرماتی رہتی ہے۔) (سورہ سبا، آیت 15) آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''قوم سبا نے نافرمانی کی، لہٰذا ہم نے نعمتوں بھرے ملک کو بنجر بنا دیا۔'' اور فرمایا﴿ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ؕ وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ ﴾ ترجمہ: ''قوم سبا کی ناشکری پر ہم نے اسے یہ سزا دی اور ناشکری کرنے والوں کی سزا اس کے علاوہ کچھ اور بھی ہو سکتی ہے؟'' (سورہ سبا، آیت 17) یعنی جو بھی قوم ناشکری کرے گی اسے یہی سزا دی جائے گی۔ پس سب سے پہلے تو ہمیں اس بات کا کھلے دل سے اور واضح الفاظ میں اعتراف کرنا چاہئے کہ ہم اپنے گناہوں اور بداعمالیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں ہیں اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے کے لئے کم از کم ہمیں درج ذیل تین امور پر خلوص دل سے عمل کرنا چاہئے، بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے، ہماری کمزوری کو طاقت میں، خوف کو رعب میں، بے بسی کو قوت میں اور ذلت کو عزت میں بدل ڈالیں۔

اولاً: ہمیں اللہ تعالیٰ کے حضور استغفار کرنا چاہئے، اپنے گناہوں پر شرمساری کے ساتھ معافی مانگنی چاہئے۔ آئندہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی سے باز رہنے کا عزم کرنا چاہئے۔ یہ استغفار ہمیں

فرداً فرداً بھی کرنا چاہئے اور( کم از کم ) قوم کے باشعور طبقہ کواجتماعی طور پر بھی کرنا چاہئے ۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے ﴿وَ مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴾ ترجمہ:''جب تک لوگ استغفار کرتے رہیں اللہ انہیں عذاب نہیں کرتا۔''(سورہ الانفال، آیت 33)

ثانیاً : ہم اس سے پہلے عرض کر چکے ہیں کہ مساجد و مدارس ، پاکستان کے وجود کا لازمی حصہ ہیں اگر مساجد اور مدارس نہ رہے تو پاکستان بھی نہیں رہے گا ،لہٰذا جہاں جہاں حکومت نے مساجد اور مدارس منہدم کی ہیں انہیں بلا تاخیر تعمیر کرے نیز آئندہ مساجد اور مدارس کی تعمیر پر کسی قسم کی پابندی نہ لگائے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بڑے واضح الفاظ میں یہ بات ارشاد فرمائی ہے''اس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہوگا جو لوگوں کو اللہ کی مسجد میں اللہ کا نام لینے سے روکے اوران کی ویرانی کے درپے ہو جائے ۔ایسے ظالموں کے لئے دنیا میں رسوائی اور آخرت میں عذابِ عظیم ہے۔''(سورہ البقرہ، آیت 114)اس کے باوجود اگر کسی''دانشور'' کو یہ شک ہے کہ ہماری موجودہ ذلت اور رسوائی کا سبب مساجد اور مدارس کا انہدام اوران میں پڑھنے والے طلباء اور طالبات کے قتل عام کے علاوہ کچھ اور ہے تو پھر اسے اپنی دانش کا علاج کروانا چاہئے۔ ہمارا ایمان ہے کہ پورے ملک پر ذلت اور رسوائی کا یہ عذاب مساجد اور مدارس کے انہدام کے جرم میں اللہ تعالیٰ نے ہم پر مسلط فرمایا ہے،لہٰذا جب تک ہم اس جرم کی تلافی نہیں کرتے ہمارے لئے اس ذلت اور رسوائی سے نکلنا ممکن نہیں۔

ثالثاً : گزشتہ''روشن خیال'' حکومت کے تمام ذمہ داروں پر کم سے کم درج ذیل جرائم کی پاداش میں مقدمات چلائے جائیں:

① ملک کا آئین توڑنے ، نیز ملک کی آزادی اور خودمختاری کو ڈالروں کے عوض بیچنے کے جرم میں۔
② مجاہدین اور غیور محبّ وطن پاکستانیوں کو ڈالروں کے عوض بیچنے کے جرم میں۔
③ قوانین حدود اور دیگر اسلامی احکام کی توہین اور استہزاء کے جرم میں۔
④ مساجد اور مدارس کا تقدس پامال کرنے کے جرم میں۔
⑤ جامعہ حفصہ میں قتل عام کروانے کے جرم میں۔

یہ درست ہے کہ پاکستان کی تاریخ میں آج تک کسی بھی قومی مجرم کو سزا نہیں دی گئی۔ ہماری ناقص رائے میں یہ روایت بذاتِ خود بہت بڑا جرم ہے اوراس جرم کی قوم کو اب تلافی کرنی چاہئے۔''بڑے''

مجرموں کو سزا نہ دینا بھی قوموں کی ہلاکت کے اسباب میں سے ایک سبب ہے۔عہد نبوی میں بنومخزوم کی عورت نے جب چوری کی تو رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں اسے معاف کرنے کی سفارش اس لئے کی گئی کہ وہ بڑے خاندان کی عورت ہے۔آپ ﷺ نے جب یہ سنا تو خطبہ ارشاد فرمایا اور لوگوں کو خبردار کیا ''تم سے پہلے لوگ صرف اس لئے ہلاک کئے گئے کہ جب کوئی بڑے خاندان کا آدمی جرم کرتا تو اسے چھوڑ دیا جاتا اور جب کوئی چھوٹے خاندان کا آدمی جرم کرتا تو اسے قانون کے مطابق سزا دی جاتی۔'' پھر آپ ﷺ نے اللہ کی قسم کھا کر فرمایا ''اگر فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد ﷺ بھی چوری کرتی تو میں اس کے ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔'' (بخاری ومسلم) کیا مجرموں کا یہ ٹولہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد ﷺ سے بھی زیادہ معزز ہے؟ ان مجرموں پر بلا تامل اور بلا تاخیر عدالت میں مقدمات قائم ہونے چاہئیں اور قانون کے مطابق عدالت انہیں جو بھی سزا دے اس پر بلا رو رعایت عمل درآمد ہونا چاہئے۔

ہماری ناقص رائے میں صرف یہی ایک راستہ ہے جس پر چل کر ہم موجودہ عذاب الیم کی کیفیت سے نکل سکتے ہیں لیکن اگر ہم اب بھی اس پر عمل کرنے سے گریزاں رہے تو پھر نوشتہ دیوار سامنے ہے:

﴿وَ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰى ﴾

''اور جس نے میری نصیحت سے منہ موڑا،اس کے لئے (دنیا میں) تکلیف دہ زندگی ہے اور قیامت کے روز ہم اسے اندھا کر کے اٹھائیں گے۔'' (سورہ طٰہٰ،آیت نمبر 124)

☪ ♦ ☪ ♦ ☪

موجودہ دور کے فتنوں میں سے ایک بہت بڑا فتنہ لباس کا فتنہ ہے جس میں دن بہ دن اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے۔لباس نہ صرف انسان کی شخصیت کا آئینہ دار ہوتا ہے بلکہ اس کا ہمارے دین اور تہذیب وتمدن کے ساتھ بھی گہرا تعلق ہے۔لباس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ حدیث کی تمام متداول کتب میں ''کتاب اللباس'' کے نام سے ایک باب شامل کیا گیا ہے جس میں لباس سے متعلق شریعت کے احکام واضح کئے گئے ہیں۔لباس کے فتنہ نے نہ صرف پوری قوم کی وضع قطع بدل ڈالی ہے بلکہ قوم کے خیالات،نظریات اور عادات واطوار تک کو بدل دیا ہے جو لوگ اپنے کپڑوں پر کبھی معمولی سا دھبہ گوارا نہیں کرتے تھے آج وہی لوگ یا ان کی اولادیں بیسیوں رنگوں اور دھبوں والے نئے کپڑے بڑے شوق سے

خریدتے اور پہنتے ہیں۔ کپڑوں پر عجیب وغریب شکلیں بنی ہوتی ہیں یا تحریریں لکھی ہوتی ہیں، لیکن کوئی کراہت تک محسوس نہیں کرتا۔ ایسے ایسے لباس ہیں جنہیں پہننے کے بعد انسان اور جانور میں فرق کرنا مشکل ہوجاتا ہے۔ عورتوں اور مردوں کے لباس میں فرق کرنا تو اب ممکن نہیں رہا۔ جیسی پتلون اور قمیص مرد پہنتے ہیں، ویسی پتلون قمیص عورتیں پہنتی ہیں، جیسے جوتے مرد پہنتے ہیں ویسے جوتے عورتیں پہنتی ہیں۔ عریانی پہلے صرف عورتوں تک محدود تھی اب نہ مردوں کے لئے عیب ہے نہ عورتوں کے لئے۔ دین سے غفلت اور دوری کا ایک ایسا ریلا ہے جس میں آنکھیں بند کرکے سارے کا سارا معاشرہ بہتا چلا جارہا ہے اور کسی کو یہ سوچنے کی فرصت نہیں کہ اس کا انجام کیا ہوگا؟ الامن شاء اللہ! قوم کی اسی غفلت اور لاپرواہی کا ماتم کرتے ہوئے مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ نے فرمایا تھا:

''آہ! میں چاہتا ہوں کہ جی بھر کے روؤں اور جس قدر چیخ چیخ کر نالہ وفریاد کرسکتا ہوں کرتا رہوں تا کہ میری چیخیں تمہارے عیش ونشاط کو مکدر کردیں، میرا نالہ وبکا تمہارے عیش کدوں کو ماتم کدہ بنادے، میری آہوں سے تمہارے دلوں میں ناسور پڑ جائیں میری شورش غم سے تمہارے چہروں کی مسکراہٹ معدوم ہوجائے، میں تم کو غم وماتم سے بھردوں تم کو درد وحسرت کا پتلا بنادوں، تمہاری آنکھیں ندیوں کی طرح بہہ جائیں، تمہارے دل تنور کی طرح بھڑک اٹھیں، تمہاری زبانیں دیوانوں کی طرح چیخ اٹھیں اور تمہاری غفلت اور بے دردی کی جو بستی مدتوں سے آباد چلی آرہی ہے اس طرح اجڑ جائے کہ پھر کبھی آباد نہ ہو۔''

کاش! کبھی ایسا ہوسکے، تاہم اپنی حقیر سی کوشش تو ہم کرہی دیکھیں گے۔

ہماری اگلی کاوش ان شاء اللہ ''کتاب اللباس'' ہوگی جس میں لباس کے بارے میں شرعی احکام واضح کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اگر اس کے نتیجہ میں کسی ایک فرد کی سوچ بھی بدل گئی تو ان شاء اللہ ہماری محنت رائیگاں نہیں جائے گی۔

کتاب المساجد آپ کے ہاتھ میں ہے اس میں خیر وخوبی کے تمام پہلو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فضل و کرم اور احسان کا نتیجہ ہیں۔ غلطیاں اور کوتاہیاں شیطان اور میرے نفس کے شر کی وجہ سے ہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ میری غلطیوں، لغزشوں اور گناہوں کو اپنے پردہ رحمت میں پناہ عطا فرمائے۔ آمین !

کتاب المساجد کی تیاری میں علمی اور عملی تعاون فرمانے والے تمام حضرات کا تہ دل سے شکر گزار ہوں خاص طور پر شیخ الحدیث حافظ عبدالسلام ملتانی حفظہ اللہ (جامعہ لاہور اسلامیہ) کا جنہوں نے اپنی بیماری کے باوجود

بڑی محنت اور عرق ریزی سے احادیث کی نظر ثانی فرمائی۔فَجَزَا هُمُ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْجَزَاء

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور دعا گو ہوں کہ اس کتاب کو مؤلف کے علاوہ تمام معاونین، ناشرین، مترجمین اور قارئین کے لئے دنیا میں باعث خیر و برکت اور آخرت میں باعث مغفرت بنائے۔آمین!

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَ اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

**محمد اقبال کیلانی عفی اللہ عنہ**

الریاض، سعودی عرب

14رجب المرجب 1430ھ

18 جولائی 2009ء

# اَلنِّـــيَّـــةُ

# نیت کے مسائل

**مَسئلہ 1** اعمال کے اجروثواب کا دارومدار نیت پر ہے۔

**عَنْ اُبَيِّ ابْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : كَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ بَيْتُهُ اَقْصٰى بَيْتٍ فِي الْمَدِيْنَةِ فَكَانَ لَا تُخْطِئُهُ الصَّلٰوةُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَتَوَجَّعْنَا لَهُ فَقُلْتُ لَهُ يَا فُلَانُ لَوْ اَنَّكَ اشْتَرَيْتَ حِمَارًا يَّقِيْكَ مِنَ الرَّمْضَآءِ وَيَقِيْكَ مِنْ هَوَامِّ الْاَرْضِ قَالَ اَمَا وَ اللّٰهِ مَا اُحِبُّ اَنَّ بَيْتِيْ مُطَنَّبٌ بِبَيْتِ مُحَمَّدٍ ﷺ قَالَ فَحَمَلْتُ بِهٖ حِمْلاً حَتّٰى اَتَيْتُ بِهٖ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ فَاَخْبَرْتُهُ قَالَ فَدَعَاهُ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ وَذَكَرَ لَهُ اَنَّهُ يَرْجُوْ فِيْ اَثَرِهِ الْاَجْرَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ اِنَّ لَكَ مَا احْتَسَبْتَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ** [1]

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انصار میں سے ایک شخص تھے ان کا گھر مدینہ کے سب گھروں (کی نسبت مسجد) سے دور تھا اور ان کی کوئی نماز رسول اللہ ﷺ کی جماعت سے جانے نہ پاتی تھی۔ہم لوگوں کو ان پر ترس آیا اور میں نے ان سے کہا ’’ کاش !تم ایک گدھا خرید لوتا کہ تم گرمی سے اور راہ کے کیڑے مکوڑوں سے محفوظ ہوجاؤ۔‘‘انہوں نے کہا ’’میں نہیں چاہتا کہ میرا گھر محمد ﷺ کے گھر کے ساتھ ہو۔‘‘مجھ پر اس کی یہ بات بہت گراں گزری ۔میں نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو خبر دی۔ آپ ﷺ نے ان کو بلایا۔انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے بھی یہی کہا جو مجھ سے کہا تھا اور عرض کیا ’’میں اپنے (زیادہ) قدموں کا اجر چاہتا ہوں۔‘‘ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ’’بے شک تمہارے لئے وہ اجر ہے جس کی تم امید کررہے ہو۔‘‘اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

❋❋❋

[1] كتاب المساجد ، باب فضل الصلاة المكتوبه فى جماعة

# اَلْـغَرْضُ مِنْ بَنَـاءِ الْـمَسَاجِـدِ

## مساجد کی تعمیر کا مقصد

**مَسئله 2** تعمیر مساجد کا مقصد صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا، اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا،قرآن مجید کی تلاوت کرنا اور دینی مسائل واحکام بیان کرنا ہے۔

﴿ وَ اَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلاَ تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۝﴾(72:18)

''بلا شبہ مساجد صرف اللہ تعالیٰ ( کی عبادت ) کے لئے ہیں ،لہٰذا ان میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو نہ پکارو۔''(سورہ الجن،آیت18)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ مَرَّ بِسُوْقِ الْمَدِیْنَةِ فَوَقَفَ عَلَیْهَا فَقَالَ : یَا اَهْلَ السُّوْقِ مَا اَعْجَزَكُمْ ! قَالُوْا وَمَا ذَاكَ یَا اَبَا هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ ؟ قَالَ ذَاكَ مِیْرَاثُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ یُقَسَمُ وَاَنْتُمْ هَاهُنَا اَلاَ تَذْهَبُوْنَ فَتَاْخُذُوْنَ نَصِیْبَكُمْ مِنْهُ قَالُوْا : وَاَیْنَ هُوَ قَالَ : فِیْ الْمَسْجِدِ فَخَرَجُوْا سِرَاعًا وَوَقَفَ اَبُوْهُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ لَهُمْ ، حَتّٰی رَجَعُوْا فَقَالَ لَهُمْ : مَا لَكُمْ ؟ فَقَالُوْا : یَا اَبَا هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَدْ اَتَیْنَا الْمَسْجِدَ فَدَخَلْنَا فِیْهِ فَلَمْ نَرَ فِیْهِ شَیْئًا یُقْسَمُ ! فَقَالَ لَهُمْ اَبُوْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ : وَمَا رَاَیْتُمْ فِیْ الْمَسْجِدِ اَحَدًا؟ قَالُوْا : بَلٰی رَاَیْنَا قَوْمًا یُصَلُّوْنَ وَقَوْمًا یَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ وَقَوْمًا یَتَذَاكَرُوْنَ الْحَلاَلَ وَالْحَرَامَ فَقَالَ لَهُمْ اَبُوْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ وَیْحَكُمْ فَذَاكَ مِیْرَاثُ مُحَمَّدٍ ﷺ . رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ [1] (حسن)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ مدینہ کے بازار سے گزرے تو ٹھہر گئے اور لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا''اے بازار والو!تمہیں کس چیز نے روک رکھا ہے؟''لوگوں نے عرض کیا''کیا بات ہے اے ابوہریرہ؟''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا''وہاں نبی اکرم ﷺ کی میراث تقسیم ہورہی ہے اورتم

[1] الترغیب والترهیب لمحی الدین الدیب الجزء الاول رقم الحدیث 138

یہاں بیٹھے ہو وہاں کیوں نہیں جاتے اور اپنا حصہ وصول کیوں نہیں کرتے؟'' لوگوں نے پوچھا ''میراث کہاں تقسیم ہو رہی ہے؟'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''مسجد میں۔'' لوگ جلدی سے دوڑ کر مسجد کی طرف گئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وہیں کھڑے رہے حتیٰ کہ لوگ مسجد سے پلٹ کر واپس آ گئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا ''کیا ہوا تم لوگ واپس کیوں آ گئے؟'' لوگوں نے جواب دیا ''ہم مسجد میں گئے اور وہاں کوئی چیز تقسیم ہوتی نہیں دیکھی (لہٰذا ہم واپس آ گئے) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے پوچھا ''مسجد میں تم نے کسی کو نہیں دیکھا؟'' لوگوں نے عرض کیا ''کیوں نہیں! ہم نے بعض لوگوں کو نماز پڑھتے دیکھا ہے کچھ لوگ قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے اور بعض لوگ حلال، حرام کے مسئلے بیان کر رہے تھے۔'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''افسوس! تمہارے حال پر، یہی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث ہے۔'' اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

**عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لاَ تَتَّخِذُوا الْمَسَاجِدَ طُرُقاً اِلَّا لِذِكْرٍ اَوْ صَلَاةٍ)). رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ [1] (حسن)**

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مساجد کو گزرگاہ نہ بناؤ ان میں صرف اللہ کا ذکر کرنے اور نماز پڑھنے کے لیے آنا چاہیے۔'' اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

♦ ♦ ♦

[1] سلسلة الاحاديث الصحيحة ، الجزء الثالث ، رقم الحديث 1001

# اَیْنَ یُبْنَی الْمَسْجِدُ؟

# مسجد کہاں تعمیر کی جائے؟

**مَسئلہ 3** مشرکین کا قبرستان ہموار کر کے اس پر مسجد بنانا جائز ہے۔

**عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ ﷛ قَالَ کَانَ مَوْضِعُ مَسْجِدِ النَّبِیِّ ﷺ لِبَنِی النَّجَّارِ وَکَانَ فِیْهِ نَخْلٌ وَمَقَابِرُ لِلْمُشْرِکِیْنَ فَقَالَ لَهُمُ النَّبِیُّ ﷺ ((ثَامِنُوْنِیْ بِهٖ)) قَالُوْا لَا نَاخُذُ لَهٗ ثَمَنًا اَبَدًا قَالَ فَکَانَ النَّبِیُّ یَبْنِیْهِ وَهُمْ یُنَاوِلُوْنَهٗ وَالنَّبِیُّ ﷺ یَقُوْلُ اَلَا اِنَّ الْعَیْشَ عَیْشُ الْاٰخِرَةِ فَاغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ [1]** (صحیح)

حضرت انس بن مالک ﷛ کہتے ہیں جہاں (آج) مسجد نبوی ہے وہ جگہ بنونجار قبیلہ کی تھی اس میں کچھ کھجوروں کے درخت تھے اور مشرکین کی قبریں تھیں۔ نبی اکرم ﷺ نے بنونجار سے کہا ”تم لوگ مجھ سے اس زمین کی قیمت لے لو۔“ بنونجار نے عرض کیا ”ہم اس کی قیمت آپ سے ہرگز نہیں لیں گے (بلکہ اللہ سے اجروثواب لیں گے)۔“ حضرت انس ﷛ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ مسجد تعمیر فرماتے جا رہے تھے اور صحابہ کرام ﷡ آپ ﷺ کو اینٹیں اور گارا دیتے جاتے تھے اور ساتھ ساتھ یہ رجز بھی پڑھتے جاتے تھے ”زندگی تو بس آخرت کی زندگی ہے۔ یا اللہ انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما دے۔“ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

**وضاحت :** بنونجار کی پیش کش کے باوجود آپ ﷺ نے بلا قیمت زمین لینا پسند نہ فرمایا اور اس کی قیمت ادا فرمائی۔

**مَسئلہ 4** روئے زمین پر کسی بھی جگہ کو صاف کر کے مسجد بنائی جا سکتی ہے۔

**عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ ﷛ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلْاَرْضُ کُلُّهَا مَسْجِدٌ اِلَّا الْمَقْبَرَةَ وَالْحَمَّامَ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ [2]** (صحیح)

[1] کتاب المساجد ، باب این یجوز بناء المساجد(605/1)

[2] ابواب الصلاۃ ، باب ما جاء ان الارض کلها مسجد (233/1)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''قبرستان اور حمام کے علاوہ ساری زمین مسجد ہے۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

## مَسئله 5 گھروں میں بھی مسجد کے لئے کوئی نہ کوئی جگہ مخصوص کرنی چاہیے۔

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا قَضٰی اَحَدُکُمُ الصَّلٰوةَ فِیْ مَسْجِدِهٖ فَلْیَجْعَلْ لِبَیْتِهٖ نَصِیْبًا مِنْ صَلَاتِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی جَاعِلٌ فِیْ بَیْتِهٖ مِنْ صَلَاتِهٖ خَیْرًا)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم میں سے کوئی شخص مسجد میں اپنی (فرض) نماز ادا کر چکے تو کچھ حصہ (یعنی نفل نماز) اپنے گھر کے لئے بھی رکھے۔ اللہ تعالیٰ اس نماز کی وجہ سے اس کے گھر میں خیر و برکت عطاء فرمائے گا۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

## مَسئله 6 قبرستان میں مسجد تعمیر کرنا منع ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((فِیْ مَرَضِهِ الَّذِیْ لَمْ یَقُمْ مِنْهُ لَعَنَ اللّٰهُ الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَاءِ هِمْ مَسَاجِدَ.)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ. [2]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں یہ بات ارشاد فرمائی ''اللہ کی لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنا لیا۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

**وضاحت :** ایک حدیث میں درج ذیل سات مقام پر نماز پڑھنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ ① - غلاظت پھینکنے کی جگہ ② - ذبح خانہ ③ - قبرستان ④ - گزرگاہ ⑤ - حمام ⑥ - اونٹوں کا باڑہ ⑦ - بیت اللہ کی چھت۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

❄❄❄

---

1. کتاب صلوة المسافرين ، باب استحباب صلوة النافلة فی بیته، رقم الحدیث 1822
2. کتاب المساجد ، باب النهی عن بناء المسجد علی القبور ،رقم الحدیث 1184

# تَسْمِيَةُ الْمَسْجِدِ

## مسجد کا نام رکھنا

**مَسئلہ 7** ریا اور شہرت کے بغیر محض شناخت کے لیے مسجد کا نام رکھنا جائز ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَجْرَى الْمُضَمَّرَ مِنَ الْخَيْلِ مِنَ الْحَفْيَاءِ اِلٰى ثَنِيَّةِ الْوِدَاعِ وَبَيْنَهُمَا سِتَّةُ اَمْيَالٍ ، وَمَا لَمْ يُضَمَّرْ مِنَ الْخَيْلِ ثَنِيَّةِ الْوِدَاعِ اِلٰى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ وَبَيْنَهُمَا مِيْلٌ . رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ[1] (صحيح)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تربیت یافتہ گھوڑے حفیاء سے لے کر ثنیۃ الوداع تک دوڑائے دونوں جگہوں کا درمیانی فاصلہ 6 میل تھا اور غیر تربیت یافتہ گھوڑوں کو ثنیۃ الوداع سے لے کر مسجد بنی زریق تک دوڑایا جبکہ دونوں جگہوں کا درمیانی فاصلہ ایک میل کا تھا۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (( مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ وَمَنْ يُرَاءِ يُرَاءِ اللّٰهُ بِهٖ )). رَوَاهُ مُسْلِمٌ[2]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جس نے لوگوں کو سنانے کے لیے نیک کام کیا قیامت کے روز اللہ اس کا عذاب لوگوں کو سنائے گا اور جس نے دکھاوے کے لیے کوئی نیک کام کیا قیامت کے روز اللہ لوگوں کو اس کی رسوائی اور ذلت دکھائے گا۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

---

1. ابواب الجهاد ، باب ماجاء في الرهان (1389/2)
2. كتاب الرقاق ، باب تحريم الرياء، 5301

# كَرَاهِيَةُ زُخْرُفَةِ الْمَسْجِدِ

## مسجد کی تعمیر میں نقش ونگار کی کراہت

**مَسئلہ 8** مسجد کی تعمیر بالکل سادہ ہونی چاہئے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ الْمَسْجِدَ كَانَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَبْنِيًّا بِاللَّبِنِ وَالْجَرِيْدِ. رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ[1] (صحیح)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں مٹی کی اینٹوں اور چھڑیوں سے مسجد تعمیر کی گئی ہے۔ اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

**مَسئلہ 9** مساجد کی تعمیر میں نقش ونگار ناپسندیدہ ہے۔

**مَسئلہ 10** مساجد میں نقش ونگار کرنا یہود ونصاریٰ کی اتباع ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا اُمِرْتُ بِتَشْيِيْدِ الْمَسَاجِدِ)) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَتُزَخْرِفُنَّهَا كَمَا زَخْرَفَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى. رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ[2] (صحیح)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''مجھے مساجد میں نقش ونگار سے منع فرمایا گیا ہے۔'' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ''تم لوگ مساجد میں اسی طرح نقش ونگار کرو گے جس طرح یہود ونصاریٰ اپنے عبادت خانوں میں کرتے تھے۔'' اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

**مَسئلہ 11** مساجد میں نقش ونگار والے جائے نماز استعمال کرنا درست نہیں۔

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : كَانَ قِرَامٌ لِعَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا سَتَرَتْ بِهٖ جَانِبَ بَيْتِهَا ، فَقَالَ

---

[1] كتاب الصلاة ، باب في بناء المساجد (431/1)

[2] كتاب الصلاة ، باب في بناء المساجد (431/1)

النَّبِیُّ ﷺ ((اُمِیْطِیْ عَنَّا قِرَامَکِ هٰذَا فَاِنَّهٗ لاَ تَزَالُ تَصَاوِیْرُهٗ تَعْرِضُ فِیْ صَلاَتِیْ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ[1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک پردہ تھا جوانہوں نے اپنے گھر کے ایک جانب لٹکا رکھا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''عائشہ! اس پردے کو یہاں سے نکال دو اس کی تصویریں دوران نماز میں مسلسل میری نگاہوں کے سامنے آتی رہی ہیں۔'' (جس سے نماز میں خلل واقع ہوا ہے) اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

**مَسئلہ 12** **عظیم الشان، خوبصورت مزین اور منقش مساجد تعمیر کرنا قیامت کی نشانی ہے۔**

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((لاَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَتَبَاهَی النَّاسُ فِی الْمَسَاجِدِ)). رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ[2] (صحیح)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک لوگ مساجد پر فخر نہ کرنے لگیں۔'' اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

mmm

[1] کتاب الصلاۃ، باب ان صلی فی ثوب مصلب او تصاویر
[2] کتاب الصلاۃ، باب فی بناء المساجد (431/1)

# ثَوَابُ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ

## مسجد کی تعمیر کا ثواب

**مَسئلہ 13** مسجدیں بنانے اور آباد کرنے والے لوگ ہی سچے مومن ہیں۔

﴿ اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ اَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَی الزَّکٰوۃَ وَ لَمْ یَخْشَ اِلَّا اللّٰہَ فَعَسٰی اُولٰٓئِکَ اَنْ یَّکُوْنُوْا مِنَ الْمُھْتَدِیْنَ ○﴾(9:18)

''اللہ کی مسجدوں کو وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ اور یوم آخر پر ایمان لاتے ہیں نماز قائم کرتے ہیں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے امید ہے یہی لوگ ہدایت پانے والے ہیں۔'' (سورۃ التوبۃ، آیت نمبر 18)

**مَسئلہ 14** اللہ کی رضا کے لئے مسجد کی تعمیر کرنے والے کے لیے اللہ تعالیٰ جنت میں ویسا ہی گھر تعمیر فرماتے ہیں۔

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ ((مَنْ بَنٰی مَسْجِدًا یَبْتَغِیْ بِہٖ وَجْہَ اللّٰہِ بَنَی اللّٰہُ لَہٗ مِثْلَہٗ فِی الْجَنَّۃِ)). رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ [1]

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے ''جس نے اللہ کی رضا کے لیے مسجد تعمیر کی اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ویسا ہی گھر بنائیں گے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : ''ویسا'' کا لفظ رقبہ کے لیے نہیں بلکہ نام کی مماثلت (یعنی گھر) کے لیے استعمال ہوا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ ((مَنْ بَنٰی مَسْجِدًا

[1] کتاب الصلاۃ، باب من بنی مسجدا، رقم الحدیث 450

يُذْكَرُ فِيْهِ اسْمُ اللّٰهِ بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَةِ)). رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ[1] (صحيح)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے ''جس نے مسجد بنائی جس میں اللہ کو یاد کیا جاتا ہے اللہ اس کے لیے جنت میں گھر بناتا ہے۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

**مسئلہ 15** دکھاوے او رشہرت کے بغیر خالص اللہ کی رضا کے لیے مسجد بنانے والے کے لیے اللہ تعالیٰ جنت میں گھر بناتے ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ بَنٰى مَسْجِدًا لَا يُرِيْدُ بِهٖ رِيَاءً وَلَا سُمْعَةً بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ)). رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ[2] (حسن)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جس نے دکھاوے اور شہرت کے بغیر مسجد بنائی اس کے لیے اللہ جنت میں ایک گھر تعمیر فرمائے گا۔'' اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

**مسئلہ 16** جو شخص مسجد تعمیر کرے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں اس سے بھی بہتر گھر تعمیر فرماتے ہیں۔

عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((مَنْ بَنٰى مَسْجِدًا يُصَلّٰى فِيْهِ بَنَى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُ فِي الْجَنَّةِ اَفْضَلَ مِنْهُ)). رَوَاهُ اَحْمَدُ[3] (صحيح)

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے ''جس نے مسجد بنائی جس میں نماز پڑھی جاتی ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں اس سے بہتر گھر بناتے ہیں۔'' اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

**مسئلہ 17** جو شخص اللہ کی رضا کے لیے مسجد تعمیر کرے اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لیے مسجد سے بڑا گھر تعمیر کرتے ہیں۔

---

1. كتاب المساجد ، باب من بنى لله مسجداً (601/1)
2. الترعيب والترهيب ، للالبانى رقم الحديث 272
3. 16005/25 تحقيق شعيب الارناؤوط

عَنْ اَسْمَاء بنتِ یَزِیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ بَنٰی لِلّٰهِ مَسْجِدًا فَاِنَّ اللّٰهَ یَبْنِیْ لَهٗ بَیْتًا اَوْسَعَ مِنْهُ فِی الْجَنَّةِ)). رَوَاهُ اَحْمَدُ[1] (صحیح)

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جس نے اللہ کے لیے مسجد بنائی اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں مسجد سے بڑا گھر بنائیں گے۔'' اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

**مَسئلہ 18** مسجد کی تعمیر میں کم سے کم حصہ لینے والے کے لیے بھی اللہ تعالیٰ جنت میں گھر بناتے ہیں۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ بَنٰی مَسْجِدًا لِلّٰهِ کَمَفْحَصِ قَطَاةٍ اَوْ اَصْغَرَ بَنَی اللّٰهُ لَهٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ)). رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ[2] (صحیح)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جس نے چڑیا کے گھونسلے کے برابر یا اس سے بھی چھوٹی مسجد بنائی اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بناتے ہیں۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : ''چڑیا کے گھونسلے کے برابر یا اس سے بھی چھوٹی مسجد'' سے مراد یا تو بہت چھوٹی مسجد ہے یا پھر کسی مسجد کی تعمیر میں اتنا قلیل چندہ دینا جس سے چڑیا کا گھونسلا بن سکے، مراد ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

**مَسئلہ 19** مسجد کی تعمیر، صدقہ جاریہ ہے جس کا ثواب مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ مِمَّا یَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهٖ وَحَسَنَاتِهٖ بَعْدَ مَوْتِهٖ عِلْمًا عَلَّمَهٗ وَنَشَرَهٗ وَوَلَدًا صَالِحًا تَرَکَهٗ وَمُصْحَفًا وَرَّثَهٗ اَوْ مَسْجِدًا بَنَاهُ اَوْ بَیْتًا لِابْنِ السَّبِیْلِ بَنَاهُ اَوْ نَهْرًا اَجْرَاهُ اَوْ صَدَقَةً اَخْرَجَهَا مِنْ مَالِهٖ فِیْ صِحَّتِهٖ وَحَیَاتِهٖ یَلْحَقُهٗ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهٖ)). رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ[3] (حسن)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مومن کی موت کے بعد اس کے عمل اور

---

[1] 27612/45 تحقیق شعیب الارناؤط

[2] کتاب المساجد، باب من بنی للہ مسجدا (604/1)

[3] باب ثواب معلم الناس الخیر (198/1)

نیک کاموں میں سے جس کا ثواب اسے پہنچتا ہے وہ سات ہیں ۔① علم جو اس نے دوسروں کو سکھایا اور پھیلایا ② نیک لڑکا جو اپنے پیچھے چھوڑا ③ قرآن مجید جس کا کسی کو (علمی) وارث بنایا ④ مسجد جو تعمیر کی ⑤ گھر جو مسافروں کے لیے بنایا ⑥ نہر جو اس نے جاری کی ⑦ وہ صدقہ جو اپنی زندگی میں صحت کی حالت میں دیا ان سات چیزوں کا ثواب انسان کو اس کی موت کے بعد بھی ملتا رہتا ہے۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

**مَسئلہ 20** حرام مال سے تعمیر کی گئی مسجد کا اللہ کے ہاں کوئی اجر وثواب نہیں۔

**عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ ((لاَتُقْبَلُ صَلاَةٌ بِغَیْرِ طُهُوْرٍ وَّلاَ صَدَقَةٌ مِنْ غُلُوْلٍ .رَوَاهُ مُسْلِمٌ**[1]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے ۔''اللہ طہارت کے بغیر نماز قبول نہیں کرتا اور مال غنیمت سے چوری کئے ہوئے مال کا صدقہ قبول نہیں کرتا۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

۞۞۞

[1] كتاب الطهارة ، باب وجوب الطهارة للصلاة، رقم الحديث 535

# اَهَـمِيَّـةُ الْـمَـسْـجِـدِ

## مسجد کی اہمیت

**مَسئله 21** مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کرتے ہوئے رسول اکرم ﷺ نے راستے میں صرف چند یوم کے لیے قبا میں قیام فرمایا اور یہ سارے ایام مسجد کی تعمیر میں صرف فرمائے۔

**عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا لَبِثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ بِضْعَ عَشَرَةَ لَيْلَةً وَاُسِّسَ الْمَسْجِدُ الَّذِيْ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى وَصَلّٰى فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ**[1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ (ہجرت کے دوران) رسول اللہ ﷺ بنی عمرو بن عوف کے محلّہ (قبا) میں چند راتیں تشریف فرما رہے اور اس مسجد کی تعمیر فرمائی جس کی بنیاد تقویٰ ہے (پھر آپ جتنے دن وہاں تشریف فرما رہے) نماز اسی مسجد میں ادا فرماتے رہے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

**مَسئله 22** مدینہ منورہ ہجرت کے بعد آپ ﷺ نے پہلی فرصت میں مسجد تعمیر فرمائی۔

**مَسئله 23** مسجدِ نبوی کی تعمیر میں رسول اللہ ﷺ نے دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایک مزدور کی طرح خود بھی شرکت فرمائی۔

**عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ...... ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ فَسَارَ يَمْشِيْ مَعَهُ النَّاسُ حَتّٰى بَرَكَتْ عِنْدَ مَسْجِدِ الرَّسُوْلِ ﷺ بِالْمَدِيْنَةِ وَ هُوَ يُصَلِّيْ فِيْهِ يَوْمَئِذٍ رِجَالٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ، وَ**

[1] كتاب المناقب ، باب هجرت النبى واصحابه الى المدينة، رقم الحديث 3906

**كَانَ مِرْبَدًا لِلتَّمْرِ لِسُهَيْلٍ وَ سَهْلٍ غُلاَمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِيْ حِجْرِ اَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ بَرَكَتْ بِهٖ رَاحِلَتَهُ : (( هٰذَا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ الْمَنْزِلُ)) ثُمَّ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْغُلاَمَيْنِ فَسَاوَمَهُمَا بِالْمِرْبَدِ لِيَتَّخِذَهُ مَسْجِدًا ، فَقَالاَ [لاَ] بَلْ نَهَبُهُ لَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، فَاَبٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَقْبَلَهُ مِنْهُمَا هِبَةً حَتّٰى ابْتَاعَهُ مِنْهُمَا ، ثُمَّ بَنَاهُ مَسْجِدًا وَ طَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَنْقُلُ مَعَهُمُ اللَّبِنَ فِيْ بُنْيَانِهٖ وَ يَقُوْلُ ، وَهُوَ يَنْقُلُ اللَّبِنَ : ( هٰذَا الْاَحْمَالُ لاَ حِمَالَ خَيْبَرَ ، هٰذَا اَبَرُّ رَبَّنَا وَ اَطْهَرُ ، وَيَقُوْلُ : اَللّٰهُمَّ اِنَّ الْاَجْرَ اَجْرُ الْآخِرَةِ ، فَارْحَمِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ**[1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ......(قبا سے رخصت ہوتے وقت ) آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر بیٹھ گئے اور دوسرے لوگ آپ ﷺ کے ساتھ چل رہے تھے۔اونٹنی مدینہ میں مسجد الرسول ﷺ کے پاس جا کر بیٹھ گئی ۔اس وقت کچھ مسلمان وہاں نماز پڑھتے تھے ۔ یہ زمین دو یتیم لڑکوں سہل اور سہیل کی تھی جو وہاں کھجوریں خشک کرتے تھے ۔ یہ دونوں بچے اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے زیر تربیت تھے ۔ رسول اللہ ﷺ نے ، جہاں اونٹنی بیٹھ گئی ،اس جگہ کے متعلق فرمایا ’’ان شاء اللہ! ہمارا یہی مقام ہوگا ۔‘‘ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں بچوں کو بلوایا اور کھجوریں خشک کرنے کی جگہ کا ان سے بھاؤ کیا تا کہ اسے مسجد بنا سکیں ۔ان دونوں نے کہا ’’یا رسول اللہ ﷺ ! ہم اس کی قیمت نہیں لیں گے ،ہم یہ زمین آپ کو ہبہ کر دیتے ہیں ۔‘‘ لیکن رسول اللہ ﷺ نے ہبہ لینا قبول نہ فرمایا بلکہ قیمت دے کر ان سے خرید لی اور وہاں مسجد کی بنیاد رکھی اور اس مسجد کی تعمیر میں رسول اللہ ﷺ سب لوگوں کے ساتھ اینٹیں اٹھاتے اور ساتھ ساتھ یہ فرماتے ’’یہ بوجھ اٹھانا کوئی خیبر کا بوجھ اٹھانا نہیں ہے بلکہ یہ تو باعث ثواب اور پاکیزہ کام ہے ۔( اے رب ہمارے قبول فرما ) اور یہ بھی فرماتے تھے ’’اے اللہ! اجر تو آخرت ہی کا اجر ہے تو انصار اور مہاجرین پر رحم فرما ۔‘‘ اسے بخاری نے روایت کیا ہے ۔

**مسئلہ 24** سفر سے واپسی پر گھر جانے سے پہلے آپ ﷺ مسجد میں تشریف لاتے ، دو رکعت نماز ادا فرماتے اور پھر گھر تشریف لے جاتے ۔

[1] کتاب المناقب الانصار ، باب الهجرة النبی و اصحابه الی المدینة، رقم الحدیث 3906

**عَنْ كَعَبَ بْنِ مَالِكٍ ﷜ كَانَ النَّبِىُّ ﷺ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَءَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلّٰى فِيْهِ. رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ**[1]

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے واپس تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں آ کر نماز ادا فرماتے (پھر گھر تشریف لے جاتے )۔اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

**مَسئله 25** **پریشانی اور گھبراہٹ کے وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لے جاتے۔**

**عَنْ اَبِى مُوْسٰى ﷜ قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِى زَمَنِ النَّبِىِّ ﷺ فَقَامَ فَزِعًا يَخْشٰى اَنْ تَكُوْنَ السَّاعَةُ حَتّٰى اَتَى الْمَسْجِدَ فَقَامَ يُصَلِّى بِاَطْوَلِ قِيَامٍ وَّرُكُوْعٍ وَّسُجُوْدٍ مَّا رَاَيْتُهُ يَفْعَلُهُ فِىْ صَلاَةٍ قَطُّ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ**[2]

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں سورج گرہن ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھبرا کر اٹھے کہ شاید قیامت آئی اور مسجد تشریف لے آئے۔اللہ کے حضور نماز کے لیے کھڑے ہوگئے اور اتنا طویل قیام اور رکوع وسجود کیا کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی نماز میں کبھی اتنا طویل قیام اور رکوع وسجود کرتے نہیں دیکھا۔اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

**مَسئله 26** **رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر محلّہ میں مسجد تعمیر کرنے کا حکم دیا ہے۔**

**وضاحت :** حدیث مسئلہ نمبر 58 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

❀❀❀

[1] کتاب الصلاۃ ، باب الصلاۃ اذا قدم من سفر

[2] کتاب الکسوف، باب ذکر النداء بصلاۃ الکسوف الصلاۃ ، رقم الحدیث 1518

# وَجُوْبُ اِتْیَانِ الْمَسْجِدِ

# (نماز کے لئے) مسجد میں آنا واجب ہے

**مَسئلہ 27** اذان سننے والوں کے لئے فرض نماز مسجد میں آ کر ادا کرنا واجب ہے۔

**عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : اَتَی النَّبِیَّ ﷺ رَجُلٌ اَعْمٰی ، فَقَالَ : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! اِنَّهُ لَیْسَ لِیْ قَائِدٌ یَقُوْدُنِیْ اِلَی الْمَسْجِدِ ، فَسَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنْ یُّرَخِّصَ لَهُ فَیُصَلِّیْ فِیْ بَیْتِهٖ، فَرَخَّصَ لَهُ فَلَمَّا وَلّٰی دَعَاهُ ، فَقَالَ ((هَلْ تَسْمَعُ النِّدَاءَ بِالصَّلاَةِ ؟)) فَقَالَ : نَعَمْ !" قَالَ ((فَاَجِبْ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ❶**

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک نابینا صحابی (حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ) حاضر ہوئے اور عرض کی ''یا رسول اللہ ﷺ! میرے پاس کوئی ایسا آدمی نہیں جو مجھے مسجد میں لے کر آئے۔'' اور آپ ﷺ سے گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت طلب کی۔ آپ ﷺ نے اسے رخصت دے دی، لیکن جب وہ نابینا صحابی واپس پلٹے تو آپ ﷺ نے انہیں بلایا اور پوچھا ''کیا تم اذان کی آواز سنتے ہو؟'' انہوں نے عرض کیا ''ہاں یا رسول اللہ ﷺ! آواز تو سنتا ہوں۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''تو پھر مسجد میں آ کر نماز پڑھو۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

**عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ (( مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ یَأْتِهٖ فَلاَ صَلاَةَ لَهُ اِلاَّ مِنْ عُذْرٍ )) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ❷ (صحیح)**

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''جس نے اذان سنی اور

❶ کتاب المساجد ، باب یجب اتیان المسجد، رقم الحدیث 1486
❷ کتاب المساجد ، باب التغلیظ فی التخلف من الجماعة (645/1)

نماز کے لئے (شرعی عذر کے بغیر) نہ آیا تو اس کی نماز نہیں ہوئی۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

**مَسئلہ 28** فرض نماز گھر میں ادا کرنا سراسر گمراہی ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ : اِنَّ اللّٰهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ سُنَنَ الْهُدٰى وَ اِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى (اَلصَّلاَةُ فِى الْمَسْجِدِ الَّذِىْ يُؤَذَّنُ فِيْهِ) وَ لَوْ اَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِىْ بُيُوْتِكُمْ كَمَا يُصَلِّىْ هٰذَا الْمُتَخَلِّفُ فِىْ بَيْتِهٖ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ وَ لَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ''بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کے لئے عبادت کے طریقے مقرر فرما دیئے ہیں ان میں سے ایک طریقہ یہ ہے کہ جس مسجد میں اذان دی جائے اس میں حاضر ہو کر نماز ادا کرو پس اگر تم اپنے گھروں میں (فرض) نماز پڑھو گے جس طرح فلاں شخص جماعت چھوڑنے والا گھر میں نماز ادا کرتا ہے تو گویا تم نے اپنے نبی کا طریقہ چھوڑ دیا اور اگر تم لوگ اپنے نبی کا طریقہ چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

**مَسئلہ 29** مسجد میں نہ آنے والے منافق ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ : لَقَدْ رَأَيْتُنَا وَ مَا يَتَخَلَّفُ عَنِ الصَّلاَةِ اِلاَّ مُنَافِقٌ قَدْ عُلِمَ نِفَاقُهٗ اَوْ مَرِيْضٌ اِنْ كَانَ الْمَرِيْضُ لَيَمْشِىْ بَيْنَ رَجُلَيْنِ حَتّٰى يَاتِىَ الصَّلاَةَ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ [2]

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) یہ سمجھتے تھے کہ مسجد میں آ کر نماز نہ ادا کرنے والا ایسا منافق ہے جس کا نفاق بالکل واضح ہے یا پھر وہ بیمار ہے حالانکہ (ہم میں سے، جو شخص بیمار ہوتا) وہ بھی دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر مسجد میں آتا اور نماز ادا کرتا۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

**مَسئلہ 30** صرف عشاء اور فجر کی نماز کے لئے مسجد میں نہ آنے والے بھی منافق ہیں۔

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اِنَّ اَثْقَلَ صَلاَةٍ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ صَلاَةُ الْعِشَاءِ وَ صَلاَةُ الْفَجْرِ وَ لَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِيْهِمَا لَاَتَوْهُمَا وَ لَوْ حَبْوًا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [3]

---

1. كتاب المساجد ، باب صلاة الجماعة من سنن الهدى، رقم الحديث 1488
2. كتاب المساجد ، باب صلاة الجماعة من سنن الهدى، رقم الحديث 1487
3. كتاب المساجد ، باب التشديد فيمن يتخلف عن الجماعة ، رقم الحديث 1482

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''نماز عشاء اور نمازِ فجر مسجد میں آ کر ادا کرنا منافقوں پر بہت بھاری ہے اگر انہیں علم ہو جائے کہ ان دونوں نمازوں کا مسجد میں آ کر ادا کرنا کتنا زیادہ اجر و ثواب کا باعث ہے تو وہ مسجد میں گھٹنوں کے بل چل کر آئیں۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

## مَسئلہ 31 مسجد میں حاضر نہ ہونے والوں کے گھروں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جلانے کا ارادہ فرمایا۔

**عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (( لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ بِالصَّلاَةِ فَتُقَامُ ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلاً فَیُصَلِّیْ بِالنَّاسِ ثُمَّ اَنْطَلِقُ مَعِیَ بِرِجَالٍ مَعَهُمْ حُزَمٌ مِنْ حَطَبٍ اِلٰی قَوْمٍ لاَ یَشْهَدُوْنَ الصَّلاَةَ فَاُحَرِّقَ عَلَیْهِمْ بُیُوْتَهُمْ بِالنَّارِ )) رَوَاهُ مُسْلِمٌ**[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میں نے ارادہ کیا کہ لوگوں کو نماز پڑھنے کا حکم دوں اور پھر ایک آدمی سے کہوں کہ لوگوں کی جماعت کرائے پھر کچھ دوسرے لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر جاؤں اور لکڑیوں کا ڈھیر ساتھ ہو، جنہیں آگ لگا کر اُن لوگوں کے گھر جلا دوں، جو نماز کے لئے نہیں آتے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

***

[1] كتاب المساجد ، باب التشديد فيمن يتخلف عن الجماعة ، رقم الحديث 1482

# فَضُلُ الْمَسُجِدِ

# مسجد کی فضیلت

**مَسئله 32** مساجد اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (( مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِیْ بَیْتٍ مِّنْ بُیُوْتِ اللّٰهِ یَتْلُوْنَ کِتَابَ اللّٰهِ وَیَتَدَارَسُوْنَهٗ بَیْنَهُمْ اِلاَّ نَزَلَتْ عَلَیْهِمُ السَّکِیْنَةُ وَغَشِیَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلاَئِکَةُ وَذَکَرَهُمُ اللّٰهُ فِیْمَنْ عِنْدَهٗ وَمَنْ بَطَّأَ بِهٖ عَمَلُهٗ لَمْ یُسْرِعْ بِهٖ نَسَبُهٗ .رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جب کچھ لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی ایک گھر (یعنی مسجد) میں جمع ہو کر قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے سے قرآن پڑھتے پڑھاتے ہیں تو ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اللہ کی رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ان کے پاس کرتے ہیں جو اس کے پاس ہیں (یعنی فرشتے) اور (یاد رکھو!) جس شخص کو اس کے عمل نے پیچھے رکھا اس کا نسب اس کو آگے نہیں کر سکے گا۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

**مَسئله 33** مساجد جنت کے باغ ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا )) قُلْتُ : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! وَ مَا رِیَاضُ الْجَنَّةِ ؟ قَالَ (( اَلْمَسَاجِدُ )) قُلْتُ : وَ مَا الرَّتْعُ ؟ قَالَ (( سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ )) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ[2] (حسن)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جب تمہارا گزر جنت کے باغوں میں

---

[1] کتاب الذکر والدعاء باب فضل اجتماع علی تلاوۃ القرآن،رقم الحدیث 6853

[2] الترغیب والترهیب ، لمحی الدین دیب ، الجزء الثانی ، رقم الحدیث 2323

سے ہوتو اس کے میوے کھایا کرو۔'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جنت کے باغ کون سے ہیں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''مساجد'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''میوے کون سے ہیں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''سبحان اللہ، والحمدللہ، ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

**مسئله 34** روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ پسندیدہ جگہیں مساجد ہیں۔

**عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ (( اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مَسَاجِدُهَا وَاَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی اَسْوَاقُهَا)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ** [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ کو شہروں میں سے سب سے زیادہ محبوب جگہیں مساجد ہیں اور شہروں میں سے سب سے زیادہ ناپسندیدہ جگہیں بازار ہیں۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

**مسئله 35** مساجد امن وامان اور سلامتی کی جگہیں ہیں۔

**عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ فِی الْمَسْجِدِ وَ مَعَهٗ سِهَامٌ ، فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَمْسِکْ بِنِصَالِهَا )) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ** [2]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی مسجد میں آیا اور اس کے پاس تیر تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا ''اس کی نوکیں تھام کے رکھو۔'' (تاکہ کسی کو زخمی نہ کریں) اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

**مسئله 36** دنیا کی مساجد آسمان والوں کو اسی طرح چمکتی نظر آتی ہے جس طرح زمین والوں کو آسمان کے ستارے چمکتے نظر آتے ہیں۔

**عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : اَلْمَسَاجِدُ بُيُوْتُ اللّٰهِ فِی الْاَرْضِ تُضِیءُ لِاَهْلِ السَّمَآءِ کَمَا تُضِیءُ نُجُوْمُ السَّمَآءِ لِاَهْلِ الْاَرْضِ. رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ** [3] (صحيح)

[1] كتاب المساجد ، باب فضل، الجلوس فی مصلاه بعد الصبح، رقم الحديث 1528

[2] كتاب الصلاة ، باب ياخذ بنصول النبل اذا مر فی المسجد

[3] مجمع الزوائد ، 110/2 (رقم الحديث 1934)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں مساجد روئے زمین پر اللہ کے گھر ہیں جو آسمان والوں (یعنی فرشتوں) کو اس طرح چمکتی نظر آتی ہیں جس طرح زمین والوں کو آسمان کے ستارے چمکتے نظر آتے ہیں۔ اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

**مَسئله 37** مومن آدمی کو مسجد میں ویسا ہی اطمینان اور سکون حاصل ہوتا ہے جیسا اپنے گھر میں۔

**مَسئله 38** مسجد ہر مومن آدمی کا گھر ہے۔

عَنْ اَبِیْ دَرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ (( الْمَسْجِدُ بَیْتُ كُلِّ تَقِيٍّ)). رَوَاهُ ابْنُ عَسَاكِرٍ[1] (حسن)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے ''مسجد ہر متقی شخص کا گھر ہے۔'' اسے ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔

**مَسئله 39** مسجد میں با جماعت نماز، تنہا نماز پڑھنے سے 25 تا 27 درجہ زیادہ اجر وثواب رکھتی ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ یَقُوْلُ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((صَلَاةٌ مَعَ الْاِمَامِ اَفْضَلُ مِنْ خَمْسٍ وَّعِشْرِیْنَ صَلَاةً یُصَلِّیْهَا وَحْدَهُ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ[2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''امام کے ساتھ (مسجد میں) ادا کی گئی نماز 25 درجے زیادہ ثواب رکھتی ہے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ (( صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ اَفْضَلُ مِنْ صَلَاةِ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعَشِرِیْنَ دَرَجَةً)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ[3]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''جماعت کی نماز تنہا نماز سے 27 درجہ زیادہ ثواب رکھتی ہے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

[1] سلسلة الاحاديث الصحيحة ، الجزء الثانى ، رقم الحديث 716
[2] كتاب المساجد ، باب فضل الصلاة الجماعة، رقم الحديث 1476
[3] كتاب المساجد ، باب فضل الصلاة الجماعة

وضاحت : ثواب میں درجات کا فرق نمازی کے ایمان، خلوص اور نماز کی سنت کے مطابق ادائیگی کی وجہ سے ہے۔ واللہ اعلم بالصواب!

## مَسئله 40 مسجد میں تکبیر اولیٰ کے ساتھ مسلسل چالیس نمازیں پڑھنے والے کے لیے نفاق اور جہنم سے براءت لکھ دی جاتی ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ صَلّٰى لِلّٰهِ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا فِيْ جَمَاعَةٍ يَدْرِكُ التَّكْبِيْرَةَ الْاُوْلٰى كُتِبَ لَهُ بَرَاءَتَانِ بَرَائَةٌ مِنَ النَّارِ وَبَرَائَةٌ مِنَ النِّفَاقِ)). رَوَاهُ التِرْمِذِيُّ[1] (حسن)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جس نے چالیس دن تک تکبیر اولیٰ کے ساتھ اللہ کو راضی کرنے کے لیے باجماعت نماز ادا کی اس کے لیے آگ اور نفاق سے برأت لکھ دی جاتی ہے۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

## مَسئله 41 نمازِ فجر مسجد میں ادا کرنے والا اللہ کی پناہ میں آجاتا ہے۔

عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فَهُوَ فِيْ ذِمَّةِ اللّٰهِ فَلَا يَطْلُبَنَّكُمْ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ[2]

حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جس نے صبح کی نماز (مسجد میں) باجماعت ادا کی وہ اللہ کی پناہ میں آگیا اور اللہ جس شخص سے پناہ (خراب کرنے) کا حق طلب کرے گا اسے جہنم کی آگ میں ڈالے بغیر نہیں چھوڑے گا۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : ''جس سے اللہ نے اپنی پناہ کا حق طلب کیا'' سے مراد یہ ہے کہ فجر کی نماز پڑھنے والے کو اللہ نے اپنی پناہ میں لے کر امن دیا تھا اب جو کوئی بھی اس نمازی پر ظلم یا زیادتی کرے گا اس نے گویا اللہ کی دی ہوئی پناہ پر ہاتھ ڈالا لہٰذا اللہ اسے جہنم میں ڈالے گا۔

## مَسئله 42 نمازِ فجر اور نمازِ عشاء مسجد میں باجماعت ادا کرنے والے کو رات بھر قیام کا ثواب ملتا ہے۔

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ ﷺ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِيْ جَمَاعَةٍ

---

[1] ابواب الصلاة ، باب فی فضل التکبیرة الاولیٰ ، رقم الحدیث 224

[2] کتاب المساجد ، باب فضل صلاة العشاء والصبح فی جماعة ، رقم الحدیث 1493

فَكَاَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَكَاَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جس نے نماز عشاء (مسجد میں) باجماعت ادا کی اس نے گویا آدھی رات تک قیام کیا اور جس نے (نماز عشاء باجماعت پڑھنے کے بعد) صبح کی نماز (مسجد میں) باجماعت ادا کی اس نے گویا رات بھر قیام کیا۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

[1] كتاب المساجد ، باب صلاة العشاء والصبح فى جماعة ، رقم الحديث 1491

# فَضْلُ مَسْجِدِ الْحَرَامِ

## مسجد حرام کی فضیلت

**مَسئلہ 43** اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے روئے زمین پر سب سے پہلے مسجد حرام تعمیر کی گئی۔

**مَسئلہ 44** مساجد خیر و برکت کا منبع اور ہدایت کا سرچشمہ ہیں نیز مساجد امن اور امان کی جگہیں ہیں۔

﴿ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ○ فِیْہِ اٰیٰتٌ م بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرَاھِیْمَ وَ مَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا ﴾(3:97-96)

''بے شک سب سے پہلا (اللہ کا) گھر جو تعمیر کیا گیا وہ وہی ہے جو مکہ میں ہے اس گھر کو برکت دی گئی ہے اور سارے جہان والوں کے لئے مرکز ہدایت بنایا گیا ہے اس میں کھلی نشانیاں ہیں اس میں ابراہیم کا مقام عبادت ہے اور جو بھی اس گھر میں داخل ہوتا ہے امن پا تا ہے۔'' (سورہ آل عمران، آیت 97-97)

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ : قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَیُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِیْ الْاَرْضِ اَوَّلُ ؟ قَالَ (( اَلْمَسْجِدُ الْحَرَامُ )) قُلْتُ : ثُمَّ اَیٌّ ؟ قَالَ (( اَلْمَسْجِدُ الْاَقْصٰی )) قُلْتُ : کَمْ بَیْنَھُمَا ؟ قَالَ ((اَرْبَعُوْنَ سَنَۃً وَاَیْنَمَا اَدْرَکَتْکَ الصَّلاَۃُ فَصَلِّ فَھُوَ مَسْجِدٌ)) رَوَاہُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا ''یارسول اللہ ﷺ! زمین پر سب سے پہلے کون سی مسجد تعمیر کی گئی؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''مسجد حرام'' میں نے عرض کیا ''اس کے بعد کون سی؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''مسجد اقصیٰ'' میں نے عرض کیا ''ان دونوں کی تعمیر کے درمیان کتنا عرصہ ہے؟'' آپ

---

[1] کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ ، باب المساجد و مواضع الصلاۃ، رقم الحدیث 1161

ﷺ نے فرمایا ''چالیس سال! اور تجھے جہاں بھی نماز کا وقت آ جائے وہیں نماز پڑھ لے۔ وہ جگہ مسجد (ہی) ہے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

**مَسئلہ 45** **مسجد حرام میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔**

**عَنْ جَابِرٍ ﷛ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((صَلاَةٌ فِيْ مَسْجِدِيْ اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلاَةٍ فِيْمَا سِوَاهُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ وَصَلاَةٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَفْضَلُ مِنْ مِائَةِ اَلْفِ صَلاَةٍ فِيْهِ سِوَاهُ . رَوَاهُ اَحْمَدُ[1]** **(صحيح)**

حضرت جابر ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''میری مسجد میں نماز ادا کرنے کا اجر (دوسری مساجد کے مقابلے میں) ہزار گنا زیادہ ہے سوائے مسجد حرام کے اور مسجد حرام میں ایک نماز کا ثواب (دوسری مساجد کے مقابلے میں) ایک لاکھ گنا زیادہ ہے۔'' اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

❀❀❀

[1] صحيح الجامع الصغير ، للالبانى ، رقم الحديث 3732
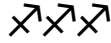
# فَضْلُ الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی

## مسجد اقصیٰ کی فضیلت

**مَسئلہ 46** مسجد اقصیٰ میں نماز ادا کرنے والا اس طرح گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے جس طرح آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((لَمَّا فَرَغَ سُلَیْمَانُ بْنُ دَاوٗدَ علیہ السلام مِنْ بَنَاءِ بَیْتِ الْمَقْدِسِ سَأَلَ اللّٰہَ ثَلَاثًا حُکْمًا یُصَادِفُ حُکْمَہٗ وَمُلْکًا لَّا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِنْ بَعْدِہٖ وَاَلَّا یَاتِیَ ھٰذَا الْمَسْجِدَ اَحَدٌ لَّا یُرِیْدُ اِلَّا الصَّلَاۃَ فِیْہِ اِلَّا خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِہٖ کَیَوْمٍ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ)) فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((اِمَّا اثْنَتَانِ فَقَدْ اُعْطِیَھُمَا وَاَرْجُوْ اَنْ یَکُوْنَ قَدْ اُعْطِیَ الثَّالِثَۃَ)). رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ[1] (صحیح)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''حضرت سلیمان علیہ السلام بن داود علیہ السلام جب بیت المقدس کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ سے تین دعائیں مانگیں۔ ① اللہ تعالیٰ انہیں ایسی حکومت دے جس میں وہ اللہ کے حکم کے مطابق فیصلے کریں۔ ② اللہ انہیں ایسی حکومت دے کہ ان کے بعد ایسی حکومت کسی دوسرے کو نہ ملے۔ ③ جو شخص اس مسجد میں نماز کے ارادے سے آئے وہ گناہوں سے اس طرح پاک صاف ہو جائے جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔'' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے ان کی دو دعائیں تو قبول فرمالیں مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تیسری دعا بھی قبول فرمالیں گے۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

**مَسئلہ 47** مسجد اقصیٰ میں ایک نماز پڑھنے کا ثواب پانچ سو نمازوں کے برابر ہے۔

عَنْ أَبِی الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ الصَّلَاۃُ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِائَۃِ أَلْفِ

[1] کتاب الصلاۃ ، باب ما جآء فی صلاۃ فی مسجد بیت المقدس (1156/1)

صَلاَةٍ وَالصَّلاَةُ فِيْ مَسْجِدِيْ بِأَلْفِ صَلاَةٍ وَالصَّلاَةُ فِيْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ بِخَمْسَمِائَةِ صَلاَةٍ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ ❶ (حسن)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مسجد حرام میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نماز کے برابر ہے اور میری مسجد میں ایک نماز کا ثواب ہزار نماز کے برابر اور مسجد اقصیٰ میں ایک نماز کا ثواب پانچ سو نمازوں کے برابر ہے۔'' اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

**مَسئلہ 48 زیادہ ثواب حاصل کرنے کی نیت سے مسجد اقصیٰ کا سفر اختیار کرنا جائز ہے۔**

**وضاحت :** حدیث مسئلہ نمبر 50 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

❶ الترغيب والترهيب لمحى الدين ديب كتاب الحج باب الترغيب في الصلاة في المسجد الحرام و مسجد المدينة و بيت المقدس و قباء. رقم الحديث 1776

# فَضُلُ مَسُجِدِ النَّبِیِّ ﷺ

## مسجد نبوی ﷺ کی فضیلت

**مَسئلہ 49** مسجد نبوی کی بنیاد خالص تقویٰ اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول پر ہے۔

﴿ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۝﴾(9:108)

''جو مسجد پہلے روز سے ہی تقویٰ کی بنیاد پر بنائی گئی ہے وہ اس بات کے لئے زیادہ موزوں ہے کہ تم اس میں (عبادت کے لئے) کھڑے ہو اس میں ایسے لوگ (عبادت کرنے) آتے ہیں جو پاک رہنا پسند کرتے ہیں اور اللہ پاک رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔'' (سورہ التوبہ، آیت نمبر 108)

عَنْ اَبِي سَعِيْد الخُدْرِيِّ ﷺ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَيُّ الْمَسْجِدَيْنِ الَّذِي أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى؟ قَالَ فَأَخَذَ كَفًّا مِّنْ حَصْبَاءَ فَضَرَبَ بِهِ الْأَرْضَ ثُمَّ قَالَ ''هُوَ مَسْجِدُكُمْ هٰذَا'' لِمَسْجِدِ الْمَدِيْنَةِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ان دونوں مسجدوں (یعنی مسجد نبوی ور مسجد قباء) میں سے کونسی مسجد ہے جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے ایک مٹھی کنکر لئے اور زمین پر پھینک کر فرمایا ''تمہاری یہی مسجد یعنی مسجد نبوی۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

**مَسئلہ 50** مسجد نبوی میں ایک نماز کا ثواب ہزار نماز کے برابر ہے۔

**وضاحت:** حدیث مسئلہ نمبر 45 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

**مَسئلہ 51** زیادہ اجر و ثواب حاصل کرنے کی نیت سے مسجد نبوی کا سفر اختیار کرنا

---

[1] كتاب الحج. باب بيان المسجد الذي أسس على التقوى

جائز ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ یَبْلُغُ بِهِ النَّبِیَّ ﷺ (( لاَ تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلاَّ اِلٰی ثَلاَثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِیْ هٰذَا وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الْاَقْصٰی )) رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت ابو ہریرہ ؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں ”تین مساجد کے علاوہ کسی دوسری مسجد کا (زیادہ ثواب حاصل کرنے کی نیت سے) سفر اختیار نہ کیا جائے ① مسجد نبوی ② مسجد حرام اور ③ مسجد اقصیٰ۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

**مَسئله 52** **مسجد نبوی میں آپ ﷺ کے حجرہ مبارک اور آپ ﷺ کے منبر شریف کی درمیانی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔**

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ (( مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِیْ عَلٰی حَوْضِیْ )) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ[2]

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”میرے حجرے اور منبر کے درمیان والی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر واقع ہے۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

**وضاحت :** یاد رہے کہ مسجد نبوی میں روضۃ الجنۃ کو سفید سنگ مرمر کے ستونوں اور سفید قالینوں سے نمایاں کیا گیا ہے اس جگہ کا دوسرا نام ”روضہ شریف“ ہے اور جہاں آپ ﷺ کی قبر مبارک ہے اسے حجرہ شریف کہا جاتا ہے۔

❀❀❀

---

[1] كتاب الحج ، باب فضل المساجد الثلاثة، رقم الحديث 3384

[2] باب فضل ما بين القبر و المنبر ، رقم الحديث 1120

# فَضْلُ مَسْجِدِ قُبَاءٍ

## مسجد قباء کی فضیلت

**مَسئله 53** مسجد قباء میں دو رکعت نماز ادا کرنے کا ثواب عمرہ کے برابر ہے۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ خَرَجَ حَتّٰى يَأْتِيَ هٰذَا الْمَسْجِدَ مَسْجِدَ قُبَاءَ فَصَلّٰى فِيْهِ كَانَ لَهُ عَدْلُ عُمْرَةٍ)) رَوَاهُ النَّسَائِيُّ[1] (صحيح)

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جو شخص (اپنے گھر سے) نکلے اور اس مسجد یعنی مسجد قباء میں آ کر (دو رکعت) نماز ادا کرے تو اسے عمرہ کے برابر ثواب ملے گا۔'' اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

**مَسئله 54** مسجد قباء کی زیارت کرنا مسنون ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَزُوْرُ قُبَاءَ رَاكِبًا وَّمَاشِيًا . رَوَاهُ مُسْلِمٌ[2]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سوار ہو کر اور کبھی پیدل چل کر مسجد قباء کی زیارت فرمایا کرتے تھے۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

[1] كتاب المساجد ، باب فضل مسجد قباء و الصلاة فيه، رقم الحديث 699

[2] كتاب الحج ، باب فضل مسجد قباء، رقم الحديث 3389

# حُبُّ الْمَسَاجِدِ وَاجِبٌ

## مسجدوں سے محبت کرنا واجب ہے

**مَسئلہ 55** اللہ تعالیٰ مسجدوں سے محبت کرتے ہیں، لہٰذا ہر مسلمان کو مسجدوں سے محبت کرنی چاہئے۔

**عَنِ اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ (( اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مَسَاجِدُهَا وَاَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى اَسْوَاقُهَا)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ**[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''شہروں میں سے اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ محبوب جگہیں مساجد ہیں اور شہروں میں سے سب سے زیادہ ناپسندیدہ جگہیں بازار ہیں۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

**مَسئلہ 56** ہر مسلمان کو مسجد سے اسی طرح محبت کرنی چاہئے جس طرح وہ اپنے گھر سے محبت کرتا ہے۔

**عَنْ اَبِیْ دَرْدَاءٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ (( اَلْمَسْجِدُ بَيْتُ كُلِّ تَقِيٍّ)). رَوَاهُ ابْنِ عَسَاكِرٍ**[2] (حسن)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے ''مسجد ہر متقی شخص کا گھر ہے۔'' اسے ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔

♦ ♦ ♦

[1] كتاب المساجد ، باب فضل، الجلوس فی مصلاه بعد الصبح

[2] سلسلة الاحاديث الصحيحة ، الجزء الثانی ، رقم الحديث 716

# اَلْاَجْرُ لِمَنْ عَلَّقَ قَلْبَهُ بِالْمَسْجِدِ

## مسجد سے گہرا تعلق رکھنے کا ثواب

**مَسئلہ 57** جس شخص کا دل ہر وقت مسجد سے اٹکا رہے قیامت کے روز وہ اللہ تعالیٰ کے عرش کے سائے تلے ہوگا۔

**عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ:((سَبْعَةٌ یُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظِلِّهٖ یَوْمَ لاَ ظِلَّ اِلاَّ ظِلُّهُ اَلْاِمَامُ الْعَادِلُ وَشَابٌ نَشَأَ فِیْ عِبَادَةِ رَبِّهٖ وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِیْ الْمَسَاجِدِ وَرَجُلاَنِ تَحَابَّا فِیْ اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلٰی ذٰلِکَ وَتَفَرَّقَا عَلَیْهِ وَرَجُلٌ طَلَبَتْهُ اِمْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصَبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّی اَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ اَخْفٰی حَتّٰی لاَ تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ یَمِیْنُهُ وَرَجُلٌ ذَکَرَ اللّٰهَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاهُ)). رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ** [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ (اپنے عرش کا) سایہ مہیا کرے گا جب اس کے (عرش کے) سائے کے علاوہ کہیں سایہ نہ ہوگا ① انصاف کرنے والا حکمران ② وہ نوجوان جس نے اپنی نوجوانی اللہ کی عبادت میں گزار دی ③ وہ شخص جس کا دل ہر وقت مسجد میں اٹکا رہتا ہے ④ وہ دو آدمی جنہوں نے خالص اللہ کی رضا کے لئے ایک دوسرے سے محبت کی اس محبت پر اکٹھے ہوئے اور اس محبت پر الگ ہوئے ⑤ وہ مرد جسے اونچے خاندان اور حسین وجمیل عورت نے دعوتِ گناہ دی لیکن اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں ⑥ وہ مرد جس نے اس طرح صدقہ کیا کہ بائیں ہاتھ کو بھی علم تک نہ ہو کہ دائیں ہاتھ نے کیا صدقہ کیا ہے ⑦ وہ مرد جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور اس کی آنکھوں سے (اللہ کے ڈر سے) آنسو بہہ نکلے۔'' (بخاری)

**وضاحت :** مسجد سے دل اٹکنے کا مطلب یہ ہے ① زیادہ سے زیادہ وقت مسجد میں گزارنا ② ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے لئے مسجد میں آنے کا انتظار کرنا ③ مسجد کی صفائی کا خیال رکھنا ④ صفائی کے علاوہ مسجد کی دیگر ضروریات کا خیال رکھنا۔ واللہ اعلم بالصواب!

---

[1] کتاب الاذان ، باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلاۃ و فضل المساجد، رقم الحدیث 660

# فَضْلُ تَنْظِیْفِ الْمَسْجِدِ

# مسجد کی صفائی کرنے کی فضیلت

**مَسْئلہ 58** مساجد کو صاف ستھرا اور خوشبودار رکھنے کا حکم ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِبِنَاءِ الْمَسَاجِدِ فِی الدُّوْرِ وَ اَنْ تُنَظَّفَ وَ تُطَیَّبَ . رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبُخَارِیُّ وَ مُسْلِمٌ وَ اَبُوْدَاؤُدَ [1] (صحیح)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے محلوں میں مساجد بنانے انہیں پاک صاف اور خوشبودار رکھنے کا حکم دیا ہے۔'' اسے احمد، بخاری، مسلم اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

**مَسْئلہ 59** مسجد کی دیوار پر لگا ہوا بلغم آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے صاف کیا۔

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ رَاٰی نُخَامَةً فِی الْقِبْلَةِ فَشَقَّ ذٰلِکَ عَلَیْهِ حَتّٰی رُءِیَ فِیْ وَجْهِهٖ ، فَقَامَ فَحَكَّهٗ بِیَدِهٖ . رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ [2]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے قبلہ کی دیوار پر بلغم لگا ہوا دیکھا تو آپ ﷺ کو سخت ناگوار محسوس ہوا حتی کہ آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر بھی ناگواری کے آثار دکھائی دیئے، آپ ﷺ اٹھے اور اپنے دست مبارک سے اسے صاف کر دیا۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

**مَسْئلہ 60** ہر مومن آدمی کو مسجد کی دیکھ بھال اور صفائی کا اسی طرح اہتمام کرنا چاہیے جس طرح وہ اپنے گھر کی دیکھ بھال اور صفائی کا خیال رکھتا ہے۔

**وضاحت :** حدیث مسئلہ نمبر 56 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

---

[1] صحیح سنن ابی داؤد، للالبانی ، الجزء الاول ، رقم الحدیث 436

[2] کتاب الصلاۃ ، باب حک البزاق بالید من المسجد، رقم الحدیث 405

**مَسئلہ 61** مسجد کی صفائی کرنے والی خاتون کی نماز جنازہ کے لیے آپ ﷺ نے خصوصی اہتمام فرمایا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ امْرَاَةَ سَوْدَاءَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَتْ تَقُمُّ الْمَسْجِدَ اَوْ شَابًا فَفَقَدَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَاَلَ عَنْهَا اَوْ عَنْهُ فَقَالُوْا مَاتَ ، قَالَ اَفَلاَ كُنْتُمْ اٰذَنْتُمُوْنِیْ؟ قَالَ فَكَاَنَّهُمْ صَغَّرُوْا اَمْرَهَا اَوْ اَمْرَهُ فَقَالَ (( دُلُّوْنِیْ عَلٰی قَبْرِهٖ )) فَدَلُّوْهُ فَصَلّٰی عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَ (( اِنَّ هٰذِهِ الْقُبُوْرَ مَمْلُوْئَةٌ ظُلْمَةً عَلٰی اَهْلِهَا وَاِنَّ اللّٰهَ يُنَوِّرُهَا لَهُمْ بِصَلاَتِیْ عَلَيْهِمْ )). رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک کالے رنگ کی عورت (یا مرد) مسجد کی خدمت کرتی تھی رسول اللہ ﷺ کو (چند دن) نظر نہ آئی تو آپ ﷺ نے لوگوں سے اس کے بارے میں سوال کیا تو لوگوں نے بتایا ''وہ تو فوت ہو چکی ہے'' آپ ﷺ نے فرمایا ''تم لوگوں نے مجھے کیوں نہیں بتایا؟'' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں لوگوں نے اسے معمولی بات سمجھ کر آپ کو اطلاع نہ دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''مجھے اس کی قبر بتاؤ'' لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو اس کی قبر بتائی تو آپ ﷺ نے اس پر نماز جنازہ پڑھی۔ پھر فرمایا ''یہ قبریں تاریکی سے بھری ہوئی ہیں میری نماز (یا دعاء) کی وجہ سے اللہ انہیں روشن فرما دیتا ہے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

**مَسئلہ 62** مسجد میں گند ڈالنا یا گند صاف نہ کرنا نمازی کے نامہ اعمال میں گناہ کے طور پر لکھا جاتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ (( عُرِضَتْ عَلَیَّ اَعْمَالُ اُمَّتِیْ حَسَنُهَا وَسَيِّئُهَا فَوَجَدْتُ فِیْ مَحَاسِنِ اَعْمَالِهَا الاَذٰی يُمَاطُ عَنِ الطَّرِيْقِ وَوَجَدْتُ فِیْ مُسَاوِیْ اَعْمَالِهَا النُّخَاعَةَ تَكُوْنُ فِی الْمَسْجِدِ وَلاَ تُدْفَنُ )). رَوَاهُ مُسْلِمٌ[2]

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''میری امت کے اچھے اور برے سارے اعمال لائے گئے میں نے ان کے اچھے کاموں میں سے راستہ سے ایذا دینے والی چیزوں کو ہٹا دینا دیکھا اور ان کے برے کاموں میں سے وہ بلغم (تھوک) جو مسجد میں تھا، لیکن دفن نہ کیا گیا، اسے بھی دیکھا۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

[1] کتاب الجنائز ، باب الصلاۃ علی القبر بعد ما یدفن، رقم الحدیث 2215

[2] کتاب المساجد ، باب النھی عن البصاق فی المسجد، رقم الحدیث 1233

# ثَوَابُ مَنْ جَاءَ اِلَى الْمَسْجِدِ لِلصَّلاةِ

# مسجد میں نماز کے لیے آنے کا ثواب

**مَسئله 63** مسجد میں آنے والے نمازیوں کی اللہ تعالیٰ عزت فرماتے ہیں۔

عَنْ سَلْمَانَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ (( مَنْ تَوَضَّأَ فِيْ بَيْتِهِ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اَتَى الْمَسْجِدَ فَهُوَ زَائِرُ اللّٰهِ وَحَقٌّ عَلَى الْمَزُوْرِ اَنْ يُّكْرِمَ الزَّائِرَ )). رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ ❶ (حسن)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''جس نے گھر میں وضو کیا اور بہت اچھا وضو کیا پھر مسجد میں حاضر ہوا وہ اللہ کا مہمان ہے اور میزبان پر یہ حق ہے کہ وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔'' اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

**مَسئله 64** صبح وشام نماز کے لیے مسجد جانے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ صبح وشام جنت میں میزبانی فرماتے ہیں۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ (( مَنْ غَدَا اِلَى الْمَسْجِدِ وَرَاحَ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُ نُزُلَهُ مِنَ الْجَنَّةِ كُلَّمَا غَدَا اَوْ رَاحَ )) . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ❷

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''جو شخص صبح وشام مسجد میں جاتا ہے اس کی صبح کے وقت آمد پر اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں میزبانی تیار فرماتے ہیں اور شام کے وقت آمد پر اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں میزبانی فرماتے ہیں۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

**مَسئله 65** مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے والے کے ہر قدم پر ایک گناہ معاف ہوتا ہے اور ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔

---

❶ الترغیب والترهیب ، للالبانی ، رقم الحدیث 320

❷ کتاب الاذان ، باب فضل من غدا الی المسجد ومن راح، رقم الحدیث662

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((مَنْ رَاحَ إِلَى الْمَسْجِدِ جَمَاعَةً فَخُطْوَتَاهُ خُطْوَةٌ تَمْحُوا سَيِّئَةً وَخُطْوَةٌ تُكْتَبُ حَسَنَةً ذَاهِبًا وَرَاجِعًا)). رَوَاهُ ابْنُ حَبَّانَ ❶ (حسن)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''جو شخص جماعت میں شرکت کے لیے مسجد میں گیا اس کے ہر قدم پر ایک گناہ معاف ہوتا ہے اور ایک نیکی نامہ اعمال میں لکھی جاتی ہے مسجد جاتے ہوئے بھی اور گھر واپس آتے ہوئے بھی۔'' اسے ابن حبان نے روایت کیا ہے۔

**مسئلہ 66** گھر سے وضو کر کے مسجد میں آنے والے نمازی کے لیے ہر قدم پر دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

**مسئلہ 67** گھر سے وضو کر کے مسجد میں آنے والے نمازی کے گھر واپس جانے تک کا سارا وقت نماز میں لکھا جاتا ہے۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ (( إِذَا تَطَهَّرَ الرَّجُلُ ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ يَرْعَى الصَّلَاةَ كَتَبَ لَهُ كَاتِبَاهُ أَوْ كَاتِبُهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَخْطُوهَا إِلَى الْمَسْجِدِ عَشْرَ حَسَنَاتٍ وَالْقَاعِدُ يَرْعَى الصَّلَاةَ كَالْقَانِتِ وَيُكْتَبُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ مِنْ حِيْنَ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهِ حَتّٰى يَرْجِعَ إِلَيْهِ )) . رَوَاهُ أَحْمَدُ ❷ (صحیح)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''جب آدمی وضو کر کے نماز کے ارادے سے مسجد میں آتا ہے تو دونوں لکھنے والے فرشتے ...... یا ایک فرشتہ ...... ہر قدم کے بدلے دس نیکیاں لکھتے ہیں اور جو شخص نماز کے انتظار میں مسجد میں بیٹھا رہتا ہے فرشتے اس کا نام عبادت گزاروں اور فرمانبرداروں میں لکھ دیتے ہیں نیز اللہ کے ہاں اس کا شمار نمازیوں میں ہوتا ہے (اس کی یہ ساری نیکیاں) گھر سے نکلنے کے وقت سے لے کر واپس آنے تک لکھی جاتی ہیں۔'' اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

**مسئلہ 68** مسجد میں آنے والے نمازی کے ایک قدم پر ایک گناہ معاف ہوتا ہے اور دوسرے قدم پر ایک درجہ بلند ہوتا ہے۔

---

❶ کتاب الصلاۃ ، باب الامامۃ والجماعۃ فصل فی فضل الجماعۃ (2039/5) تحقیق شعیب الارناوط

❷ 648/28 تحقیق شعیب الارنؤوط ، ناشر مؤسسۃ الرسالۃ

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ تَطَهَّرَ فِیْ بَيْتِهٖ ثُمَّ مَشٰی اِلٰی بَيْتٍ مِّنْ بُيُوْتِ اللّٰهِ لِيَقْضِیَ فَرِيْضَةً مِنْ فَرَائِضِ اللّٰهِ كَانَتْ خُطْوَاتُهٗ اِحْدَاهُمَا تَحُطُّ خَطِيْئَةً وَّاُخْرٰی تَرْفَعُ دَرَجَةً)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ’’جس نے اپنے گھر میں وضو کیا پھر اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں گیا تا کہ اللہ کے عائد کردہ فرائض میں سے کوئی فرض (نماز) ادا کرے تو اس کے قدم کا معاملہ ایسا ہوگا کہ اس کے ایک قدم پر ایک گناہ معاف ہوگا اور دوسرے قدم پر ایک درجہ بلند ہو گا۔‘‘ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

### مَسئلہ 69 زیادہ فاصلے سے آنے والے نمازیوں کے لیے زیادہ ثواب اور کم فاصلے سے آنے والے نمازیوں کے لیے کم ثواب ہے۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی ﷺ قَالَ : قَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((اَعْظَمُ النَّاسِ اَجْرًا فِی الصَّلَاةِ اَبْعَدُهُمْ فَاَبْعَدُهُمْ مَمْشًی)). رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ [2]

حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ’’نماز کا سب سے زیادہ ثواب اسے ملتا ہے جو سب سے زیادہ فاصلے سے چل کر آتا ہے اور پھر اسے جو باقی لوگوں سے زیادہ فاصلے سے آتا ہے۔‘‘ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

### مَسئلہ 70 دور سے چل کر آنے والوں کے لیے زیادہ اجر و ثواب کی خوش خبری سننے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اظہار مسرت!

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَرَادَ بَنُوْ سَلِمَةَ اَنْ يَتَحَوَّلُوْا اِلٰی قُرْبِ الْمَسْجِدِ قَالَ : وَالْبِقَاعُ خَالِيَةٌ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ ((يَا بَنِیْ سَلِمَةَ دِيَارَكُمْ تُكْتَبُ اٰثَارُكُمْ)) فَقَالُوْا : مَا كَانَ يَسُرُّنَا اَنَّا كُنَّا تَحَوَّلْنَا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ [3]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں قبیلہ بنوسلمہ کے لوگوں نے مسجد نبوی ﷺ کے قریب موجود

---

[1] كتاب المساجد ، باب المشی الی الصلاة، رقم الحديث 1521
[2] كتاب الاذان ، باب فضل الصلاة الفجر فی جماعة، رقم الحديث 651
[3] كتاب المساجد، باب فضل الصلاة المكتوبه فی الجماعة، رقم الحديث 1520

خالی جگہوں میں منتقل ہونے کا ارادہ کیا۔ نبی اکرم ﷺ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا ''اے بنو سلمہ! اپنے گھروں میں ہی رہو، نماز کے لیے مسجد میں آنے پر تمہارے قدم لکھے جاتے ہیں۔'' بنوسلمہ کے لوگ کہتے ہیں ہمیں رسول اللہ ﷺ کی اس بات سے اتنی خوشی ہوئی کہ اگر مسجد کے قریب آ جاتے تو اتنی خوشی نہ ہوتی۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

**مَسئله 71** **نماز کے لیے مسجد کی طرف چل کر آنا اور امام کے ساتھ باجماعت نماز ادا کرنا گذشتہ گناہوں کی مغفرت کا باعث ہے۔**

**عَنْ عُثْمَانَ ﷛ اَنَّهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ (( مَنْ تَوَضَّأَ فَاَسْبَغَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ مَشٰى اِلٰى صَلَاةٍ مَكْتُوْبَةٍ فَصَلَّاهَا مَعَ الْإِمَامِ غُفِرَلَهُ ذَنْبُهُ)). رَوَاهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ [1] (صحيح)**

حضرت عثمان ﷛ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے ''جو شخص وضو کرے اور خوب وضو کرے پھر فرض نماز ادا کرنے کے ارادے سے مسجد کی طرف آئے اور امام کے ساتھ نماز ادا کرے اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔'' اسے ابن خزیمہ نے روایت کیا ہے۔

**مَسئله 72** **مسجد کی طرف چل کر جانا نیز مسجد میں بیٹھ کر ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا گناہوں کا کفارہ بننے والے اعمال میں سے ہے۔**

**عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ﷛ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ قَالَ (( كَفَّارَاتُ الْخَطَايَا اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَاِعْمَالُ الْاَقْدَامِ اِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ)). رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ [2] (صحيح)**

حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''نہ چاہنے کے باوجود (سردی کی وجہ سے یا بیماری کی وجہ سے) اچھی طرح وضو کرنا، مسجد کی طرف قدم اٹھانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا گناہوں کا کفارہ بننے والے اعمال ہیں۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

**مَسئله 73** **گھر سے وضو کر کے فرض نماز ادا کرنے کے ارادے مسجد میں آنے والے کو حج کے برابر ثواب ملتا ہے۔**

---
[1] صحيح الترغيب والترهيب ، للالباني ، رقم الحديث 299
[2] كتاب الطهارة ، باب ماجاء فى اسباغ الوضوء (343/1)

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ (( مَنْ خَرَجَ مِنْ بَیْتِہٖ مُتَطَھِّرًا اِلٰی صَلاَۃٍ مَکْتُوْبَۃٍ فَاَجْرُہٗ کَاَجْرِ الْحَاجِّ الْمُحْرِمِ وَمَنْ خَرَجَ اِلٰی تَسْبِیْحِ الضُّحٰی لاَ یُنْصِبُہٗ اِلاَّ اِیَّاہُ فَاَجْرُہٗ کَاَجْرِ الْمُعْتَمِرِ وَصَلاَۃٌ عَلٰی اِثْرِ صَلاَۃٍ لاَ لَغْوٌ بَیْنَھُمَا کِتَابٌ فِیْ عِلِّیِّیْنَ)). رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ[1] (حسن)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو شخص گھر سے وضو کر کے فرض نماز ادا کرنے کے لیے مسجد میں آئے اس کے لیے حج کا احرام باندھنے والے آدمی کے برابر ثواب ہے اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز ادا کرنا جن کے درمیان کوئی لغو اور بیہودہ بات نہ کی گئی ہو ایسا عمل ہے جو علیین میں لکھا جاتا ہے۔'' اسے ابوداود نے روایت کیا ہے۔

**مسئلہ 74** نماز کے لیے پیدل مسجد کی طرف چل کر جانے والا، ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنے والا اور شدید سردی میں مکمل وضو کرنے والا ہمیشہ بھلائی پر زندہ رہے گا، خاتمہ بالخیر ہوگا اور وہ گناہوں سے اس طرح پاک وصاف ہو جائے گا جس طرح آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ (( اَتَانِیْ رَبِّیْ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ ﷺ ! فَقُلْتُ لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ ، قَالَ فِیْمَ تَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْاَعْلٰی؟ قُلْتُ فِی الدَّرَجَاتِ وَالْکَفَّارَاتِ ، وَفِیْ نَقْلِ الْاَقْدَامِ اِلَی الْجَمْعَاتِ وَاِسْبَاغِ الْوُضُوْءِ فِی الْمَکْرُوْھَاتِ وَانْتِظَارِ الصَّلاَۃِ بَعْدَ الصَّلاَۃِ وَمَنْ یُحَافِظُ عَلَیْھِنَّ عَاشَ بِخَیْرٍ وَمَاتَ بِخَیْرٍ وَکَانَ مِنْ ذُنُوْبِہٖ کَیَوْمٍ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ)). رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ[2] (صحیح)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میرا رب میرے پاس (خواب میں) بہترین صورت میں آیا اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ! میں نے عرض کیا میں حاضر ہوں اور فرماں برداری کے لیے تیار ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تجھے معلوم ہے بلند پایہ فرشتوں کی جماعت آپس میں کس چیز کے

---

[1] کتاب الصلاۃ ، باب فضل المشی الی الصلاۃ (522/1)

[2] ابواب التفسیر ، تفسیر سورۃ صٓ (2581/3)

بارے میں جھگڑتی ہے؟ میں نے عرض کیا'' ① درجات بلند کرنے والے اعمال کے بارے میں، ② گناہ مٹانے والے اعمال کے بارے میں، ③ جماعت کے لیے مسجد کی طرف چل کر آنے والے قدموں کے ثواب کے بارے میں، ④ شدید سردی میں اچھی طرح وضو کرنے کے ثواب کے بارے میں، (کیونکہ ان اعمال کا ثواب اتنا زیادہ ہے کہ) جو شخص ان اعمال کی حفاظت کرے گا وہ خیر اور بھلائی پر زندہ رہے گا۔ خیر اور بھلائی پر مرے گا اور گناہوں سے اس طرح پاک وصاف ہوگا جس طرح ماں کے جننے کے دن گناہوں سے پاک اور صاف ہوتا ہے۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

## مَسئلہ 75 نماز فجر اور نماز عصر کے لیے مسجد میں آنے والوں کی گواہی فرشتے دیتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ (( يَتَعَاقَبُوْنَ فِيْكُمْ مَلٰئِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلٰئِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُوْنَ فِيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِيْنَ بَاتُوْا فِيْكُمْ فَيَسْاَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ تَرَكْنٰهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ وَاَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ)) . رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❶

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''رات اور دن کے فرشتے تمہارے پاس آگے پیچھے آتے رہتے ہیں اور نماز فجر اور عصر میں اکٹھے ہوتے ہیں۔ وہ فرشتے جنہوں نے تمہارے ساتھ رات بسر کی (وہ فجر کے وقت) آسمان پر چڑھ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں۔ کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا وہ عرض کرتے ہیں کہ جب ہم نے ان کو چھوڑا تب بھی وہ نماز (فجر) ادا کر رہے تھے اور جب ہم ان کے پاس گئے تب بھی وہ نماز (عصر) ادا کر رہے تھے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

## مَسئلہ 76 جمعہ کے روز فرشتے جامع مسجد کے دروازوں پر کھڑے ہوکر آنے والے نمازیوں کا ثواب درجہ بدرجہ لکھتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ يَقُوْلُ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (( اِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ كَانَ عَلٰى

❶ كتاب المساجد ، فضل صلوتی الصبح والعصر ، رقم الحديث 1432

كُلِّ بَابٍ مِنْ اَبْوَابِ الْمَسْجِدِ مَلٰئِكَةٌ يَكْتُبُوْنَ الْاَوَّلَ فَالْاَوَّلَ فَاِذَا جَلَسَ الْاِمَامُ طَوَوُا الصُّحُفَ وَجَاءُ وْا يَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ وَمَثَلُ الْمُهَجِّرِ كَمَثَلِ الَّذِیْ يُهْدِی الْبَدَنَةَ ثُمَّ كَالَّذِیْ يُهْدِی بَقَرَةً ثُمَّ كَالَّذِیْ يُهْدِی الْكَبْشَ ثُمَّ كَالَّذِیْ يُهْدِی الدَّجَاجَةَ ثُمَّ كَالَّذِیْ يُهْدِی الْبَيْضَةَ)) .رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جمعہ کے دن فرشتے ہر مسجد کے تمام دروازوں پر (کھڑے ہوکر) لوگوں کے نام لکھتے ہیں۔ جو پہلے آتا ہے اس کا پہلے نام لکھتے ہیں (جو بعد میں آئے اس کا بعد میں) جب امام (خطبہ کے لیے منبر پر) بیٹھ جائے تو فرشتے نامۂ اعمال لپیٹ دیتے ہیں اور خطبہ سننے لگتے ہیں۔ جو شخص سب سے پہلے آتا ہے اس کے ثواب کی مثال ایسی ہے جیسے اس نے اونٹ کی قربانی دی بعد میں آنے والے نے گائے کی قربانی دی بعد میں آنے والے نے مینڈھے کی قربانی دی اس کے بعد آنے والے نے مرغی کی قربانی دی اور اس کے بعد آنے والے نے انڈے کی قربانی دی۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

**مَسئلہ 77** **جو شخص جمعہ کے روز غسل جنابت کرے، خطبہ سے پہلے مسجد میں آئے، امام کے قریب بیٹھے اور خطبہ غور اور خاموشی سے سنے اسے مسجد میں آنے جانے والے ہر قدم پر ایک سال کے روزوں اور ایک سال کے قیام کا ثواب ملتا ہے۔**

عَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَ غَسَّلَ وَ بَكَّرَ وَابْتَكَرَ وَ دَنَا وَاسْتَمَعَ وَ اَنْصَتَ كَانَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَخْطُوْهَا اَجْرُ سَنَةٍ صِيَامِهَا وَ قِيَامِهَا)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ[2] (صحيح)

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور (بیوی سے صحبت کر کے اسے بھی) غسل کرائے، (جمعہ پڑھنے کے لئے) جلدی (مسجد میں) آئے اور خطبہ کے شروع میں شریک ہو، خطیب کے قریب بیٹھے، خطبہ غور سے سنے اور خاموش بیٹھا رہے تو اسے

---

[1] كتاب الجمعة، باب فضل التهجير يوم الجمعة ، رقم الحديث 1984

[2] صحيح سنن الترمذی ، للالبانی ، الجزء الاول ، رقم الحديث 410

(مسجد میں جانے اور آنے والے) ہر قدم کے بدلے میں ایک سال کے روزے اور ایک سال کے قیام کے برابر ثواب ملتا ہے۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

**مَسئلہ 78** بندے کے مسجد میں آنے سے اللہ تعالیٰ اسی طرح خوش ہوتے ہیں جس طرح کسی گمشدہ آدمی کے گھر واپس آنے پر اس کے اہل وعیال خوش ہوتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ (( مَا تَوَطَّنَ رَجُلٌ مَسْلِمٌ الْمَسَاجِدَ لِلصَّلَاةِ وَالذِّكْرِ اِلَّا تَبَشْبَشَ اللّٰهُ لَهُ كَمَا يَتَبَشْبَشُ اَهْلُ الْغَائِبِ بِغَائِبِهِمْ اِذَاقَدِمَ عَلَيْهِمْ )). رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''جب تک بندہ نماز اور ذکر کے لیے مسجد میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے اسی طرح خوش ہوتے ہیں جس طرح کوئی غائب شخص اپنے گھر واپس آتا ہے تو گھر والوں کو اس سے خوشی ہوتی ہے۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

**مَسئلہ 79** نماز کے لیے مسجد میں جانے والے کے لیے اللہ کی ضمانت ہے کہ اگر وہ اس دوران میں فوت ہو جائے تو اس کے لیے جنت ہے اور اگر گھر زندہ واپس آ جائے تو اس کے لیے اجر وثواب ہے۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِیِّ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((ثَلَاثَةٌ كُلُّهُمْ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ رَجُلٌ خَرَجَ غَازِيًا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ حَتّٰى يَتَوَفَّاهُ فَيُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ اَوْ يَرُدَّهُ بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ وَ غَنِيْمَةٍ وَ رَجُلٌ رَاحَ اِلَى الْمَسْجِدِ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ حَتّٰى يَتَوَفَّاهُ فَيُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ اَوْ يَرُدَّهُ بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ وَ غَنِيْمَةٍ وَ رَجُلٌ دَخَلَ بَيْتَهُ بِسَلَامٍ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ )) رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ [2] (صحیح)

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''تین آدمی اللہ تعالیٰ کی

[1] کتاب الصلاۃ ، باب لزوم المساجد وانتظار المساجد (652/1)

[2] صحیح سنن ابی داؤد، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحدیث 2178

ضمانت میں ہیں ۔ پہلا وہ آدمی جو اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے نکلا ، اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے کہ اگر وہ فوت ہوجائے تو اللہ اسے جنت میں داخل فرمائے یا (اگر زندہ رہے تو) اسے ثواب اور مال غنیمت کیساتھ گھر واپس پہنچادے ۔ دوسرا وہ آدمی جو مسجد (میں نماز پڑھنے) کے لئے نکلا ، اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے کہ اگر وہ فوت ہوجائے تو اسے جنت میں داخل فرمائے یا (اگر زندہ رہے تو) اسے اجروثواب کے ساتھ گھر واپس پہنچادے ۔ تیسرا وہ شخص جو سلام کہہ کر اپنے گھر میں داخل ہو وہ بھی اللہ کی ضمانت میں ہے ۔'' اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے ۔

**مَسئله 80 رات کی تاریکی میں مسجد آنے والے قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سے روشنی میں ملاقات کریں گے ۔**

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ (( مَنْ مَشٰی فِیْ ظُلْمَةِ اللَّیْلِ اِلَی الْمَسْجِدِ لَقِیَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ بِنُوْرٍ یَوْمَ الْقِیَامَةِ )). رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ [1] (صحیح)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''جو شخص رات کی تاریکی میں مسجد کی طرف آئے قیامت کے روز وہ اللہ تعالیٰ سے روشنی میں ملاقات کرے گا ۔'' اسے طبرانی نے روایت کیا ہے ۔

**مَسئله 81 رات کی تاریکی میں مسجد آنے والوں کو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ بہت بلند اور روشن نور عطاء فرمائیں گے ۔**

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ (( اِنَّ اللّٰهَ لَیُضِیْءُ لِلَّذِیْنَ یَتَخَلَّلُوْنَ اِلَی الْمَسَاجِدِ فِی الظُّلَمِ بِنُوْرٍ سَاطِعٍ یَوْمَ الْقِیَامَةِ )). رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ [2] (حسن)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جو لوگ رات کی تاریکی میں مسجد میں آتے ہیں قیامت کے روز اللہ تعالیٰ انہیں بہت روشن اور بلند نور عطا فرمائے گا ۔'' اسے طبرانی نے روایت کیا ہے ۔

---

[1] الترغیب والترهیب ، للالبانی ، رقم الحدیث 316

[2] مجمع الزوائد ، کتاب الصلاة ، باب المشی الی المسجد (2080/2)

**مَسئلہ 82** رات کی تاریکی میں مسجد کی طرف چل کر جانا قیامت کے دن مکمل نور مہیا کرے گا۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (( بَشِّرِ الْمَشَّائِيْنَ فِى الظُّلَمِ اِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ )). رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ[1] (صحيح)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''تاریکی میں مسجد کی طرف چل کر جانے والوں کے لیے قیامت کے روز مکمل نور کی بشارت ہے۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : یہ نور پل صراط پر اہل ایمان کی رہنمائی کرے گا۔ واللہ اعلم بالصواب!

**مَسئلہ 83** شدید سردی اور تاریکی میں نماز کے لیے مسجد آنے والوں کے گھر اللہ تعالیٰ شیاطین جنات سے پاک فرمادیتے ہیں۔ ان شاء اللہ!

عَنْ قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : كَانَتْ لَيْلَةٌ شَدِيْدَةُ الظُّلْمَةِ وَالْمَطَرَ ، لَوْ اَنِّى اغْتَنَمْتُ اللَّيْلَةَ شُهُوْدَ الْعَتْمَةِ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَفَعَلْتُ ، فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ اَبْصَرَنِىْ ، وَمَعَهُ عُرْجُوْنَ يَمْشِىْ عَلَيْهِ ، فَقَالَ : ((مَالَكَ يَا قَتَادَةُ هٰهُنَا هٰذَا السَّاعَةَ؟))فَقُلْتُ : اغْتَنَمْتُ شُهُوْدَ الْعَتْمَةِ مَعَكَ يَا نَبِىَّ اللّٰهِ ﷺ، فَاَعْطَانِى الْعُرْجُوْنَ فَقَالَ : ((اِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ خَلَفَكَ فِىْ اَهْلِكَ ، فَاذْهَبْ بِهٰذَا الْعَرْجُوْنَ فَاَمْسِكْ بِهٖ حَتّٰى تَاتِىْ بَيْتَكَ ، فَخُذْهُ مِنْ زَاوِيَةِ الْبَيْتِ ، فَاضْرِبْهُ بِالْعُرْجُوْنِ ، فَخَرَجْتُ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاَضَاءَ الْعُرْجُوْنُ مِثْلَ الشَّمْعَةِ نُوْرًا فَاسْتَضَاْتُ بِهٖ ، فَاَتَيْتُ اَهْلِىْ فَوَجَدْتُهُمْ قَدْ رَقَدُوْا، فَنَظَرْتُ فِى الزَّاوِيَةِ فَاِذَا فِيْهَا قُنْفُذٌ ، فَلَمْ اَزَلْ اَضْرِبُهُ بِالْعُرْجُوْنِ حَتّٰى خَرَجَ)).رَوَاهُ الطَّبْرَانِىُّ [2] (حسن)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں شدید بارش اور تاریکی کی رات میں، میں نے خواہش کی کہ عشاء کی نماز نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ادا کروں چنانچہ میں مسجد میں چلا گیا۔ نبی اکرم ﷺ نماز پڑھ کر واپس ہوئے تو آپ ﷺ کی نگاہ مبارک مجھ پر پڑی آپ ﷺ کھجور کی ایک خشک چھڑی کے سہارے چل رہے تھے آپ ﷺ نے پوچھا ''قتادہ ایسے موسم میں تم یہاں کیسے؟'' میں نے عرض کیا ''اے اللہ کے نبی ﷺ! میرا

---

[1] كتاب الصلاة ، باب المشى الى الصلاة(633/1)

[2] مجمع الزوائد ، كتاب الصلاة ، باب فى صلاة العشاء والصبح فى الجماعة (2154/2)

جی چاہا کہ عشاء کی نماز آپ ﷺ کے ساتھ ادا کروں'' رسول اللہ ﷺ نے (یہ سن کر) کھجور کی چھڑی مجھے عطا فرمائی اور فرمایا'' تمہارے بعد شیطان تمہارے گھر میں گھس گیا ہے یہ چھڑی لے جا اور اسے گھر جانے تک اپنے پاس رکھ، گھر میں تم شیطان کو ایک کونے میں پاؤ گے اسے (نکالنے کے لئے) اس چھڑی سے مارنا میں جب مسجد سے نکلا تو چھڑی شمع کی مانند روشن ہوگئی اور میں اس کی روشنی میں گھر پہنچا، دیکھا تو گھر والے سو چکے تھے۔ ایک کونے میں مجھے ایک چوہا سا نظر آیا میں اسے چھڑی سے مارنے لگا حتی کہ وہ گھر سے نکل گیا۔'' اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

**مَسئلہ 84** مسجد میں آنے والا اللہ کی حفاظت میں ہوتا ہے۔

**عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو ﷺ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ(( سِتَّةُ مَجَالِسَ ، الْمُؤْمِنُ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى مَا كَانَ فِيْ شَيْءٍ مِنْهَا فِيْ مَسْجِدِ جَمَاعَةٍ اَوْ عِنْدَ مَرِيْضٍ اُو فِيْ جَنَازَةٍ اَوْ فِيْ بَيْتِهٖ اَوْ عِنْدَ اِمَامٍ مُقْسِطٍ يُعَزِّرُهٗ وَيُوَقِّرُهٗ)) . رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ[1] (حسن)**

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' چھ مجالس ایسی ہیں جن میں مومن آدمی اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہوتا ہے خواہ جس حال میں ہو ① مسجد میں جماعت کے ساتھ ② مریض کے پاس (عیادت کرتے ہوئے) ③ جنازے میں ④ اپنے گھر میں ⑤ عادل حاکم کے پاس بشرطیکہ وہ اس (حاکم) کی حمایت اور عزت کرتا ہو۔'' اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

**وضاحت:** چھٹی مجلس ''جہاد فی سبیل اللہ'' ہے ملاحظہ ہو مطالب العالیۃ از امام ابن حجرؒ حدیث نمبر 374

**مَسئلہ 85** مسجد کی طرف نماز کے لئے چل کر آنا باقی دین کو محفوظ کرنے والے اعمال میں سے ہے۔

**وضاحت:** حدیث مسئلہ نمبر 94 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

**مَسئلہ 86** جماعت کے ارادے سے مسجد میں آنے والا جماعت کے ثواب سے محروم نہیں رہتا۔

---

[1] مجمع الزوائد ، تحقيق عبد الله محمد الدرويش (136/2) ، رقم الحديث 2034

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (( مَنْ تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ وُضُوْءَهُ ثُمَّ رَاحَ فَوَجَدَ النَّاسَ قَدْ صَلُّوا اَعْطَاهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِثْلَ اَجْرِ مَنْ صَلَّاهَا وَحَضَرَهَا لَا تَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا)) . رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ[1] (صحیح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جس نے اچھی طرح وضو کیا اور مسجد کی طرف گیا اور دیکھا کہ لوگ اس سے پہلے نماز ادا کر چکے ہیں اللہ عزوجل اس کو بھی ان لوگوں جتنا ثواب عطا فرما دیتے ہیں جنہوں نے اس سے پہلے جماعت کے ساتھ نماز پڑھی اور اس میں شامل ہوئے اور ان لوگوں کے اجر سے بھی اللہ کچھ کمی نہیں فرماتے۔“ اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

**وضاحت :** جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کے ارادے سے مسجد میں آنے والے شخص کو گھر سے نکلتے ہوئے یا راستے میں کوئی ایسا عذر پیش آ جائے جس سے جماعت نہ مل سکے تو اسے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا ثواب مل جائے گا۔ ان شاء اللہ!

☜☜☜

---

[1] کتاب الصلاة ، باب فی من خرج یرید الصلاة فسبق بها (528/1)

# ثَوَابُ مَنْ جَلَسَ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ

# مسجد میں نماز کے انتظار میں بیٹھنے کا ثواب

**مَسئلہ 87** مسجد میں بیٹھ کر اگلی نماز کا انتظار کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ فخر فرماتے ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ﷜ قَالَ صَلَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْمَغْرِبَ فَرَجَعَ مَنْ رَجَعَ وَعَقَّبَ مَنْ عَقَّبَ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُسْرِعًا قَدْ حَفَزَهُ النَّفْسُ وَقَدْ حَسَرَ عَنْ رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ ((اَبْشِرُوْا هٰذَا رَبُّكُمْ قَدْ فَتَحَ بَابًا مِنْ اَبْوَابِ السَّمَاءِ يُبَاهِيْ بِكُمُ الْمَلٰئِكَةَ يَقُوْلُ انْظُرُوْا اِلٰى عِبَادِيْ قَدْ قَضَوْا فَرِيْضَةً وَهُمْ يَنْتَظِرُوْنَ اُخْرٰى)). رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ [1] (صحيح)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی (نماز پڑھنے کے بعد) جس نے واپس گھر جانا تھا وہ گھر چلا گیا اور جس نے بیٹھنا تھا وہ بیٹھا رہا (اچانک) رسول اللہ ﷺ اتنی تیزی سے تشریف لائے کہ آپ ﷺ کا سانس پھولا ہوا تھا اور آپ ﷺ نے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر فرمایا ''مبارک ہو، تمہارے رب نے آسمان کا ایک دروازہ کھولا ہے اور تمہارا ذکر فخر کے طور پر فرشتوں کے سامنے ان الفاظ میں فرما رہا ہے 'میرے ان بندوں کو دیکھو جو ایک فرض (نماز) ادا کر چکے اور دوسری کے انتظار میں ہیں۔''' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

**مَسئلہ 88** مسجد میں بیٹھ کر اگلی نماز کا انتظار کرنے والے کو مسلسل نماز پڑھنے کا ثواب ملتا رہتا ہے۔

عَنْ سَهْلٍ السَّاعِدِيِّ ﷜ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((مَنْ كَانَ فِيْ

[1] كتاب الصلاة ، باب لزوم المساجد وانتظار الصلاة (653/1)

الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ فَهُوَ فِي الصَّلَاةِ)). رَوَاهُ النَّسَائِيُّ [1] (صحیح)

حضرت سہل ساعدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے جو شخص مسجد میں بیٹھ کر نماز کا انتظار کرتا ہے وہ نماز میں ہے۔'' اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

**مَسئلہ 89** مسجد میں بیٹھ کر اگلی نماز کا انتظار کرنے والے کا نام فرمانبرداروں اور عبادت گزاروں میں لکھا جاتا ہے۔

**وضاحت :** حدیث مسئلہ 67 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

**مَسئلہ 90** فرض نماز ادا کرنے کے بعد جب تک نمازی باوضو نماز کی جگہ بیٹھا رہے فرشتے اس کے لیے دعاء مغفرت کرتے رہتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ الْمَلٰئِكَةَ يُصَلُّوْنَ عَلٰى اَحَدِكُمْ مَّا دَامَ فِيْ مَجْلِسِهِ الَّذِيْ صَلَّى فِيْهِ يَقُوْلُوْنَ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهُ اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ مَا لَمْ يُؤْذِ فِيْهِ مَا لَمْ يُحْدِثْ فِيْهِ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ [2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''فرشتے نمازی کے لیے اس وقت تک دعا کرتے رہتے ہیں جب تک وہ اپنی نماز کی جگہ بیٹھا رہے فرشتے یہ دعا کرتے ہیں ''یا اللہ اس پر رحم فرما، یا اللہ اس کے گناہ معاف فرما، یا اللہ اس پر نظر کرم فرما'' فرشتے اس وقت تک دعا کرتے ہیں جب تک وہ (فرشتوں کو) اذیت نہ دے یعنی اس کا وضو نہ ٹوٹے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

**مَسئلہ 91** نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک مسجد میں بیٹھ کر ذکر کرنے اور اس کے بعد دو نفل ادا کرنے والے کے لئے حج اور عمرہ کا ثواب ہے۔

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ صَلَّى الْفَجْرَ فِيْ جَمَاعَةٍ ثُمَّ قَعَدَ يَذْكُرُ اللّٰهَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ كَانَتْ لَهٗ كَاَجْرِ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

---

[1] كتاب المساجد ، باب الترغيب في الجلوس في المسجد(707/1)

[2] كتاب المساجد ، باب فضل الصلاة المكتوبة في الجماعة، رقم الحديث 1506

اللّٰهِ ﷺ تَامَّةٍ تَامَّةٍ تَامَّةٍ )).رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [1] (حسن)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جس نے فجر کی نماز (مسجد میں) باجماعت ادا کی پھر طلوع آفتاب تک بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتا رہا پھر دو رکعت نماز ادا کی اسے مکمل حج اور عمرہ کا ثواب ملے گا۔ رسول اللہ نے تین مرتبہ یہ الفاظ ادا فرمائے ''پورے حج وعمرہ کا ثواب۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

**مَسئله 92** اپنا زیادہ وقت مسجد میں گزارنے والے کے لیے اللہ کی طرف سے مہربانی، رحمت اور پل صراط پر ثابت قدمی کی ضمانت ہے۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ سَكَنَ الْمَسْجِدَ فَقَدْ ضَمَنَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَهُ الرُّوْحَ وَالرَّحْمَةَ وَالْجَوَازَ عَلَى الصِّرَاطِ)). رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ [2] (حسن)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو شخص (اپنا زیادہ وقت) مسجد میں قیام کرے اسے اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے مہربانی، رحمت اور پل صراط پر ثابت قدمی کی ضمانت دیتے ہیں۔'' اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

**مَسئله 93** نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک نماز کی جگہ بیٹھ کر ذکر کرنا مستحب ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : كَانَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لاَ يَقُوْمُ مِنْ مُّصَلاَّهُ الَّذِيْ يُصَلِّي فِيْهِ الصُّبْحَ اَوِ الْغَدَاةَ حَتّٰى تَطْلُعُ الشَّمْسُ فَاِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ قَامَ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ [3]

حضرت جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے بعد اپنی جگہ پر بیٹھے رہتے جب تک سورج طلوع نہ ہوتا جب سورج طلوع ہوتا تو آپ اٹھ کھڑے ہوتے۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

**مَسئله 94** درج ذیل تین اعمال کی پابندی کرنے والے نمازی کا باقی دین بھی محفوظ ہو جاتا ہے۔

---

[1] ابواب السفر ، باب ما ذکر مما تستحب من الجلوس فی المسجد (480/1)

[2] بشری العابد بفضل المسجد تصنیف محمد بن محمد عبد الرحمن الصدیقی تحقیق ربیع بن محمد السعودی ، باب فضل توطن المساجد

[3] کتاب المساجد ، باب فضل الجلوس فی مصلاۃ بعد الصبح، رقم الحدیث 1525

① ناگواری کے باوجود (سردی یا بیماری کی وجہ سے) اچھی طرح وضو کرنا۔

② مسجد کی طرف زیادہ سے زیادہ چل کر آنا۔

③ ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((اَلاَ اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا وَ يَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ ؟)) قَالُوْا : بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! قَالَ ((اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَ كَثْرَةُ الْخُطَا اِلَى الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کیا میں تم کو وہ باتیں نہ بتلاؤں جن سے گناہ مٹ جائیں اور درجے بلند ہوں۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ''کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''سختی اور تکلیف میں پوری طرح وضو کرنا اور زیادہ قدموں سے چل کر مسجد آنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ یہ اعمال (دین کا) پہرہ ہیں۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

☪☪☪

[1] كتاب الطهارة ، باب فضل اسباغ الوضوء على المكاره

# ثَوَابُ مَنْ جَاءَ اِلَى الْمَسْجِدِ لِيَتَعَلَّمَ

# مسجد میں علم حاصل کرنے کے لیے آنے کا ثواب

**مَسئلہ 95** دین کا علم حاصل کرنے کے لیے مسجد میں آنے والوں سے فرشتے محبت کرتے ہیں۔

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ الْمُرَادِيِّ ﷜ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ مُتَّكِئٌ عَلٰى بُرْدٍ لَهُ اَحْمَرَ فَقُلْتُ لَهُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ : اِنِّيْ جِئْتُ اَطْلُبُ الْعِلْمَ فَقَالَ : (( مَرْحَبًا بِطَالِبِ الْعِلْمِ اِنَّ طَالِبَ الْعِلْمِ لَتَحُفُّهُ الْمَلَائِكَةُ بِاَجْنِحَتِهَا ثُمَّ يَرْكَبُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا حَتّٰى يَبْلُغُوْا السَّمَاءَ الدُّنْيَا مِنْ مَحَبَّتِهِمْ لِمَا يَطْلُبُ )) .رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِيُّ [1] (حسن)

حضرت صفوان بن عسال مرادی ﷜ کہتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ ﷺ مسجد میں ایک سرخ تکیے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے میں نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! میں علم حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''مبارک ہو طالب علم کو، طالب علم کو فرشتے اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں پھر وہ ایک دوسرے پر سوار ہو جاتے ہیں حتی کہ آسمان دنیا تک پہنچ جاتے ہیں فرشتے طالب علم سے محبت اس لئے کرتے ہیں کہ جو علم، طالب علم حاصل کرتا ہے فرشتے اس علم سے محبت کرتے ہیں۔'' اسے احمد اور طبرانی نے روایت کیا ہے۔

**مَسئلہ 96** دین کا علم حاصل کرنے کے لیے مسجد میں آنے والے شخص کو حج کا ثواب ملتا ہے۔

عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ ﷜ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ (( مَنْ غَدَا اِلَى الْمَسْجِدِ لاَ يُرِيْدُ اِلاَّ اَنْ يَّتَعَلَّمَ

[1] الترغيب والترهيب لمحى الدين الديب الجزء الاول رقم الحديث 108

خَيْرًا اَوْ يُعَلِّمَهُ كَانَ لَهُ كَاَجْرِ حَاجٍّ تَامًّا حَجَّتُهُ )) .رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ [1] (صحيح)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو شخص صرف اس لئے مسجد گیا تا کہ نیکی سیکھے یا نیکی سکھائے اس کے لئے ایک مکمل حج کا ثواب ہے۔'' اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

**مَسئلہ 97** مسجد میں دین کا علم سیکھنے اور سکھانے کے لئے آنے والوں کو اللہ تعالیٰ درج ذیل چار نعمتوں سے نوازتے ہیں۔

① اللہ تعالیٰ ان پر سکینت نازل فرماتے ہیں۔

② اللہ تعالیٰ ان پر رحمت نازل فرماتے ہیں۔

③ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرشتے ان کے پاس مؤدبانہ کھڑے ہوتے ہیں۔

④ اللہ تعالیٰ ان کا ذکر فخریہ طور پر فرشتوں کے سامنے کرتے ہیں۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (( مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِيْ بَيْتٍ مِّنْ بُيُوْتِ اللّٰهِ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ وَيَتَدَارَسُوْنَهٗ بَيْنَهُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ وَمَنْ بَطَّأَ بِهٖ عَمَلُهٗ لَمْ يُسْرِعْ بِهٖ نَسَبُهٗ .رَوَاهُ مُسْلِمٌ [2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب کچھ لوگ اللہ کے گھر (مسجد) میں جمع ہو کر قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے سے پڑھتے پڑھاتے ہیں تو ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اللہ کی رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر اُن سے کرتے ہیں جو اُس کے پاس ہیں (یعنی فرشتے) اور (یاد رکھو!) جس شخص کو اس کے عمل نے پیچھے رکھا اس کا نسب اس کو آگے نہیں کر سکے گا۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

**مَسئلہ 98** حصول علم کے لیے کسی دور دراز مسجد کا سفر کرنے والے کے لیے اللہ

---

[1] الترغيب والترهيب لمحى الدين الديب الجزء الاول رقم الحديث 145

[2] كتاب الذكر والدعاء باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن،رقم الحديث 6853

تعالیٰ جنت کا حصول آسان فرما دیتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سَلَکَ طَرِیْقًا یَلْتَمِسُ فِیْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهٗ بِهٖ طَرِیْقًا اِلَی الْجَنَّةِ .رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جو شخص علم سیکھنے کے لئے سفر کرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتے ہیں۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

**مسئلہ 99** حصول علم کی نیت سے مسجد میں آنے والوں کے قدموں کے نیچے فرشتے اپنے پر پھیلا دیتے ہیں۔

**مسئلہ 100** حصول علم کے لیے مسجد آنے والوں کے لیے زمین و آسمان کی ہر چیز دعائے مغفرت کرتی ہے۔

عَنْ اَبِیْ دَرْدَاءٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ (( مَنْ سَلَکَ طَرِیْقًا یَلْتَمِسُ فِیْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهٗ طَرِیْقًا اِلَی الْجَنَّةِ وَاِنَّ الْمَلَائِکَةَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَهَا رِضًا لِطَالِبِ الْعِلْمِ وَاِنَّ طَالِبَ الْعِلْمِ یَسْتَغْفِرُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ حَتّٰی الْحِیْتَانُ فِی الْمَاءِ .رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ[2] (صحیح)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے جو شخص علم کی خاطر سفر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے فرشتے طالب علم سے خوش ہو کر اپنے پر (اس کے قدموں کے نیچے) بچھاتے ہیں۔ طالب علم کے لئے زمین و آسمان کی ہر چیز حتی کہ پانی کے اندر مچھلیاں بھی اُن کے لئے مغفرت طلب کرتی ہیں۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

**مسئلہ 101** حصول علم کے لیے مسجد آنے والے شخص کو جہاد فی سبیل اللہ کا ثواب ملتا ہے۔

---

[1] کتاب الذکر والدعاء ، باب فضل الا جتماع علی تلاوۃ القرآن، رقم الحدیث 6853

[2] کتاب السنة ، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم (182/1)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : (( مَنْ جَاءَ مَسْجِدِیْ هٰذَا لَمْ يَاتِهٖ اِلَّا لِخَيْرٍ يَتَعَلَّمُهُ اَوْ يُعَلِّمُهُ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْمُجَاهِدِ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَنْ جَاءَ لِغَيْرِ ذٰلِكَ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الرَّجُلِ يَنْظُرُ اِلَى مَتَاعِ غَيْرِهٖ )) .رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ[1] (صحيح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے ''جو شخص بھلائی سیکھنے یا سکھانے کی غرض سے میری اس مسجد میں آئے اس کا درجہ مجاہد فی سبیل اللہ کے برابر ہے اور جو شخص اس کے علاوہ کسی دوسرے (دنیاوی) مقصد کے لئے آئے اس کی مثال اس شخص کی ہے جس کی نظر دوسرے کے مال پر ہو۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

## مَسئلہ 102 حصول علم کے لیے مسجد میں آنے کا اجر وثواب دنیا کی تمام نعمتوں سے زیادہ ہے۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ فِی الصُّفَّةِ فَقَالَ (( اَيُّكُمْ يُحِبُّ اَنْ يَّغْدُوَ كُلَّ يَوْمٍ اِلٰى بُطْحَانَ اَوْ اِلَى الْعَقِيْقِ فَيَاتِیْ مِنْهُ بِنَاقَتَيْنِ كَوْمَاوَيْنِ فِیْ غَيْرِ اِثْمٍ وَلَا قَطْعِ رَحِمٍ ؟ )) فَقُلْنَا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نُحِبُّ ذٰلِكَ قَالَ : (( اَفَلَا يَغْدُوْ اَحَدُكُمْ اِلَى الْمَسْجِدِ فَيُعَلِّمُ اَوْ يَقْرَاُ اٰيَتَيْنِ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ ( عَزَّوَجَلَّ ) خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ نَاقَتَيْنِ وَثَلَاثٌ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ ثَلَاثٍ وَاَرْبَعٌ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَرْبَعٍ وَمِنْ اَعْدَادِهِنَّ مِنَ الْاِبِلِ )) .رَوَاهُ مُسْلِمٌ[2]

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم لوگ صفہ میں بیٹھے تھے اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا ''تم میں سے کون شخص یہ چاہتا ہے کہ روزانہ صبح بطحان یا عقیق (مدینہ منورہ کے دو بازاروں کا نام ہے) جائے اور وہاں سے اونچے کوہان والی دو اونٹنیاں (بلا قیمت) بغیر گناہ اور قطع رحمی کے لے آئے؟'' ہم نے عرض کیا ''یارسول اللہ ﷺ! یہ تو ہم سب چاہتے ہیں۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''تو پھر مسجد میں جاؤ اور کسی کو قرآن مجید کی دو آیتیں سکھا دو یا خود پڑھ لو تو وہ دو اونٹنیوں سے بہتر ہوں گی تین آیات تین اونٹنیوں سے، چار آیات چار اونٹنیوں سے اسی طرح جتنی آیات ہوں گی اتنی اونٹنیوں سے بہتر ہوں گی۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

---

[1] کتاب السنة باب فضل العلماء والحث على طلب العلم ،رقم الحديث (186/1)

[2] كتاب صلاة المسافرين ، باب فضائل القرآن باب فضل قرأة القرآن فى الصلاة وتعلمه، رقم الحديث 1873

# ثَوَابُ مَنْ اَنْفَقَ عَلٰی طَلَّابِ الْمَسْجِدِ

## مسجد کے طلباء پر خرچ کرنے کا ثواب

**مَسئله 103** کتاب وسنت کا علم حاصل کرنے والے طلباء پر اپنا مال خرچ کرنے والے کو سات سو گنا بڑھا کر اجر وثواب دیا جائے گا۔

﴿ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○﴾ (2:261)

''جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایسے ہے جیسے ایک دانہ بویا جائے اور اس سے سو بالیاں نکلیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں اسی طرح اللہ جسے چاہتا ہے بڑھا کر اجر دیتا ہے اللہ بڑی وسعت والا اور علم والا ہے۔'' (سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 261)

عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ بِنَاقَةٍ مَخْطُوْمَةٍ فَقَالَ : هٰذِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (( لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سَبْعُ مِائَةِ نَاقَةٍ كُلُّهَا مَخْطُوْمَةٌ )) .رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک آدمی نکیل سمیت اپنی اونٹنی لایا اور عرض کی ''(یا رسول اللہ ﷺ!) میں یہ اونٹنی اللہ کی راہ میں دیتا ہوں۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''قیامت کے روز تمہیں اس کے بدلے میں سات سو اونٹنیاں ملیں گی اور ساری کی ساری نکیل والی ہوں گی۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

عَنْ خُرَيْمِ بْنِ فَاتِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (( مَنْ اَنْفَقَ نَفَقَةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كُتِبَتْ لَهٗ بِسَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ )) .رَوَاهُ النَّسَائِيُّ[2] (صحيح)

---

[1] كتاب الامارة باب فضل الصدقة فى سبيل الله، رقم الحديث 4897

[2] صحيح سنن النسائى للالبانى الجزء الثانى رقم الحديث 2957

حضرت خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جس نے اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کیا اس کے لئے سات سو گنا اجر لکھا جاتا ہے۔'' اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

**مسئلہ 104 اللہ کے دین کے لیے جوڑا خرچ کرنے والے کے لیے قیامت کے روز جنت کے تمام دروازے کھلے ہوں گے۔**

**عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ (( مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ دَعَتْهُ خَزَنَةُ الْجَنَّةِ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَا فُلَانُ هَلُمَّ فَادْخُلْ، فَقَالَ: اَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! ذَاكَ الَّذِیْ لَا تَوٰی عَلَيْهِ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ (( اِنِّیْ لَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ )) .رَوَاهُ النَّسَائِیُّ [1] (صحيح)**

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''جس نے اللہ کی راہ میں جوڑا خرچ کیا اسے (قیامت کے روز) جنت کے دروازے کا ہر خازن بلائے گا اے فلاں! ادھر سے داخل ہو۔'' حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ﷺ! ایسے آدمی کو تو کسی قسم کا خدشہ نہیں ہوگا۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''مجھے امید ہے کہ تم انہی میں سے ہوگے۔'' اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

**مسئلہ 105 اللہ کے دین کے لیے خرچ کرنے والے کے لیے فرشتے برکت کی دعاء کرتے ہیں۔**

**عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (( مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيْهِ ، اِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ فَيَقُوْلُ اَحَدُهُمَا : اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا ، وَيَقُوْلُ الْآخَرُ اللّٰهُمَّ اَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا . رَوَاهُ مُسْلِمٌ [2]**

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''لوگوں پر کوئی ایسا دن نہیں گزرتا جس میں دو فرشتے نہ اترتے ہوں ان میں سے ایک کہتا ہے اے اللہ! (فی سبیل اللہ) خرچ کرنے والے کو اچھا بدلہ عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے اے اللہ! ہاتھ روک لینے والے کا مال ضائع فرما۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

---

[1] صحيح سنن النسائی للالبانی الجزء الثانی رقم الحديث 2983

[2] كتاب الزكاة باب فی المنفق والممسک، رقم الحديث 2336

## مَسئلہ 106 اللہ کے دین کی خاطر ایک کھجور یا اس کی قیمت کے برابر کیے گئے صدقہ کا اجروثواب پہاڑ کے برابر بھی مل سکتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ وَ لاَ يَقْبَلُ اللّٰهُ اِلاَّ الطَّيِّبَ وَ اِنَّ اللّٰهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِيْنِهِ ثُمَّ يُرَبِّيْهَا لِصَاحِبِهِ كَمَا يُرَبِّيْ اَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ حَتّٰى تَكُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ )) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جو کوئی ایک کھجور کے برابر حلال کمائی سے صدقہ کرے، اور اللہ تعالیٰ حلال کمائی سے ہی صدقہ قبول کرتا ہے۔ (حلال کمائی سے کیا گیا صدقہ) اللہ تعالیٰ دائیں ہاتھ میں لیتا ہے پھر اس کے مالک کے لئے اسے پالتا (بڑھاتا) رہتا ہے، جس طرح کوئی تم میں سے اپنا بچھیرا پالتا ہے یہاں تک کہ وہ (صدقہ) پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

## مَسئلہ 107 اپنی آمدنی سے ایک تہائی مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والا کبھی تنگدست نہیں ہوتا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ بَيْنَا رَجُلٌ بِفَلاَةٍ مِنَ الْاَرْضِ فَسَمِعَ صَوْتًا فِيْ سَحَابَةٍ اسْقِ حَدِيْقَةَ فُلاَنٍ فَتَنَحّٰى ذٰلِكَ السَّحَابُ فَأَفْرَغَ مَاءَهُ فِيْ حَرَّةٍ فَاِذَا شَرْجَةٌ مِنْ تِلْكَ الشِّرَاجِ قَدِ اسْتَوْعَبَتْ ذٰلِكَ الْمَاءَ كُلَّهُ فَتَتَبَّعَ الْمَاءَ فَاِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِيْ حَدِيْقَتِهِ يُحَوِّلُ الْمَاءَ بِمِسْحَاتِهِ فَقَالَ لَهُ: يَا عَبْدَاللّٰهِ ! مَا اسْمُكَ ؟ قَالَ : فُلاَنٌ لِلْاِسْمِ الَّذِيْ سَمِعَ فِي السَّحَابَةِ ، فَقَالَ لَهُ : يَا عَبْدَاللّٰهِ ! لِمَ تَسْأَلُنِيْ عَنْ اِسْمِيْ ؟ فَقَالَ : اِنِّيْ سَمِعْتُ صَوْتًا فِي السَّحَابِ الَّذِيْ هٰذَا مَاؤُهُ يَقُوْلُ اسْقِ حَدِيْقَةَ فُلاَنٍ لِاِسْمِكَ فَمَا تَصْنَعُ فِيْهَا، قَالَ : اَمَّا اِذْ قُلْتَ هٰذَا فَاِنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى مَا يَخْرُجُ مِنْهَا فَاَتَصَدَّقُ بِثُلُثِهِ وَ آكُلُ اَنَا وَ عِيَالِيْ ثُلُثًا وَاَرُدُّ فِيْهَا ثُلُثَهُ )) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [2]

---

[1] صحیح بخاری ، کتاب الزکاۃ ، باب الصدقة من کسب طیب، رقم الحدیث 1410

[2] مختصر صحیح مسلم ، للالبانی ، رقم الحدیث 354

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ایک شخص جنگل میں کھڑا تھا اس نے بادل سے آواز سنی (کسی نے آواز دی) کہ فلاں آدمی کے باغ کو پانی پلاؤ چنانچہ بادل ایک طرف چلا اور اپنا پانی ایک سنگلاخ زمین پر انڈیل دیا اچانک نالیوں میں سے ایک نالے نے سارا پانی جمع کر لیا وہ آدمی پانی کے پیچھے چلا۔ دیکھا کہ ایک شخص اپنے باغ میں کھڑا ہے اور اپنے بیلچے سے پانی ادھر ادھر تقسیم کر رہا ہے۔ اس آدمی نے کہا ''اللہ کے بندے تمہارا کیا نام ہے؟'' اس نے کہا ''فلاں۔'' وہی نام جو اس نے بادل سے سنا تھا۔ پھر اس نے دریافت کیا کہ ''اے اللہ کے بندے! تو میرا نام کیوں پوچھتا ہے؟'' اس نے کہا ''کہ میں نے اس بادل سے، جس کا یہ پانی ہے آواز سنی تھی کہ فلاں کے باغ کو پانی پلا اور تیرا نام لیا (میں جاننا چاہتا ہوں) تو اپنے باغ میں کیا کرتا ہے؟'' اس نے کہا ''جب تو نے پوچھا ہے تو میں بتا دیتا ہوں، کہ جو کچھ میرے باغ میں پیدا ہوتا ہے، اس کا تہائی حصہ صدقہ کر دیتا ہوں اور ایک تہائی سے میں اور میرا عیال کھاتا ہے اور ایک تہائی اس باغ میں لگا دیتا ہوں۔ اسے **مسلم** نے روایت کیا ہے

## **مَسئله 108** مساجد اور مدارس پر خرچ کیا گیا مال ایسا صدقہ جاریہ ہے جس کا اجر و ثواب قیامت تک جاری رہتا ہے۔

**عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ (( اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ اِلَّا مِنْ ثَلاَثَةٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِیَةٍ اَوْ عِلْمٍ یُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ یَدْعُوْلَهٗ )) رَوَاهُ مُسْلِمٌ** (1)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب انسان مرتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے البتہ تین چیزوں کا ثواب جاری رہتا ہے (1) صدقہ جاریہ (2) علم، جس سے دوسرے لوگ فائدہ اٹھائیں اور (3) نیک اولاد جو (اپنے والدین کے لئے) دعا کرے۔'' اسے **مسلم** نے روایت کیا ہے۔

❑❑❑

(1) کتاب الوصية ، باب ما يلحق الانسان من الثواب بعد وفاته، رقم الحديث 4223

# آدَابُ الذَّهَابِ اِلَى الْمَسْجِدِ وَالْاِيَابِ مِنْهُ

# مسجد میں آنے اور جانے کے آداب

**مَسئلہ 109** ساتر، شائستہ، جاذب نظر اور مکمل لباس پہن کر مسجد میں آنا چاہیے۔

﴿ يٰبَنِيْ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ ﴾ (31:7)

''اے بنی آدم ہر عبادت کے موقع پر اپنی زینت اختیار کرو۔'' (سورۃ الاعراف، آیت نمبر 31)

**مَسئلہ 110** صاف ستھرا، خوشبودار اور عمدہ لباس پہن کر مسجد میں آنا چاہئے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1].

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''اللہ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

**مَسئلہ 111** سفید لباس پہن کر مسجد میں آنا مستحب ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اُلْبُسُوْا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ فَاِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ)). رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ[2] (صحيح)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''سفید لباس پہنا کرو تمہارے لباسوں میں سے یہ سب سے بہتر ہے سفید کپڑے میں ہی اپنے مردوں کو کفن دو۔'' اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

**مَسئلہ 112** پھولدار اور نقش و نگار والے کپڑے پہن کر مسجد میں آنا مکروہ ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَ : قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ فِيْ خَمِيْصَةٍ ذَاتِ اَعْلَامٍ

---

1. كتاب الايمان ، باب تحريم الكبر ، رقم الحديث 225
2. ابواب الجنائز ، باب ما جاء في ما يستحب من الاكفان (729/1)

فَنَظَرَ اِلٰی عَلَمِهَا فَلَمَّا قَضٰی صَلَاتَهُ قَالَ ((اذْهَبُوْا بِهٰذِهِ الْخَمِيْصَةِ اِلٰی اَبِیْ جَهْمٍ وَاْتُوْنِیْ بِاَنْبِجَانِيَّةٍ فَاِنَّهَا اَلْهَتْنِیْ اٰنِفًا فِیْ صَلَاتِیْ)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ ایک چادر اوڑھ کر نماز کے لیے کھڑے ہوئے جس پر نقش ونگار تھے دوران نماز میں آپ ﷺ کی توجہ چادر کے نقش ونگار کی طرف چلی گئی۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا ''یہ چادر ابوجہم کے پاس لے جاؤ اور سادہ کمبل لا دو اس چادر نے مجھے نماز سے غافل کر دیا تھا۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

**مَسئلہ 113** مسجد میں داخل ہوتے وقت دایاں پاؤں پہلے اندر رکھنا چاہیے اور نکلتے وقت بایاں پاؤں پہلے باہر نکالنا چاہیے۔

كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَبْدَاُ بِرِجْلِهِ الْيُمْنٰی فَاِذَا خَرَجَ بَدَاَ بِرِجْلِهِ الْيُسْرٰی. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ[2]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں رکھتے اور نکلتے وقت بایاں پاؤں پہلے رکھتے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

**مَسئلہ 114** مسجد میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت درج ذیل دعاء مانگنی چاہیے۔

عَنْ فَاطِمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَقُوْلُ(( بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ)) وَاِذَا خَرَجَ قَالَ(( بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ)). رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ[3] (صحيح)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو فرماتے ''اللہ کے نام سے مسجد میں داخل ہوتا ہوں، سلامتی ہو اللہ کے رسول پر، یا اللہ میرے گناہ معاف فرما اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔'' اور جب مسجد سے نکلتے تو فرماتے ''اللہ کے نام سے مسجد سے نکلتا ہوں، سلامتی ہو اللہ کے رسول پر، یا اللہ میرے گناہ معاف فرما اور میرے لیے

[1] كتاب المساجد ، باب كراهة الصلاة فی ثوب له اعلام، رقم الحديث 1239

[2] كتاب الصلاة ، باب التيمن فی دخول المسجد

[3] كتاب الصلاة ، باب الدعاء عند دخول المسجد (625/1)

اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

**مَسئلہ 115** مسجد میں داخل ہونے کی ایک دوسری دعاء یہ ہے۔

عَنْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ كَانَ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ قَالَ (( اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ)) . رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ[1] (صحيح)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو فرماتے ''میں پناہ طلب کرتا ہوں عظیم اللہ کی، اس کے عزت والے چہرے اور اس کی قدیم سلطنت کے واسطے، شیطان مردود سے۔'' اسے ابوداود نے روایت کیا ہے۔

**مَسئلہ 116** مسجد میں داخل ہونے کے بعد دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کرنے چاہئیں۔

عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يَجْلِسَ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[2]

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جب کوئی آدمی مسجد میں داخل ہو، تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز ادا کرے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : بعض اہل علم کے نزدیک تحیۃ المسجد واجب ہے بعض کے نزدیک مستحب ہے۔ واللہ اعلم بالصواب!

**مَسئلہ 117** کچا لہسن یا پیاز کھا کر مسجد میں آنا منع ہے۔

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ (( مَنْ اَكَلَ ثُوْمًا اَوْ بَصَلاً فَلْيَعْتَزِلْنَا اَوْ قَالَ فَلْيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا وَلْيَقْعُدْ فِيْ بَيْتِهٖ )) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[3]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''جو شخص لہسن یا پیاز کھائے وہ ہم سے الگ رہے'' یا فرمایا ''وہ ہماری مسجد میں نہ آئے اور اپنے گھر میں ہی بیٹھے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : مذکورہ حدیث کے پیش نظر اہل علم نے ایسے دیگر امور سے بھی پرہیز کرنے کا حکم دیا ہے جس سے نمازیوں کو تکلیف یا کراہت محسوس ہو مثلاً تمباکو نوشی کے بعد مسجد میں آنا یا پسینے سے شرابور کپڑے پہن کر مسجد میں آنا وغیرہ۔ واللہ اعلم بالصواب!

---

1. كتاب الصلاة ، باب ما يقول الرجل عند دخوله المسجد (441/1)
2. كتاب الصلاة ، باب اذا دخل احدكم المسجد فليركع ركعتين (444)
3. كتاب الاذان ، باب ما جاء في الصوم والبصل (855)

**مَسئلہ 118** مسجد میں آ کر جگہ حاصل کرنے کے لیے لوگوں کی گردنیں پھلانگنا درست نہیں جہاں جگہ میسر آئے وہیں بیٹھ جانا چاہیے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ رضی اللہ عنہ جَاءَ رَجُلٌ يَتَخَطّٰى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ((اِجْلِسْ فَقَدْ اٰذَيْتَ)). رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ [1] (صحیح)

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی جمعہ کے دن مسجد میں آیا اور (جگہ حاصل کرنے کے لیے) لوگوں کی گردنیں پھلانگنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا ''بیٹھ جاؤ تم لوگوں کو تکلیف پہنچا رہے ہو۔'' اسے ابوداود نے روایت کیا ہے۔

عَنْ اَبِيْ وَاقِدٍ نِ اللَّيْثِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ : بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ فَاَقْبَلَ ثَلٰثَةُ نَفَرٍ فَاَقْبَلَ اثْنَانِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَذَهَبَ وَاحِدٌ فَاَمَّا اَحَدُهُمَا فَرَاٰى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاَدْبَرَ ذَاهِبًا فَلَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اَلَا اُخْبِرُكُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلٰثَةِ اَمَّا اَحَدُهُمْ فَاَوٰى اِلَى اللّٰهِ فَاٰوَاهُ اللّٰهُ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاسْتَحْيٰى فَاسْتَحْيَى اللّٰهُ مِنْهُ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاَعْرَضَ فَاَعْرَضَ اللّٰهُ عَنْهُ)). رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [2]

حضرت ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے اتنے میں تین آدمی آئے۔ دو تو آپ ﷺ کے پاس چلے آئے ان میں سے ایک نے حلقے میں کچھ خالی جگہ دیکھی اور وہاں بیٹھ گیا۔ دوسرے کو جگہ نہ ملی وہ لوگوں کے پیچھے بیٹھا اور تیسرا تو باہر ہی سے پیٹھ موڑ کر چلا گیا۔ جب آپ ﷺ (وعظ سے) فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا ''(لوگو) میں تم سے ان تین آدمیوں کا حال بیان کرتا ہوں ان میں سے ایک نے اللہ کے پاس ٹھکانہ حاصل کیا اور اللہ نے بھی اُس کو جگہ دی دوسرے نے (لوگوں میں گھسنے سے) شرم کی اللہ نے بھی اس سے شرم کی اور تیسرے نے اللہ کی طرف سے منہ موڑا، اللہ نے بھی اس سے منہ موڑا۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

**مَسئلہ 119** جو شخص اذان کے وقت مسجد میں موجود ہو اسے بلا شرعی عذر نماز ادا کرنے سے پہلے مسجد سے نہیں نکلنا چاہیے۔

---

1. كتاب الصلاة تفريع ، ابواب الجمعة ، باب تخطی رقاب الناس يوم الجمعة(989/1)
2. كتاب الصلاة ، باب الحلق والجلوس فی المسجد، رقم الحديث 474

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : خَرَجَ رَجُلٌ بَعْدَ مَا اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ ، فَقَالَ : اَمَا هٰذَا فَقَدْ عَصَى اَبَا الْقَاسِمِ ، ثُمَّ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (( اِذَا كُنْتُمْ فِي الْمَسْجِدِ فَنُوْدِیَ بِالصَّلَاةِ فَلَا يَخْرُجْ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُصَلِّیَ )). رَوَاهُ مُسْلِمٌ❶

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی موذن کی اذان کے بعد مسجد سے باہر نکلا تو انہوں نے کہا اس آدمی نے ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی کی کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''اذان کے وقت اگر تم مسجد میں ہوتو نماز پڑھے بغیر مسجد سے باہر نہ جاؤ۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

**مَسئلہ 120** اگر کوئی آدمی کسی کام سے اٹھ کر جائے اور واپس آئے تو وہی شخص اس جگہ بیٹھنے کا زیادہ حق دار ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ (( اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ مِنْ مَجْلِسِهٖ ثُمَّ رَجَعَ فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ )). رَوَاهُ مُسْلِمٌ❷

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جب کوئی شخص اپنی جگہ سے اٹھ کر کہیں جائے پھر واپس پلٹ آئے تو اس جگہ پر بیٹھنے کا وہی زیادہ حق دار ہے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

**مَسئلہ 121** جوتے نجاست سے پاک ہوں تو جوتوں سمیت مسجد میں آنا اور نماز پڑھنا جائز ہے۔

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَ كَانَ النَّبِیُّ ﷺ يُصَلِّیْ فِیْ نَعْلَيْهِ ؟ قَالَ : نَعَمْ . رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ❸

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سوال کیا ''کیا نبی اکرم ﷺ جوتوں سمیت نماز پڑھتے تھے؟'' آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ''ہاں!'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

❶ مجمع الزوائد ، باب فیمن خرج من المسجد، رقم الحدیث 1922
❷ کتاب السلام ، باب اذا قام من مجلسه ثم عاد فهو احق به
❸ کتاب الصلاة ، باب الصلاة فی النعال، رقم الحدیث 386

# خُرُوْجِ النِّسَاءِ اِلَی الْمَسْجِدِ

# خواتین کا مسجد میں آنا

**مَسئله 122** خواتین کا نماز کے لئے مسجد میں آنا واجب نہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَوْ لاَ مَا فِی الْبُيُوْتِ مِنَ النِّسَاءِ وَ الذُّرِّيَةِ لَاَقَمْتُ صَلاَةَ الْعِشَاءِ وَاَمَرْتُ فَتَيَانِیْ يُحَرِّقُوْنَ مَا فِی الْبُيُوْتِ بِالنَّارِ )) رَوَاهُ اَحْمَدُ [1]

(صحیح)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے تو میں عشاء کی نماز کھڑی کرتا اور اپنے جوانوں کو حکم دیتا کہ وہ ان کے گھروں کو آگ سے جلادیں۔'' اسے احمد نے روایت کیا ہے

**مَسئله 123** خواتین مسجد میں جا کر نماز ادا کر سکتی ہیں بشرطیکہ فتنہ کا ڈر نہ ہو۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لاَ تَمْنَعُوْا نِسَائَكُمُ الْمَسَاجِدَ وَبُيُوْتُهُنَّ خَيْرٌ لَهُنَّ )). رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ [2] (صحیح)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''عورتوں کو مسجد میں جانے سے منع نہ کرو (لیکن جب فتنہ کا ڈر ہو تو پھر) ان کے گھر ان کے لیے بہتر ہیں۔'' اسے ابوداود نے روایت کیا ہے۔

**مَسئله 124** خواتین کو مسجد میں مکمل ساتر لباس پہن کر آنا چاہیے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (( صِنْفَانِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ لَمْ اَرَهُمَا، قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَاَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُوْنَ بِهَا النَّاسَ وَ نِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيْلاَتٌ

[1] 399/14 رقم الحديث 8796 تحقيق شعيب الارنؤوط

[2] كتاب الصلاة ، باب فی خروج النساء الی المساجد (530/1)

مَـائِلاَتٌ رُؤُوْسُهُـنَّ كَـأَسْنِـمَةِ الْبُـخْـتِ الْـمَـائِلَةِ لاَ يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَ لاَ يَجِدْنَ رِيْحَهَا وَاِنَّ رِيْحَهَا لَيُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ كَذٰا وَ كَذٰا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جہنم میں جانے والی دو قسمیں ایسی ہیں جو میں نے ابھی تک نہیں دیکھیں ان میں سے ایک وہ لوگ جن کے پاس بیل کی دموں کی طرح کے کوڑے ہوں گے جن سے وہ لوگوں کو (یعنی اپنی رعایا) کو ماریں گے، دوسری قسم ان عورتوں کی ہے جو کپڑے پہننے کے باوجود ننگی ہوتی ہیں مردوں کو بہکانے والیاں اور خود بہکنے والیاں، ان کے سر بختی اونٹوں کی کوہان کی طرح (بالوں میں جوڑے لگانے کی وجہ سے) ایک طرف جھکے ہوں گے ایسی عورتیں جنت میں جائیں گی نہ جنت کی خوشبو سونگھ سکیں گی حالانکہ جنت کی خوشبو طویل مسافت سے آتی ہے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لاَ تُقْبَلُ صَلاَةَ حَائِضٍ اِلاَّ بِخِمَارٍ)) رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ[2] (صحیح)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''بالغ عورت کی نماز چادر یا موٹے دوپٹہ کے بغیر نہیں ہوتی۔'' اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔

## مَسئله 125 مسجد میں آنے والی خاتون کو خوشبو لگائے بغیر مسجد میں آنا چاہیے۔

عَنْ زَيْنَبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اِمْرَاةِ عَبْدُ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَتْ : قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا شَهِدَتْ اِحْدَاكُنَّ الْمَسْجِدَ فَلاَ تَمَسَّ طِيْبًا)). رَوَاهُ مُسْلِمٌ[3]

حضرت زینب رضی اللہ عنہا زوجہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتی ہیں ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی ''جو خاتون مسجد میں آنا چاہے وہ خوشبو کو ہاتھ تک نہ لگائے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

## مَسئله 126 جو خاتون خوشبو کی دھونی لے چکے یا خوشبو لگا چکے اسے مسجد میں نہیں آنا چاہیے۔

---

[1] كتاب الجنة وصفة نعيمها ، النار يدخلها الجبارون والجنة يدخلها الضعفاء

[2] صحيح سنن ابى داؤد، للالبانى ، الجزء الاول ، رقم الحديث 596

[3] كتاب الصلاة ، باب خروج النساء الى المساجد

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَیُّمَا امْرَاَةٍ اَصَابَتْ بَخُوْرًا فَلاَ تَشْهَدْ مَعَنَا الْعِشَاءَ الاٰخِرَةَ)) . رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جو خاتون خوشبو کی دھونی لے وہ ہمارے ساتھ نماز عشاء میں شریک نہ ہو۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

**مَسئلہ 127** خوشبو لگانے کے بعد اگر کوئی خاتون مسجد آنا چاہے تو پہلے غسل کر کے خوشبو ختم کرے پھر مسجد میں آئے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا خَرَجَتِ الْمَرْاَةُ اِلَی الْمَسْجِدِ فَلْیَغْتَسِلْ مِنَ الطِّیْبِ کَمَا تَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ)). رَوَاهُ النَّسَائِیُّ[2] (صحیح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جب کوئی خاتون مسجد کی طرف جانے کا ارادہ کرے تو (پہلے) خوشبو ختم کرنے کے لیے اسی طرح غسل کرے جس طرح جنابت سے پاک ہونے کے لیے غسل کرتی ہے۔'' (پھر مسجد آئے) اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

---

[1] کتاب الصلاة ، باب فی خروج النساء الی المساجد

[2] کتاب الایمان خ، باب اغتسال المراة من الطیب (4738/3)

# اَلْاُمُوْرُ الَّتِیْ تَجُوْزُ فِی الْمَسْجِدِ

## مسجد میں جائز امور

**مَسئله 128** مسجد میں قرآن وحدیث اور دینی علوم کی درس وتدریس جائز ہے۔

**وضاحت** : حدیث مسئلہ نمبر 95 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

**مَسئله 129** ضرورت سے مسجد میں لیٹنا جائز ہے۔

عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِیْمٍ رضی اللہ عنہ عَنْ عَمِّہٖ اَنَّہٗ رَاٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ مُسْتَلْقِیًا فِی الْمَسْجِدِ وَاضِعًا اِحْدٰی رِجْلَیْہِ عَلَی الْاُخْرٰی. رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ[1]

حضرت عباد بن تمیم رضی اللہ عنہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں چت لیٹے ہوئے دیکھا آپ ﷺ اپنا ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھے ہوئے تھے۔اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

**مَسئله 130** مسافر یا کسی ضرورت مند کا مسجد میں سونا جائز ہے۔

**مَسئله 131** مسجد میں بے وضو داخل ہونا جائز ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّہٗ کَانَ یَنَامُ وَھُوَ شَابٌّ اَعْزَبُ لَا اَھْلَ لَہٗ فِیْ مَسْجِدِ النَّبِیِّ ﷺ. رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ[2]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ غیر شادی شدہ نوجوان تھے اہل وعیال نہیں تھا اور مسجد نبوی ﷺ میں سویا کرتے تھے۔اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

**مَسئله 132** مسجد میں کھانا کھانا جائز ہے۔

---

1. کتاب الصلاۃ ، باب الاستلقیاء فی المسجد، رقم الحدیث 475
2. کتاب الصلاۃ ، باب نوم الرجل فی المسجد ، رقم الحدیث 421

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَارِثٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : اَكَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ طَعَامًا فِی الْمَسْجِدِ لَحْمًا قَدْ شَوٰی. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ[1] (صحیح)

حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں بھنا ہوا گوشت کھایا۔ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

**مَسئلہ 133** مسجد میں نماز جنازہ ادا کرنا جائز ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ رضی اللہ عنہ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا لَمَّا تُوُفِّیَ سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَتْ : اَدْخِلُوْا بِهِ الْمَسْجِدَ حَتّٰی اُصَلِّیَ عَلَیْهِ فَاُنْكِرَ ذٰلِكَ عَلَیْهَا فَقَالَتْ : وَ اللّٰهِ لَقَدْ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَی ابْنَیْ بَیْضَاءَ فِی الْمَسْجِدِ سُهَیْلٍ وَ اَخِیْهِ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ[2]

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا جنازہ مسجد میں لاؤ تاکہ میں بھی نماز جنازہ ادا کرسکوں۔ لوگوں نے (مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا) ناپسند کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ''اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیضاء کے دونوں بیٹوں یعنی سہیل اور اس کے بھائی کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی تھی۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

**مَسئلہ 134** غیر مسلم مسجد میں داخل ہوسکتا ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ یَقُوْلُ : دَخَلَ رَجُلٌ عَلٰی جَمَلٍ فَاَنَاخَهُ فِی الْمَسْجِدِ ثُمَّ عَقَلَهُ ثُمَّ قَالَ اَیُّكُمْ مُحَمَّدٌ ﷺ ؟ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُتَّكِئٌ بَیْنَ ظَهْرَانَیْهِمْ فَقُلْنَا لَهُ : هٰذَا الْاَبْیَضُ الْمُتَّكِئُ . رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ[3] (صحیح)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی اونٹ پر آیا اور مسجد میں اپنا اونٹ بٹھایا اسے رسی سے باندھا اور پوچھا ''تم میں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں؟'' ہم نے اسے بتایا ''یہ تکیہ لگائے ہوئے گورے شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔'' اسے ابوداود نے روایت کیا ہے۔

---

[1] كتاب الاضاحی ، باب الشواء (2676/2)

[2] كتاب الجنائز ، باب الصلاة على الجنازة فی المسجد، رقم الحديث 2254

[3] كتاب الصلاة فی المشرک يدخل المسجد (460/1)

**مَسئله 135 مسجد میں بیٹھے بیٹھے اونگھ آ جائے تو اپنی جگہ بدلنی جائز ہے۔**

**عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ (( اِذَا نَعَسَ اَحَدُكُمْ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَتَحَوَّلْ مِنْ مَجْلِسِهٖ ذٰلِكَ اِلٰى غَيْرِهٖ )). رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ** [1]

**(صحيح)**

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے ''مسجد میں جب کسی کو اونگھ آئے تو اسے اپنی جگہ بدل لینی چاہیے۔'' اسے ابوداود نے روایت کیا ہے۔

• • •

[1] كتاب الصلاة، باب الرجل ينعس والامام يخطب (1119/1)

# اَلْاُمُوْرُ الَّتِیْ لَا تَجُوْزُ فِی الْمَسْجِدِ

## مسجد میں ممنوع امور

**مَسئلہ 136** مساجد میں خرید و فروخت کرنا منع ہے۔

**مَسئلہ 137** مساجد میں گم شدہ چیز کا اعلان کرنا منع ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا رَاَیْتُمْ مَنْ یَبِیْعُ اَوْ یَبْتَاعُ فِی الْمَسْجِدِ فَقُوْلُوْا لَا اَرْبَحَ اللّٰهُ تِجَارَتَکَ وَ اِذَا رَاَیْتُمْ مَنْ یَنْشُدُ فِیْهِ ضَآلَّةً فَقُوْلُوْا لَا رَدَّ اللّٰهُ عَلَیْکَ )) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ[1] (صحیح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جب تم کسی شخص کو مسجد میں خرید و فروخت کرتے دیکھو تو کہو اللہ تعالیٰ تجھے تجارت میں نفع نہ دے۔ اور جب کسی کو اپنی گم شدہ چیز کا مسجد میں اعلان کرتے دیکھو تو کہو اللہ تعالیٰ تجھے کبھی واپس نہ دے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

**مَسئلہ 138** مسجد میں بلند آواز سے گفتگو کرنا منع ہے۔

عَنْ کَعْبِ بْنِ مَالِکٍ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ تَقَاضٰی ابْنَ اَبِیْ حَدْرَدٍ دَیْنًا کَانَ لَهُ عَلَیْهِ فِیْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِی الْمَسْجِدِ فَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمَا حَتّٰی سَمِعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِیْ بَیْتِهٖ فَخَرَجَ اِلَیْهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی کَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهٖ وَنَادٰی کَعْبَ بْنَ مَالِکٍ رضی اللہ عنہ فَقَالَ (( یَا کَعْبُ !)) فَقَالَ : لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، فَاَشَارَ بِیَدِهٖ (( اَنْ ضَعِ الشَّطْرَ مِنْ دَیْنِکَ )) قَالَ کَعْبٌ : قَدْ فَعَلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (( قُمْ فَاقْضِهٖ)). رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ[2]

---

[1] صحیح سنن الترمذی، للالبانی ، الجزء الثانی ، رقم الحدیث 1066

[2] کتاب الصلاۃ ، باب التقاضی و الملازمة فی المسجد، رقم الحدیث 457

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے ایک قرض کا عبداللہ بن ابی حدرد رضی اللہ عنہ سے تقاضا کیا۔ مسجد نبوی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں دونوں کی آوازیں بلند ہوئیں یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرے میں سن لیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرے کا پردہ اٹھایا اور باہر آ کر فرمایا ''اے کعب!'' انہوں نے کہا ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ سے اشارہ کیا ''آدھا قرض معاف کر دے۔'' کعب رضی اللہ عنہ نے کہا ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جو آپ کا حکم، میں نے معاف کر دیا۔'' تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ابی حدرد رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''چل اٹھ اور اس کا قرض ادا کر۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ رضی اللہ عنہ قَالَ : كُنْتُ قَآئِمًا فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِيْ رَجُلٌ فَنَظَرْتُ اِلَيْهِ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ فَقَالَ : اذْهَبْ فَأْتِنِي بِهٰذَيْنِ فَجِئْتُهُ بِهِمَا ، فَقَالَ : مِمَّنْ اَنْتُمَا اَوْ مِنْ اَيْنَ اَنْتُمَا ، قَالَا : مِنْ اَهْلِ الطَّآئِفِ ، قَالَ : لَوْ كُنْتُمَا مِنْ اَهْلِ الْبَلْدِ لَاَوْجَعْتُكُمَا تَرْفَعَانِ اَصْوَاتَكُمَا فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم .رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [1]

سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں کھڑا تھا اتنے میں ایک شخص نے مجھ پر کنکر پھینکا میں نے دیکھا تو وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے کہا ''جا ان دونوں کو بلا کر لا'' میں ان کو بلا لایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا ''تم کون ہو؟'' یا یوں فرمایا ''کہاں سے آئے ہو؟'' انہوں نے کہا ''ہم طائف سے آئے ہیں۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ''اگر تم اس شہر (مدینہ) کے رہنے والے ہوتے تو میں تم کو سزا دیتا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں شور وغل مچاتے رہے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

## مَسئله 139 مسجد میں اتنی آواز سے تلاوت کرنا جس سے دوسروں کی تلاوت یا نماز میں خلل آئے، منع ہے۔

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلَا اِنَّ كُلَّكُمْ مُنَاجٍ رَبَّهٗ فَلَا يُؤْذِيَنَّ بَعْضُكُمْ بَعْضًا وَلَا يَرْفَعَنَّ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فِيْ الْقِرَاءَةِ .رَوَاهُ اَحْمَدُ [2] (صحيح)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''خبردار رہو! تم میں سے ہر ایک (تلاوت

---

[1] كتاب الصلاة ، باب رفع الصوت فى المسجد، رقم الحديث 470

[2] صحيح الجامع الصغير ، للالبانى ، الجزء الثانى ، رقم الحديث 2636

کے ذریعے )اپنے رب کے حضور فریاد کرتا ہے لہٰذا تم میں سے کوئی دوسرے کو تکلیف نہ دے اور قرأت میں اپنی آواز دوسرے کی آواز سے اونچی نہ کرے۔'' اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

## مَسئلہ 140 مساجد میں کسی شخص کو معمولی سی تکلیف پہنچانا بھی منع ہے۔

عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ (( مَنْ مَرَّ فِیْ شَیْءٍ مِنْ مَسَاجِدِنَا اَوْ اَسْوَاقِنَا بِنَبْلٍ فَلْیَاخُذْ عَلٰی نِصَالِهَا لَا یَعْقِرْ بِکَفِّهٖ مُسْلِمًا )). رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ [1]

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''جو شخص ہماری مساجد یا بازاروں میں تیر لے کر چلے وہ ان کی نوکیں پکڑ کر رکھے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنے ہاتھ سے کسی مسلمان کو زخمی کر دے۔'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

## مَسئلہ 141 مسجد میں آنے کے بعد جگہ حاصل کرنے کے لیے لوگوں کو زحمت دینا منع ہے۔

**وضاحت :** حدیث مسئلہ نمبر 118 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

## مَسئلہ 142 مساجد میں بے مقصد شعر گوئی منع ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَهٰی عَنْ تَنَاشُدِ الْاَشْعَارِ فِی الْمَسْجِدِ. رَوَاهُ النَّسَائِیُّ [2]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مسجد میں اشعار پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

**وضاحت :** حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ مسجد میں اشعار سنتے تھے جس سے حمد، نعت اور دیگر دینی اشعار سننے یا پڑھنے کی رخصت ہے۔ واللہ اعلم بالصواب!

## مَسئلہ 143 مسجد میں تھوکنا منع ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ (( اَلتَّفْلُ فِی الْمَسْجِدِ خَطِیْئَةٌ وَ کَفَّارَتُهٗ اَنْ

---

[1] کتاب الصلاۃ ، باب المرور فی المسجد، رقم الحدیث 452

[2] کتاب المساجد ، باب النھی عن تناشد الاشعار فی المسجد(691/1)

تُوَارِيَهُ ))۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ[1] (صحيح)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے دفن کردیا جائے۔'' اسے ابوداود نے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (( اِنَّ اللّٰهَ قِبَلَ وَجْهِ اَحَدِكُمْ اِذَا صَلَّى فَلَا يَبْزُقْ بَيْنَ يَدَيْهِ ))۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ[2] (صحيح)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھتا ہے تو اس کے سامنے اللہ ہوتا ہے، لہٰذا نمازی اپنے آگے نہ تھوکے۔'' اسے ابوداود نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : یاد رہے قبلہ کی سمت تھوکنا صرف مسجد میں ہی منع نہیں بلکہ قبلہ شریف کی عزت اور عظمت کی وجہ سے مسجد سے باہر بھی قبلہ کی سمت تھوکنا منع ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے ''مَنْ تَفَلَ تُجَاهَ الْقِبْلَةِ جَاءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَفْلُهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ'' ''جس شخص نے قبلہ کی طرف تھوکا قیامت کے روز اس کا تھوک اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ہوگا۔'' (صحیح سنن ابوداؤد، للالبانی، الجزء الثانی، رقم الحدیث 3239)

## مَسئلہ 144 مساجد میں دنیاداری کی باتیں کرنا منع ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (( فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ يَجْلِسُوْنَ فِي الْمَسَاجِدِ حَلْقًا حَلْقًا اَمَامُهُمُ الدُّنْيَا فَلَا تُجَالِسُوْهُمْ فَاِنَّهُ لَيْسَ لِلّٰهِ فِيْهِمْ حَاجَةٌ ))۔ رَوَاهُ ابْنُ حَبَّانَ[3] (صحيح)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''آخری زمانے میں کچھ لوگ مساجد میں حلقے بنا کر بیٹھیں گے جن کے پیش نظر محض دنیاوی معلومات ہوں گی ان کے ساتھ نہ بیٹھنا اللہ تعالیٰ کو ایسے لوگوں کی کوئی ضرورت نہیں۔'' اسے ابن حبان نے روایت کیا ہے۔

## مَسئلہ 145 مساجد میں حد قائم کرنا منع ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ (( لَا تُقَامُ الْحُدُوْدُ فِي

---

[1] کتاب الصلاۃ، باب فی کراهیة البزاق فی المسجد (449/1)

[2] کتاب الصلاۃ، باب فی کراهیة البزاق فی المسجد (454/1)

[3] سلسلح احادیث الصحیحة، الجزء الثالث، رقم الحدیث 1163

الْمَسَاجِدِ)). رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ [1] (حسن)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''مساجد میں حدود قائم نہ کی جائیں۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

## مَسئله 146 مسجد میں اپنے لیے خاص جگہ مقرر کرنا منع ہے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شِبْلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ نَقْرَةِ الْغُرَابِ وَافْتِرَاشِ السَّبُعِ وَاَنْ يُوَطِّنَ الرَّجُلُ الْمَعَانَ فِى الْمَسْجِدِ كَمَا يُوَطِّنُ الْبَعِيْرُ. رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ [2] (حسن)

حضرت عبدالرحمان بن شبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے کوے کی طرح ٹھونگیں مار کر سجدہ ادا کرنے، سجدے میں چوپائے کی طرح ہاتھ پھیلانے اور مسجد میں اونٹ کی طرح باڑے میں جگہ مخصوص کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اسے ابوداود نے روایت کیا ہے۔

## مَسئله 147 مسجد میں ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا منع ہے۔

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا تَوَضَّا اَحَدُكُمْ فِىْ بَيْتِهٖ ثُمَّ اَتَى الْمَسْجِدَ كَانَ فِىْ صَلَاةٍ حَتّٰى يَرْجِعَ فَلَا يَقُلْ هٰكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ)). رَوَاهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ [3] (صحيح)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''تم میں سے کوئی شخص جب وضو کر کے مسجد کی طرف آئے تو واپس گھر آنے تک وہ نماز میں رہتا ہے، لہٰذا وہ یوں نہ کرے اور آپ ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر دکھائیں۔'' اسے ابن خزیمہ نے روایت کیا ہے۔

وضاحت : شریعت کے احکام و مسائل سمجھانے کے لیے اگر ایسا کرنے کی ضرورت پڑے تو وہ جائز ہے۔ واللہ اعلم بالصواب!

## مَسئله 148 مسجد میں داخل ہونے کے بعد نمازی کو مکمل اطمینان اور وقار کے ساتھ نماز میں شریک ہونا چاہیے، مسجد میں بھاگنا منع ہے۔

---

[1] كتاب الحدود ، باب النهى عن اقامة الحدود فى المسجد (2105/2)

[2] كتاب الصلاة ، باب صلاة من لا يقيم صلبه فى الركوع والسجود (768/1)

[3] الجزء الاول ، رقم الحديث 447 ، تحقيق الدكتور محمد مصطفى الاعظمى

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ :سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ : اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلاَةُ فَلاَ تَاْتُوْهَا تَسْعَوْنَ وَاْتُوْهَا تَمْشُوْنَ عَلَیْكُمُ السَّكِیْنَةَ فَمَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ❶

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے ’’جب نماز کھڑی ہوجائے تو بھاگتے ہوئے نہ آؤ بلکہ عام رفتار سے چل کر آؤ تم پر اطمینان سے آنا واجب ہے نماز کا جو حصہ امام کے ساتھ پاؤ وہ ادا کرو اور جو رہ جائے اسے بعد میں مکمل کرو۔‘‘ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

**مَسئلہ 149** **مسجد کو گزرگاہ بنانا منع ہے۔**

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لاَ تَتَّخِذُوا الْمَسَاجِدَ طُرُقاً اِلَّا لِذِكْرٍ اَوْ صَلاَةٍ )). رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ ❷ (حسن)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ’’مساجد کو گزرگاہ نہ بناؤ ان میں صرف اللہ کا ذکر کرنے اور نماز پڑھنے کے لیے آنا چاہیے۔‘‘ اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

✠ ✠ ✠

---

❶ کتاب الجمعة ،باب المشی الی الجمعة (908)

❷ سلسلة الاحادیث الصحیحة ، الجزء الثالث ، رقم الحدیث 1001

# عِقَابُ مَنْ لَا يَعْمُرُ الْمَسْجِدَ

## مسجد کو آباد نہ کرنے کی سزا

**مَسئلہ 150** مساجد کو بے آباد اور ویران رکھنے والے لوگ کافر اور مشرک ہیں۔

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ (( اِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكَ الصَّلَاةِ )). رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے ”بندے اور کفر و شرک کے درمیان فرق کرنے والی چیز نماز ہے۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

**مَسئلہ 151** مساجد کو بے آباد اور ویران رکھنے والوں کے گھروں میں کسی وقت بھی آگ لگ سکتی ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (( لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ فِتْيَانِيْ اَنْ يَسْتَعِدُّوْا لِيْ بِحُزَمٍ مِنْ حَطَبٍ ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلاً يُصَلِّي بِالنَّاسِ ثُمَّ تُحَرَّقَ بُيُوْتٌ عَلٰى مَنْ فِيْهَا )). رَوَاهُ مُسْلِمٌ[2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”میں نے ارادہ کیا کہ اپنے جوانوں کو حکم دوں کہ وہ لکڑیوں کا ڈھیر اکٹھا کریں اور پھر کسی کو حکم دوں کہ وہ نماز پڑھائے اور خود جا کر گھروں کو وہاں موجودہ لوگوں سمیت آگ لگا دوں۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

عَنْ عَبْدُاللّٰهِ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِقَوْمٍ يَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ (( لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ رَجُلًا يُصَلِّي بِالنَّاسِ ثُمَّ اُحَرِّقَ عَلٰى رِجَالٍ يَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ بُيُوْتَهُمْ )).

---

[1] كتاب الايمان ، باب بيان اطلاق اسم الكفر على من ترك الصلاة، رقم الحديث 247

[2] كتاب المساجد ، باب فضل صلاة الجماعة وبيان التشديد في التخلف عنها، رقم الحديث 1483

رَوَاهُ مُسْلِمٌ ❶

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جمعہ میں حاضر نہ ہونے والوں کے بارے میں ارشاد فرمایا ''میں نے ارادہ کیا کہ کسی آدمی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر میں ان لوگوں کے گھروں کو جا کر آگ لگا دوں جو جمعہ کی نماز میں حاضر نہیں ہوتے۔'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (( لَيَنْتَهِيَنَّ رِجَالٌ عَنْ تَرْكِ الْجَمَاعَةِ اَوْ لَاُحَرِّقَنَّ بُيُوْتَهُمْ )). رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ ❷ (صحيح)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''لوگ ترک جماعت سے باز آ جائیں ورنہ میں ان کے گھروں کو آگ لگا دوں گا۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

**مَسئلہ 152** مساجد کو بے آباد رکھنے والوں کے دلوں پر اللہ تعالیٰ مہر لگا دیتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ (( لَيَنْتَهِيَنَّ اَقْوَامٌ عَنْ وَدَعِهِمُ الْجَمَاعَاتِ اَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُوْنُنَّ مِنَ الْغَافِلِيْنَ)). رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ ❸ (صحيح)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے ''لوگ جماعت ترک کرنے سے باز آ جائیں ورنہ اللہ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا اور پھر وہ غافلوں میں سے ہو جائیں گے۔'' اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

**مَسئلہ 153** مسلسل تین جمعہ مسجد میں نہ آنے والوں کے دلوں پر بھی اللہ تعالیٰ مہر لگا دیتے ہیں۔

عَنْ اَبِى الْجَعْدِ الضَّمْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (( مَنْ تَرَكَ ثَلاَثَ جُمَعٍ تَهَاوُنًا بِهَا طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِهِ )) رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

❶ كتاب المساجد ، باب فضل صلاة الجماعة وبيان التشديد فى التخلف عنها، رقم الحديث 1485

❷ كتاب المساجد والجماعات ، باب التغليظ فى التخلف عن الجماعة(647/1)

❸ كتاب المساجد والجماعات ، باب التغليظ فى التخلف عن الجماعة(647/1)

وَالدَّارِمِیُّ [1] (صحیح)

حضرت ابو جعد ضمری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جس شخص نے تین جمع غفلت کی وجہ سے چھوڑ دیئے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔'' اسے ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا ہے۔

ΩΩΩ

[1] صحیح سنن ابی داؤد ، للالبانی ، الجزء الاول ، رقم الحدیث 928

# عِقَابُ مَنْ هَدَمَ الْمَسْجِدَ

# مسجد کو گرانے کی سزا

**مَسئلہ 156** مسجد میں آنے والے نمازیوں کے لیے رکاوٹیں کھڑی کرنے والا ، مساجد کو بے آباد اور برباد کرنے والا سب سے بڑا ظالم ہے اور ایسے ظالموں کے لیے دنیا میں ذلت اور آخرت میں بہت بڑا عذاب ہے۔

﴿ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌO﴾ (2:114)

''اس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہوگا جو لوگوں کو اللہ کی مساجد میں اللہ کا نام لینے سے روکے اور ان کی ویرانی کے در پے ہو۔ ایسے لوگ اس قابل نہیں کہ وہ ان مسجدوں میں قدم رکھیں، اگر جائیں بھی تو ڈرتے ہوئے جائیں۔ ایسے ظالموں کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں عذاب عظیم ہے۔'' (سورۃ البقرۃ، آیت نمبر 114)

✞ ✞ ✞

# تفہیم السنۃ
## کے مطبوعہ حصے

1. توحید کے مسائل
2. اتباع سنت کے مسائل
3. طہارت کے مسائل
4. نماز کے مسائل
5. جنازے کے مسائل
6. درود شریف کے مسائل
7. دعاء کے مسائل
8. زکوٰۃ کے مسائل
9. روزوں کے مسائل
10. حج اور عمرہ کے مسائل
11. جہاد کے مسائل
12. نکاح کے مسائل
13. طلاق کے مسائل
14. جنت کا بیان
15. جہنم کا بیان
16. شفاعت کا بیان
17. قبر کا بیان
18. علامات قیامت کا بیان
19. قیامت کا بیان
20. دوستی اور دشمنی
21. فضائل قرآن مجید
22. تعلیمات قرآن مجید
23. فضائل رحمۃ للعالمین ﷺ
24. حقوق رحمۃ للعالمین ﷺ
25. مساجد کا بیان
26. لباس کا بیان (زیر طبع)

حدیث پبلیکیشنز
2- شیش محل روڈ، لاہور، پاکستان